خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

جرنل

۷۸ - ۸۰

NOT TO BE ISSUED

خدا بخش لائبریری

جرنل پٹنہ

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 94858
Date 8.10.94

۸۰—۷۸

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

رجسٹریشن نمبر: ۲۲۳۲۳/۶۰
شمارہ: ششماہی
اس شمارہ کی قیمت: بیس روپے

سالانہ: ۴۰ روپے (ہندوستان)
۶۰ ڈالر (ایشیا)، ۸۰ ڈالر دیگر ممالک

۱۹۹۲ء

مطبع مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، دہلی میں چھپوا کر، خدا بخش لائبریری پٹنہ سے شائع کیا۔

فہرست

جہانِ غالب

○ زمانۂ غالبیات — جمیل مظہری — ۱

مخطوطات شناسی

○ مثنوی عالنامہ: گوی و چوگاں — ڈاکٹر مسیح الزماں — ۱۴۵

○ دیوانِ میر سوز کا نسخۂ کراچی — جناب راشد منیر عامر — ۱۸۵

○ دیوانِ ہاشم — ڈاکٹر کلیم سہسرامی — ۱۹۸

○ شیخ غلام محمد اول اور ان کا ادبی ہمہ — ڈاکٹر نور الحسن اختر — ۲۰۵

○ دیوانِ مصطفیٰ کو خدا بخش لائبریری — پروفیسر مختار الدین احمد — ۲۲۰

○ نفیس مخطوطات — جناب عارف نوشاہی — ۲۲۲

تاریخ ہند: عہدِ وسطیٰ

○ شہنشاہ اکبر کا دارالترجمہ — ڈاکٹر اطہر عباس رضوی (شکاگو) / ترجمہ: جناب سید حسن عباس نوراللہ — ۲۲۷

جہناج

○ جہناج صاحب — ڈاکٹر سید عابد حسین — ۲۴۹

جہانِ سرسید

- کچھ جان ڈیون پورٹ کے بارے میں — ۲۶۱
  (تذکرہ سرسید کے دو خطوط حسن انگلش کے نام)
- مؤید الاسلام — جان ڈیون پورٹ — ۲۶۳

جہانِ دردو

- یادداشتہائے دردو — قاضی عبدالودود — ۲۷۱

جہانِ آزاد

- فتنۂ ارتداد اور مسلمان — مولانا ابوالکلام آزاد — ۲۹۱

اشاریے

- سماجی فکر و نظر کی گڑھ کا اشاریہ — ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری — ۲۹۸

مراسلات

- جزل ۶۹-۷۰ کے بارے میں — جناب صمد الرحمٰن خاں — ۳۲۵
- جزل ۶۳-۶۸ کے بارے میں — جناب مصطفیٰ خاں شروانی — ۳۲۷

حصۂ انگریزی

- الہ دین مسلم انسٹی ٹیوشن آف ایجوکیشن پٹنہ — سید محمد — ۱

زمانہ کی

غالبیات

(مدیر: مرزا یگانہ بیگ)

زمانہ (۱۹۰۳ء تا ۱۹۴۲ء) سے ایک انتخاب

○

زمانہ کانپور کا طویل عرصہ اردو کے بہترین رسائل میں شمار کیا جاتا ہے۔ دیانرائن نگم اعلیٰ درجہ کا ادبی ذوق رکھتے تھے۔ نگم مرحوم کی ایک اور بھی خصوصیت تھی کہ وہ اچھے لکھنے والے ڈھونڈتے ہی نہیں اچھا پڑھتے بھی تھے۔ زمانہ میں مختلف موضوعات پر اتنا اچھا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے کہ کچھ کسی دوسرے رسالے میں ہو گا۔

مرزا غالب پر رسالہ زمانہ سے ایک انتخاب پیش خدمت ہے۔

○ شہریب

مشتملات

تصویر غالب	پیشکش: دیانرائن نگم	۳
غالب منظور	ادیب لکھنوی	۵
مرزا غالب کی ۱۵۲ فارسی شاعری		۱۵
خلسۂ غالب	سرمچھیش پرشاد ایڈیٹر	۲۱
مرزا غالب اور مرگیہ شعرا	برنارڈ شا	۳۵
برادنگ اور غالب	سید عطا حسین صاحب	۴۰
کلیم اور سلیم (۱۲ فارسی غزلوں کا مختصر تجزیہ) غالب کے ایک شاگرد کی تحقیق	سید وقار عظیم	۴۲
مرزا غالب جو ہم کو ایک غیر مطبوع قصیدہ (اردو ترجمہ)	مولوی عبدالحق صاحب	۵۳
مرزا غالب جو ہم کی ایک غیر مطبوع غزل (اردو ترجمہ)	مولوی عبدالحق صاحب	۸۵
غالب اور ڈاکٹر سید عبداللطیف	مسٹر بی۔ ایم۔ سینی	۹۹
غالب اور کلیم (تقابلی مطالعہ)	دیانرائن نگم ایڈیٹر	۹۷
نوادرات غالب میں کاشف الحقائق	پروفیسر مہیش پرشاد	۹۷
غالب کا مذہب	مسیح الزماں صاحب	۱۰۰
روح کلام غالب	ادیب فاضل پروفیسر حسین نگار، بھوپال	۱۰۳
غالب مصور طلسم ہوش ربا (پر تبصرہ)	دیانرائن نگم ایڈیٹر	۱۱۴
مرزا غالب کی بے اعتدالیاں	مسٹر نیاز الدین انصاری	۱۱۵
خطوط غالب (مرتبہ پنڈت ہرچند) (پر تبصرہ)	دیانرائن نگم ایڈیٹر	۱۲۱
انتخاب دیوان غالب	مسٹر وسیم مظہر	۱۲۲
دیوان غالب اردو کے قلمی نسخے	پروفیسر مہیش پرشاد	۱۲۶
دیوان غالب (مرتبہ مولوی عبدالرحمٰن)	دیانرائن نگم ایڈیٹر	۱۲۹
بیان غالب (مرتبہ کالیداس گپتا رضا)	دیانرائن نگم ایڈیٹر	۱۳۶
روح غالب (مرتبہ مولوی عبدالرحمٰن چغتائی)	دیانرائن نگم ایڈیٹر	۱۳۰
دیوان غالب اردو (مرتبہ نظامی پریس بدایوں) (مرتبہ مولوی عبدالرحمٰن چغتائی) (مرتبہ مسعود حسین خاں) (مرتبہ نثار احمد فاروقی) (مرتبہ کلب علی خاں فائق)	دیانرائن نگم ایڈیٹر	۱۳۱
دیوان غالب (مرتبہ شیخ محمد اکرام)	دیانرائن نگم ایڈیٹر	۱۳۲
غالب پر ایم جی میں	دیانرائن نگم ایڈیٹر	۱۳۳
قتیل اور غالب (مضمون)	حکیم الاطلاع ناطق	۱۳۴
غالب (نظم)	رئیس امروہوی	۱۳۳

شبیہ مبارک نجم الدولہ دبیر الملک جناب مرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ المتخلص بہ غالب مرحوم
از ماہ جولائی ۱۹۰۹ء

مطبوعہ مرزا پریس کانپور

غالب مغفور

زبان پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کیلئے

غالب کو کیا دل و دماغ قدرت سے عطا ہوا ہے کہ سب شاعروں سے انکی فکر سخن پیدا سرمعنی ترکیب بند سنجی نشست الفاظ جُدا گانہ سے انکی رنگین بیانی اور معجز نگاری کے ڈنکے بجے ہوئے ہین غالب دراصل فارسی گو شاعر ہین اور فارس گو کیسے ترکی النسل اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب تو را بن فریدون تک پہونچتا ہے تو غالب کو شہزادہ کہنے مین کیا تامل ہی ایک تو شہزادہ اور دوسرے فرمانروائے ملک سخنوری نور علی نور کی مثل صادق آگئی غالب نے ادعائے سخنوری فارسی مین کیا ہے اور ایک مرقع پر بادشاہ سے آرزو کرتے ہین کہ شاہجہان کے عہد مین جتنا کہ سیم و زر سے تولا گیا تھا مگر مین صرف یہ چاہتا ہون کہ اور کچھ نہین تو میرا کلام ہی ایک مرتبہ کلیم کے کلام کے ساتھ

قول دیا جاے۔ غالب کا یہ ادعا تا زیبا نہین ہے۔ اور غالب نے اپنی ایک مقطع مین خود کو حزین کے برابر کہا ہے یعنی

تو مین شیوۂ گفتار کہ داری غالب
گر ترقی نہ کنی شیخ علی را مانی

جو انصاف پسند سخن فہمی کو صحیح مذاق رکھتے ہین وہ غالب کے خیال سے اختلاف نہ کرین گے۔ غالب کے اصناف سخن پر غائر نگاہ ڈالنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ ان کا درجہ سخنوری بہت ہی بلند اور عادی ہی اور اُنکی قدر اُن اہل کمال نے کی ہے جو خود فن سخن مین کامل دستگاہ رکھنے والے تھے اور اب بھی غالب کے قدر دان کثرت سے ہین اور یہ خیال ذہن نشین ہے کہ غالب نے جو جادہ سخن وری اختیار کیا ہے وہ حد درجہ دشوار گزار ہے مگر غالب کی ہمہ گیر طبیعت نے جس رنگ مین قلم اُٹھایا اور جس خیال کی مصوری کی وہ تمام اہل نظر کے لیئے دلفریب ثابت ہوئی غالب نے اپنی زندگی ہی مین معاصرین سے داد سخنوری حاصل کی حکیم مومن خان مومن اور نواب مصطفےٰ خان شیفتہ کے کمال سخنوری سے کون نہین واقف مگر یہ دونون بزرگوار غالب کو طوری اور عرفی کا ہمپایہ سمجھتے تھے اور نواب ضیاء الدین خان مرحوم کا قول تھا کہ ہندوستان مین فارسی کی ابتدا ایک ترک چین (امیر خسرو) سے ہوئی اور ایک ترک (غالب) پر اسکا خاتمہ ہوا اور غالب کی نسبت یہ رائے بھی دی گئی ہی کہ اگر یہ عربی شعر کی طرف توجہ کرتے تو متنبی یا ابو تمام ہوتے اور اگر زبان انگریزی کے شاعر ہوتے تو انگلستان کے مشہور شاعرون کا مقابلہ کرتے۔ در اصل یہ بیانات مبالغہ آمیز نہین ہین۔ اس لیئے کہ اگر شاعر قدرتی طور پر لائق ہے تو وہ ہر زبان مین کمال دکھا سکتا ہے۔ اور صاحب الرائے اشخاص اُسے کامل تسلیم کر سکتے ہین۔ خیر کا کلیات۔ سعدی کی گلستان۔ عمر خیام کی رُباعیان۔ دیوان حافظ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دُنیا کے علمی حلقون مین قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہین غالب کا مجموعہ کلام بھی اسی قابل ہی کہ اگر کوئی لائق شخص اُنکے چیدہ کلام کا ترجمہ انگریزی زبان مین کرے تو بہت رغبت سے اُنکا کلام دیکھا جاے۔ شاید یہ خیال مبالغہ آمیز نہین ہے کہ بمقابلہ دیگر اردو شعرا (باستثناے میر) کے غالب کا کلام حد یہ قابل تفہیم و فہمہ اصحاب کے

نزدیک بھی زیادہ وقعت رکھتا ہو۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ غالب کی شاعری میں محض سبھ خیالی
حسرت رنگ آمیزی و خیالات دور از قیاس کی بوقلمونی نہیں ہو۔ بلکہ اس کی
بنیاد زیادہ تر وصل اور ہجر اور باہمی رشک عشق کی بیوفائی اور معاشق کی بے
پروائی وغیرہ وغیرہ پر ہے۔ یہی سلسلہ میر سے لیکر اس وقت تک برابر چلا آتا ہے
جو شخص اردو شاعری کے مختلف زمانوں کو گہری نظر سے دیکھا ہوگا وہ تو خود یہ
کہنے پر مجبور ہوگا۔ یہی مضامین، یہی باس پھر پھر جاتا ہے۔ بہت کم ایسے مضامین ہیں
جو جدید کہے جا سکیں۔ مقدمہ شعر و شاعری کے مکمل ہونے کے بعد آزاد نے غالب
کے اس حقیقت کو سمجھ لیا اور اسی وجہ سے انھوں نے پہلے شاعری میں ایک نئی
کیفیت پیدا کی۔ یہ کیفیت ہجر و فراق کی ہے۔ اردو شعرا کی غالب تمام
ہے ایک درخت کی شاخ دوسرے میں لگا دی ہے مگر اس کو درخت سے کبھی
حقیقی مناسبت نہ ہوئی۔ ہندوستانی اردو میں تیر انداز و صفدر خان کی چوشنی دیکھی اور اردو
کے بعض قدیم مثنویوں سے غالب نے بغلت و گریستہ کے مجاز کو تکلف و تصنع
سے بچا کر حقیقت بنا دیا یعنی وہ ہجر کی جن لذات و تکلیف کا احساس کرتا ہے
وہ بہت ہی خوبی سے اشعار میں بیان کر گیا ہے۔ اردو شاعری کا
نہیں چاہتا کہ میں غالب کے خصوصیات کی کاذب کروں، اردو شاعری سے
کی وہ خصوصیت جو میں غالب کا جزو شاعری میں قرار دیتا ہوں بیان نہیں
مثال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب جدید دور میں پھر مضمون سے بے
ہوتا ہے اور اشعار ہوتا ہیں۔ رخ کہتے ہیں۔

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

اس کے مقابلہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تیر کی خصوصیت ہے وہ
پہلے ذہن کو تکلیف سے نجات ملتی ہے اور پھر کانٹا نکلنے کے بعد تکلیف
ہی قائم رہتی ہے۔

ترے تیر نیم کش کو کوئی میرے دل سے پوچھے
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

گزشتہ بیت غالب نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ تیرا غم ہمیں چین سے رہنے نہیں دیتا بلکہ ہمیشہ تکلیف دہ پریشانی کا مقتضا بھی ہوتا ہے۔

مضمون آفرینی میں گہرے جذبات عشق و محبت کا رنگ پیدا کرنا نہایت ہی اہم کام ہے، اور مبالغہ میں واقعہ کی صداقت کا قائم رکھنا سحر ہے۔ مضمون کی تلاش اور اسکو صحیح قیاس قائم کرنا کہ یہ بیان ہمارا یا ہمارے آسان کام نہیں ہے اور یہ کام کاملین فن کا ہے۔ عاشق کے دل عاشق کے گھر کی ویرانی کے اکثر مضامین ناظرین نے دیکھے سنے ہوں گے لیکن غالب نے ذیل کے اشعار میں کیا بات پیدا کی ہے اور ویرانی کی تصویر میں کیسی دلکش آرائی ہیں۔ سوبار پڑھیئے تو سو ہی بار دل متاثر ہو۔ فرماتے ہیں۔

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

دشت کو دیکھ کے گھر کی یاد آنا عجیب بات ہے لطف معنی سمجھنے والے اسکی داد دے سکتے ہیں کتنا نیا تخیل ہے اور یہ شعر بھی بالکل نیا ہے۔

اگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیابان میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

گھر کی ویرانی سے بہار ثابت کرنا غالب کا کام ہے۔ ویران گھر میں در و دیوار سے سبزے کا اگنا بدیہیات سے ہے۔ مگر بلئے ری ناکامی کہ ایسی بہار بھی جب آئی کہ یہ گھر چھوڑ کر بیابان میں آئے اور کس بیساختہ طرز سے گھر کی یاد کی ہے۔ غالب کی خیال آفرینی ہر جگہ اک نیا مزہ دیجاتی ہے اور عاشقانہ مضمون میں بلاغت کی جھلک پیدا کر دینا تو کوئی بات ہی نہیں مثلاً غالب کا یہ شعر ہے تو عاشقانہ رنگ میں لیکن انھوں نے بنی ایک سائنس دان کی حیثیت سے نہایت لطافت کی ہے یعنی۔

ضعف سے گریہ مبدل بہ دم سرد ہوا
باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا

اور بندش تو دیکھیے کتنی صاف دونوں مصرعے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ یہ وہ شاعری ہے جو کوشش سے بھی نہیں آتی۔ طرز بیان کو سحر اور شعر کو حکمت اسی

بنیاد پڑ گیا تھا۔

غالب کی شکل پسندی کو ان کے معاصرین نے بھی تسلیم کیا ہے اور حتیٰ کہ بعض قابل اشخاص کے نزدیک غالب کے بعض اشعار صرف سقوت لفظی ظاہر کرنے والے ہیں۔ مگر نہیں یہ خیال غلط ہے بات صرف اتنی ہے کہ غالب اردو شاعری کے فرسودہ لباس کو اُتارنا چاہتے تھے، اور اسی وجہ سے وہ اپنے معاصرین کے شاعرانہ تخیلات پر ہنستے تھے اسپر سرگوشیاں ہوتی تھیں اور یہ اس لیے کہ انکی سخن طرازی کا رنگ جُدا ہوتا تھا۔ اور لوگ تیر و سودا وغیرہ کے رنگ کے عادی تھے۔ میرے خیال میں یہ خیال ابتک قائم ہے اب بھی ایسے لوگ ہیں گے جو غالب کے کلام کو عام فہم نہیں کہتے مگر یہ اعتراض نہ کبھی درست تھا اور نہ اب ہے اس لیے کہ جدت پسند طبیعتیں تو لکیر کی فقیر نہیں رہ سکتیں غالب نے اگر اردو شاعری کے ترکیب اور خیالات میں کتر بیونت کی تو کوئی گناہ نہیں کیا۔ اب سو برس کے بعد اگر کسی کا دماغ زبردست اور دل طاقتور ہو تو کوئی اور نئی بات پیدا کرے مگر ہم تو دیکھتے ہیں کہ یہ غالب ہی تھے جنھوں نے اپنی جدت پسندی میں کامیابی حاصل کی اور زمانے نے یہ تسلیم کر لیا کہ ہاں انکا طرز سخنوری الگ ہے۔ غالب نے اردو کا بظاہر ایک مختصر سا دیوان لکھا ہے۔ لیکن وہ بڑے بڑے ضخیم اور جسیم دیوانوں سے بھی بڑھا ہوا ہے کلام کا زیادہ ہونا اسکے اچھے ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ کلام کلام کی حیثیت سے ہونا چاہیئے چاہے وہ کم ہی کیوں نہ ہو یہی خیال غالب کو مدنظر رہا ہے انھوں نے اپنے کلام کی روح نکال لی ہے اور اسی کو اپنے نام سے چھپوایا اور یہ نہیں کیا کہ غزل میں آم گھاس بھر دیا ہو پچاس پچاس شعر کی غزل کی جگہ چار چار پانچ پانچ کہیں دس گیارہ پر اکتفا کی ہے اور کہیں دو ایک ہی شعر کہکر غزل تمام کر دی۔ اللہ اللہ کیا انتخابی لیاقت تھی غالب کا یہ انتخاب ورون کے لیے ہدایت نامہ ہے۔ غالب در اصل فارسی کے شاعر تھے اور گو وہ کسی کے شاگرد فن نہ تھے نہیں ہیں یہ وہ فارسی میں فکر کرتے اور یہیں کے معتقد ہیں اور وہی ترکیبیں اور خیالات ان کے دل و دماغ میں بسے ہوئے ہیں اردو میں بھی وہی تراش خراش موجود ہے اور غالب یہ کہتا ہے کہ

رنگ ہیں میں رنجہ لکھنا اسداللہ خان قیامت ہے۔

دیکھیں اور دل لگا دے یار کب ہے نہیں
آگ اس گھر میں لگا دے جس میں جل جائے نہیں

غالب اور مسئلۂ حقیقت و مجاز: نظم سے یہ نہیں کہ اصل غالب نہ تھا شعر ہی نہ تھے جیسا انھوں نے خود کہا ہے۔

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے

غالب مے کش تھے مگر بے مے کش نہ تھے انھوں نے شراب صلح پسند کی واقعی وہ اس شغل سے سکر محوی و سکر صحوی کی کیفیت حاصل کرتے تھے غالب اہل شریعت کے نزدیک چاہے قابل معافی نہ ہوں لیکن غالب کی راستبازی اور سکا متصوفانہ مذاق قابل غور ہے وہ شراب کو حرام کر کے جاتے تھے لیکن تصوف اور وحید کے مسائل کو جس خوبی سے انھوں نے نظم کیا ہے اس کو انصافاً دیکھنا چاہیئے۔ انھوں نے ولی زبان سے ادعائے ولایت کیا ہے گویہ ادعا شاعرانہ ہے۔

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

سابق نواب صاحب رامپور نے فرمائش کی کہا کہ ہم تو جب بھی ولی نہ سمجھے غالب نے ظریفانہ جواب دیا کہ حضور تو اب بھی سمجھتے ہیں۔

سا تقاد رنگ بین زمین کے اشعار کی داد کہاں تک دیجائے اس زمین میں کون سا شاعر ہے جس نے فکر سے غزل نہیں کہی لیکن ان اشعار کا رنگ ہی خاص ہے تصوف کا رنگ کس خوبی سے ہے کیا بات سوز اخلاق ہے وہ ہی میں جہاں کو مجبول جانا انتہائے محویت کی دلیل ہے ۔ ۔ ۔ کی شاعرانہ کوشی ہے وہ بھی اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ اسکا معشوق

ن نہیں ہے
ن نہیں آیت رہ سنت نہیں ہے
ک شہ دو عالم ہے جو دنیا حق نہیں کا

(باقی آئندہ)

دیوانی

گر نہا را جو نہ روتے بھی تو ویران ہوتا　　بحر اگر بحر نہوتا تو بیاباں ہوتا

توحید

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہوتا تو خدا ہوتا　　ڈبویا مجھکو ہونے نے نہوتا میں تو کیا ہوتا

خدا کی ازلیت اور ماہدیت کو کس طریقے سے ثابت کیا ہے۔ اپنی ہستی کے افسوس میں کس رمز کو ظاہر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ساری دنیا اسی کے قدرت سے پیدا ہوئی اور یہ سب اجزا اسی کے قدرت کے ہیں غالب کا خیال ہے اگر میں نہوتا تو پھر کیا ہوتا مطلب یہ ہے کہ پہلے از نظر عالم خدا ہی خدا تھا اور ایک دن وہی وہ رہ جائے گا عجب خیال ہے اور فلسفانہ غالب نے لباس کیا ہے کہ میں کیا ہوتا۔ عدم کو وجود پر کیونکر ترجیح دی ہے۔

توفیق باندازہ ہمت ہے ازل سے　　آنکھ نہیں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہوا تھا

اس میں آنسو کو گوہر پر ترجیح دی ہے اور ثبوت یہ ہے کہ قطرہ اشک آنکھوں میں رہتا ہے اور گوہر صدف میں بالکل بیمضمون ہے

عاشقانہ بیدلی

عرض نیاز عشق کے قابل نہیں رہا　　جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

صبر

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان　　ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

توحید اور فنائیت

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا　　درد کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا

تماشائے نیرنگ قدرت

بخشے ہے جلوہ گل ذوق تماشا غالب　　چشم کو چاہیئے ہر رنگ میں وا ہو جانا

ذوق فنا اور تحمل دیدار

کیوں جل گیا نہ تاب رخ یار دیکھکر　　جلتا ہوں اپنی طاقت دیدار دیکھکر

مصرعہ اولی میں رخ یار کو دیکھ کر جو جلجانے کی آرزو کی ہے مصرعہ ثانی میں دیدار پر عتاب ہے کہ اس نے مجھے زندہ رکھا اور جلنہ سون کے کڑے کو ملاحظہ کیئے کیا بات رکھی تاب رخ سے نہ جلے تو اس طور پر جل رہے ہیں سوز و گداز عشق کو

غالب کا یہ شعر بھی ذرا پیچیدہ ہے مصرعہ اولیٰ سادہ ہے یعنی دل اُسی شے سے شوق کو تنگی جا کا گلہ اس لئے کہ شوق کی کوئی حد نہیں ہے اور دل ایک محدود جگہ کہی جا سکتی ہے اور یہ کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ دل اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایسی شے ہے جو ہمیں دونوں جہان کے خیالات کی گنجائش ہے پس دل کی تنگی کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا اور اسی وجہ سے یہ مصرعہ بھی کنجلک پیدا کرتا ہے مصرعہ ثانی میں اگر گردش سے مراد دل ہے یعنی اور اضطراب دریا سے مراد شوق سے تو محو ہونا جو اضطراب دریا سے منسوب ہے چسپاں نہیں ہوتا اس لیے کہ محویت میں اضطراب نہیں ہوتا۔ اس اختلاف خیال سے مضمون شعر سنجیدہ کو تسکین نہیں دیتا اور سیدھے سادے معنی یوں کہہ سکتے ہیں کہ شوق کو تنگی دل کا گلہ تو ہے لیکن وہ رہتا دل ہی میں ہے اور اسی وجہ سے شوق جو دریا کا سا اضطراب رکھتا ہے۔ وہ دل پر محو ہو رہا ہے۔ ہر جگہ یہ شعر بھی مثل دیگر اشعار غالب کے پیچیدہ ہے اور ایسے اشعار شعرائے فارسی کے یہاں بھی ہیں جنکے مختلف معنی بیان کیے گئے ہیں مگر غالب نے اُردو میں یہ بات اور معنی آفرینی دکھا کر ثابت کیا کہ اردو بھی مضامین کے لیے گنجائش رکھتی ہے۔ جناب حالی ایسے شخص نے خیالات عامہ کی تائید میں ذیل کے شعر کو قریباً بے معنی کہدیا ہے۔

شمار سبحہ مرغوب بُت مشکل پسند آیا — تماشائے یک کف بردن صد دل پسند آیا
ہوائے سیر گل آئینہ بے مہری قاتل — کہ اندازِ بخون غلطیدن بسمل پسند آیا

ایضاً

لیتے خاک میں ہم داغ تمنائے نشاط — تو ہوا و آپ بعد رنگ گلستاں ہونا
شب خمار شوق ساقی رستخیز اندازہ تھا — یا محیط بادہ صورِ تحفہ تمیمازہ تھا
یک قلم کاغذ ہوا صرف بیاض بیخودی — جز دوار نقش دل سے کچھ نہ ہیولا بنا

ان اشعار پر جنمیں ہونے کا الزام لگایا گیا میرے نزدیک تو اتنا ہی بیہودہ ہے جس جانسوز فکر سے یہ شعار غالب نے موزوں کیے ہیں ہمیں اُنسے پوری تسکین نہیں ہوتی لیکن موجودہ سے معانی کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً شمار سبحہ والا شعر ملاحظہ ہو غالب کہتے ہیں کہ میرے بُت (معشوق) کو سبحہ صد دانہ کا شمار پسند آیا ہے اور یہ اس لیے کہ اُن

سو انون کو سودل ، دل و دماغ شیخ میں کچھ مشابہت ہو تحقاتِ سودا سے
سنے سمجھ کو ہاتھ میں لے یا ایک معشوق دستان کے سنے سو، ہن کا ایک بار جانا
عجب بات ہوا اور سمجھ کے دونوں کو زاہدوں کا دل کیوں نہ سمجھے اور اس لفظ
سے اس شعر کی معنی اور بھی بڑھ گئی ۔

ہولئے سیر گل ، آئینہ بہری کی ترکیب ہے ۔ اس شعر میں عاشقانہ مذاق
کھایا گیا ہے ۔ دیوانگان عشق سیر گل سے بھی بیخبر رہتے ہیں اور اسی طرح جہری
قاتل کا آئینہ ۔ پھیر بیان ۔ مصرعہ ثانی میں کہ کاف بیانیہ نہیں بلکہ اسکے معنی یا کے
لئے جائیں تو بات بنے گی اور اس لیے اس شعر کے یعنی کے جائیں تو قسرین
قیاس ہیں ۔

ہولئے سیر گل اور آئینہ بہری قاتل یا انداز بخون غلطیدن بسمل پسند آیا اور
پسند کسکو آیا عاشق کو معشوق کو یہ نہیں ۔ میں نے جو خیال اس شعر کی نسبت ظاہر
کیا ہو ممکن ہو کہ بعض اصحاب کو اس سے اتفاق نہ ہو ۔ یہ اختلاف اکثر فارسی اشعار
میں شارحین نے کیا ہو غالب کا یہ شعر بھی فارسی ہی ہے ۔

لے گئے خاک میں ہم داغ تمنائے نشاط
تو ہو اور آپ بصد صد ہوس افزائی غیر

اس شعر کا مفہوم میرے خیال میں یہ ہے کہ ہم داغ تمنائے نشاط کو خاک میں لے گئے یعنی آرزو پوری نہ ہوئی اور موت آگئی ۔ اے
بسا آرزو کہ خاک شدہ دوسرے مصرعہ میں معشوق کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ تم
تو باغ گلستان صد رنگ مبارک ہو اسکی بہار دیکھو اور خوش ہو عجب عاشقانہ
پیرایہ میں اظہار شکایت کیا ہے اور اس شعر کی ضمیر معشوق حقیقی کی طرف بھی راجع
ہے اور گو اسمیں نہ بھی استعطاف کی بو آتی ہو میں شاعرانہ تخیل کو کون روک
سکتا ہو غالب نے اپنے تئیں کعبہ کی شمع یا دشمن بھی کہا ہے ۔

رہن مے تھا طلب اے تشنہ لباں کب
ہو میں کیا رات کو یا کعبہ کی دربان جلتا

الغرض جو شعار غالب باعتبار مفہوم گرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں انکو غالب
کے رجحان طبیعت کے موافق دیکھنا چاہیئے غالب کے معاصر بھی اس وقت پستی
سے الجھتے تھے دلی زبان سے دیکھی عدیہ اعتراض بھی کرتے تھے ۔ غالب
کے اس شعر پر انکے ایک ہمعصر نے اعتراض کیا ہے ۔

قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ
اے نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

پہلا عترض یہ ہے کہ مصرعہ ثانی میں اے کی جگہ جز ہو تو معنی صاف ہو جائیں اور اس دخل و جناب حالی نے بھی جائز رکھا ہے لیکن میرے خیال میں یہ دخل دخل معقول سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ نالہ میں سے اور جز کے فرق کو ملاحظہ فرمائیں گے جز کہہ جانے سے تو یہ مطلب ہوگا کہ سوائے نالہ کے جس سے مراد قمری و بلبل ہے نشان جگر سوختہ کیا ہے لیکن قابل غور یہ بات ہے کہ جگر میں نالہ نہیں ہوتا نالہ کی جگہ دل ہے غالب قمری و بلبل کو جگر سوختہ کا نشان بتا رہے ہیں اور پہلے سے واسطے نالہ دل ہے یعنی اے نالہ دل جگر سوختہ کا نشان قمری اور بلبل ہے یہ تشبیہ باعتبار رنگ کے ہے قمری اور بلبل کا رنگ خاکی ہے۔ قمری اور جگر سوختہ کا رنگ بھی خاکی ہے تو اس لحاظ سے میرے ذہن ناقص میں ایسے جزئیات اچھا ہوا اردو فارسی میں نالہ کشی دل سے منسوب ہے جگر سے درد و غم میں ناسور منسوب اور دل سے آہ و نالہ وغیرہ متعلق فارسی نے قمری و بلبل کو اپنا نالہ مجسم کہا ہے۔ ایک شاعر کا مصرعہ ہے۔

تا ہمائے دل بہر کردند و بلبل ساختند

غالب نے قمری و بلبل کو جگر سوختہ کا نشان کہا ہے۔ گو غالب ان اعتراضات کو بے حقیقت جانتے تھے اور بعض اشعار میں دفع اعتراض بھی کیا ہے لیکن تاہم ابتدائی دیوان کا سارنگ انکی آخری غزلوں میں نہیں ہے مرغالب نے صاف اور عاشقانہ رنگ میں بھی جو اشعار موزون کیے ہیں وہ لاجواب ہیں لیکن لطف معنی کی جھلک انمیں بھی موجود ہے ذیل کے شعر ملاحظہ ہوں۔

میں اور بزم مے سے یوں تشنہ کام آؤں — گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا
ہر ایک بات پر کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے — تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل — جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا وہ لہو کیا ہے
وہ چیز جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز — سوائے بادۂ گلفام مشک بو کیا ہے
پیوں شراب اگر خم بھی دیکھ لوں دو چار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

رشک میں لطف بیان اور مضمون کی پختگی نہیں ہے ساقی سے نصیحت ہے کہ اگر میں نے توبہ کی تھی تو اسکو زیادہ پختہ کر دینا تھا دوسرے شعر میں مصرعہ ثانی یعنی وہ دن گئے۔ تاثیر عشق کی دلبری کو ظاہر کر رہا ہے اور دل جگر کا ایک ہی تیر میں چھد کر رہ جانا کس قیامت کی بے کسی ہے

کیا آئینہ خانہ کا وہ نقشہ تیری جلوے نے کرے جو پر توخورشید عالم شبنم کا

نازکخیالی

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا

خون گرم دہقان کو برق خرمن کا ہیولیٰ قرار دینا اور اس سے تعمیر ہیولیٰ کی خرابی عجیب بات ہے اور دین یہ مضمون آفرینی اور ایسی جدت پسندی غالب کا حصہ ہے

سرمت

محرم نہیں ہے تو ہی نوا ہائے راز کا یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

وفا کی ندرت

دہر میں نقش وفا وجہ تسلی نہ ہوا ہے یہ وہ لفظ جو شرمندہ معنی نہ ہوا

حسن بیحتی کا تعلق

میں نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹوں وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

کمی اخلاق کی شکایت

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

کتنا سچا مضمون اور کیسا اچھوتا خیال ہے ہر انسان انسان ہے لیکن اگر انسان آدمیت نہ ہو تو کچھ بھی نہیں اس خیال کو دیگر شعرا نے بھی لیا ہے لیکن غالب کا یہ شعر لاجواب ہے۔

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا نہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

غالب نے فطرت انسانی کی تصویر اپنے خیال کے موافق خوب کھینچی ہے کہ انسان آرزو نشاط و سرور اس لئے ہر کرتا ہے کہ یہ چیزیں مزہ دیتی ہیں لہذا جہاں تک ہو سکے زندگی کے مزے حاصل کرنا چاہیئے اگر مرنے کا خوف نہ ہوتا تو جینا بیمزہ ہو جاتا۔

شان بیخودی

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا

اعتراف عجز و قصور

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگی جا کا گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا

کہ کر خطاب کیا ہے۔

[illegible] کا ساکس سے ہو جز فرق تملق — شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک

دیگر

[illegible] — رکھ لی مری خدا نے بیکسی میں شرم
[illegible] — رکھ لیجیو میرے خدا کی شرم کی شرم

[illegible]

[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]

کہیں نظر نہ لگے اُنکے دست و بازو کو یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں

بادِ رفتگاں نجرل رنگ میں

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

اسی زمین میں غالب کا یہ عشقیہ شعر کس خوب ہے

نیند اُسکی ہے دماغ اُسکا ہے راتیں اُس کی ہیں تیری زلفیں جسکے بازو پر پریشاں ہوگئیں

اسی زمین میں ایک شوخ غالب نے عجیب مذاق کا نکالا ہے موحدانہ رنگ بھی مترشح ہے اور موجودہ زمانہ کے تعصبانہ جوہندوستان میں قومیت کے سبب میں اور اسی قومیت کو پست ترقی خیال کرتے ہیں لیکن اختلاف مذاہب و رسوم سے یکرنگی نہیں ہوسکتی اور یہی بڑا بحث اختلاف ہے اگر یہ مٹی تو قوان کا بکھیڑا نہ رہے اور ایک موحدان اختلافات سے ضرور مجتنب ہے۔ غالب کے یہ خیال کس لطف سے فصیح کیا ہے۔

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہوگئیں

صحرا اور عالم وحشت

شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہے وبال دوش صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں

دیگر

ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو

اس شعر میں جو متضاد حالت دکھائی ہے سکی تصدیق ہر شخص کو ہو سکتی ہے آدمی کا بجائے خود محشرِ خیال ہونا بدیہی امر ہے اور خلوت میں بھی تصور کے خیال پیش نظر ہوتے ہیں خلوت کو انجمن کس خوبی سے تعبیر کیا ہے۔

جب میکدہ ہی چھٹ گیا پھر کیا جگہ کی قید مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

اس شعر میں میکدہ چھٹنے کا صرف افسوس ہی نہیں کیا بلکہ زندگی ہی بیکار سی معلوم ہوئی ہے اور اب مسجد و مدرسہ خانقاہ صرف پڑ رہنے کے لیے ہے لطف زندگی میکدہ ہی کے قیام تک تھا۔

ذیل کے اشعار میں غالب نے اس حالت کی تصویر اتاری ہے جسمیں انسان

بھی پیش آتی ہے۔

سیری اور ناامیدی

متفرقات

حسنِ زبان

رفتارِ شوخی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible] کے [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

سرف یوست دستخوں نہیں بلکہ مغز ہوتا ہے۔ جب سے کاغذ ہوتا ہے
ہے وہ قابل غور اور لائق تقلید ہے۔ یہ قدرت نہیں ہے اور نہیں کہ ہم
کوئی غالب کا ثانی پیدا کرسکے مگر تب تک تو انتظار اور امید ہی ہے۔ نثر لے اردو
میں بلاشبہ مجموعی کمالات غالب ایک خاص معیار رکھتے ہیں ہر چند غالب نے میرکی
شاعری کو تسلیم کیا ہے ؎

غالب پنجہ عقیدہ ہے بلول ناسخ آپ ہے بدہ ہے جو معتقد میر نہیں ہے

یہ مرزا کی عزیز دلی خبط گاہ ہے اور نکی زبردست صحبت بخل اور اسانہ
اردو کے صرف نحو اور مخصر منویات پر اکتفا نہیں کی بلکہ اصناف شاعری
پر قدرت رکھتے تھے۔ شاعرانہ اردو میں غالب کی سی پر زور نثر کس نے لکھی
اور نثر میں نظم کا مزہ کس نے بھرے پرانے طریق کی نثر کو کہنے بلا مختصر نویسی
کی ایجاد کس نے کی؟ یہ کام غالب ہی نے انجام دیا۔ اگر سچ پوچھئے تو مرزا نے
عود ہندی۔ اور اردو معلی لکھکر لوگوں کو اردو نثر لکھنا سکھایا۔ زمانہ کا رنگ اور
مذاق ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اس زمانے کی تغیر یافتہ حس دلاویزی سے عود ہندی کو
نہیں گے کسی لمبے چوڑے اعتاب و آداب والی انشا کو نہ دیکھیں گے۔ مرزا نے اپنے
دوست و احباب کو جو رقعے لکھے ہیں انکے فقرے ریزہ ہائے جواہر ہیں کیسے دلچسپ
اور کتنے دلاویز ہیں کہ طبیعت وجد میں آتی ہے۔ غالب کی نسبت جیسا ظاہر کیا گیا تو
وہ کوئی فاضل اجل نہ تھے تبحر نہیں لیکن وہ حد درجہ وسیع النظر تھے انکے رنگ
کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے مطالعہ کتب مختلفہ خصوصاً دواوین فارسی کو
بہت ہی غور و خوض سے مطالعہ کیا ہے اور انکا حافظہ بہت قوی تھا انکی معمولی
اور غیر معمولی مضامین میں امتیاز کا خاص ملکہ تھا دیکھیے کہ غالب کے دیوان میں
بہت سے ایسے مضامین کا پتہ نہیں ملتا جو بیدل کے کلام میں شاید
ہی کہیں ہو۔ غالب دراصل اردو کے مقابل فارسی کو زیادہ وقیع نہ سمجھتے تھے لیکن وہ
اپنے اردو معاصرین اور نیز بادشاہ کی ملازمت اور فرمائش سے اردو لکھتے تھے
غالب فارسی شاعری کے دلدادہ تھے اور انصاف بھی یہی ہے کہ فارسی شعرا میں
سب سے لطیف مضامین میں وہ اردو میں نہیں غالب نے اپنے ایک ہمعصر

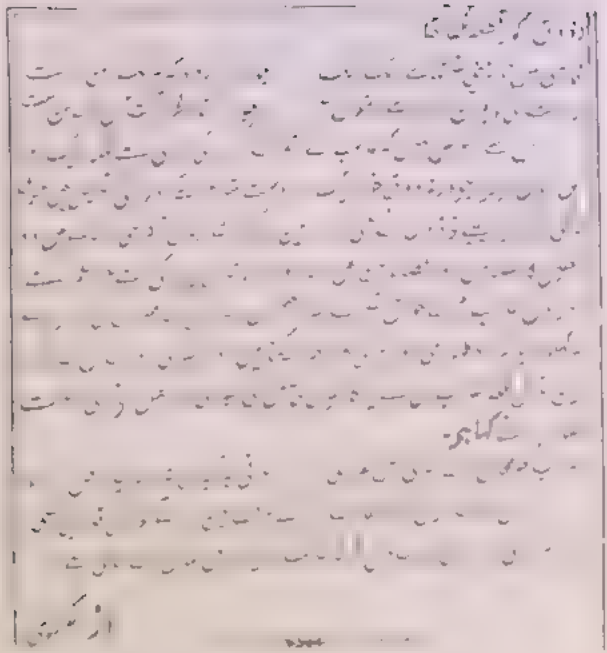

مرزا غالب کی روحانی شناسائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اثر پڑتا ہے۔

آزادی اور عورت کا مستقبل

[illegible]

[illegible] رکھتی ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] بیادید گر اینجا بود زبان دستے [illegible]

[illegible] ذیل کے شعر میں کتاب کی شوخی کو ملاحظہ ہو۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نہیں [illegible] جو سکتا جب حالات ہی ایسے کہ بے کس بنی ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فلسفۂ غالب

[redacted]

[redacted]

[redacted] کرسامہ کان ظاہت بجاتا ہے۔

[redacted]

(۳) نعت و مذہب (مسنوی وغیرہ)

(۴) مدح و ہجو (قصیدہ وغیرہ)

[redacted]

(۶) فلسفہ و اخلاقیات (غالب وغیرہ)

قبل قدر وسعت دی۔ صوفیوں نے بھی وحدت کی حقیقت ( ) کے مطابق اپنی
حقیقت کو معلوم کرنے کوشش کی، ترک لذت کی عادت ڈالی، یوں ان سے بھی سعادتی ہے۔
( ) ورقان کا بھی شاہد ہوتا ہے۔

عائشہ کے متقابل اس سے معنوی پیشوا کہلائے گئے۔ انھوں نے تین بھائیوں کو دنیا
اور حقیقت پسندانہ کو خوب اچھی طرح سمجھ کر کے عالی تعلیم کی اور صوفیانہ کو۔ یہ تھی
صوفیوں کا مذہب کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ اسلام ہی کا ایک جزو ہے

یہ کہ صوفیا نے صرف اپنے خیالوں پر بھروسہ کر کے عالم موجودات کی حقیقت
کی ہے، بلکہ انھوں نے اس کے لئے قرآن سے بھی مدد لی ہے۔

آیات سے استدلال کی مثالیں

صوفیانہ تصورات کا ان میں کوئی پتہ نہیں کہ کائنات کے وجود کی حقیقت، خلقت اور وحدت کا
اس سے اور طریقہ پر استدلال کیا جائے۔ صوفیا نے ان سے بھی اپنے تصورات کو ثابت
کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کی ایک مثال یہ ہے کہ آیتوں کی تعبیر اپنے ذوق کے مطابق
کرتے ہیں۔ مثلاً یہ آیت ہے جس میں خدا کے ہاتھ کا ذکر ہے۔ اس سے یہ
حقیقت سے ثابت کرتے ہیں کہ اس کے ہاتھ بھی ہیں۔ یہ کہ ہاتھ کی
ہاتھ بھی ہیں جو کہ ہیں۔

سلمان فارسی کی روایت

صوفیا نے کہ یہ ہیں۔ ان کی
کی بھی ہیں جو کہ ہیں۔

صوفیا نے کہ یہ ہیں۔ ان کی
کی ہیں۔

جبہ خیالی دلائل پر یوں لکھے والے صوفی اس سے بھی مشکل زبان کر کہ
کی ذات وحدہ لاشریک نے اس کے ایک اشارہ کن سے یہ ساری دنیا پیدا کر دی، وہ
کی نظر میں تمام موجودات ہیں ان کے متعلق ان کی رائے ہے کہ یہ سب بے حقیقت اور بے
حرف خدا کی ذات قادر و قیوم ہے۔ وہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ذات پاک کا ہر کام

[illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible]

غالب کو فلسفہ وحدت الوجود سے شغف کامل و فلسفی کا دماغ ودیعت ہوا تھا اس کی شان تخلیق نے تصوفیوں کے تمام مسائل پر سوچنا اور محسوس کرنا چھوڑ دیا تھا غالب ذہن عالم سے اس کی شہادت دیتا ہے۔ کہیں عالم خلوت میں وہ صوفیوں کا ہم زبان ہے ؎

ہے پرے سرحد ادراک سے اپنا مسجود
قبلے کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

کہیں عالم حیرت میں ان کا ہمنوا ہے ؎

اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

اور کہیں حالت ہوش میں وحدت وجود کا حامی و مدعی ہے ؎

نہ ہوئی ہر چند عقل کل ہے صیقل آئینہ
جوہر تیغ بجز حیرت جوہر زنگار نہیں

اور یہاں تک غالب بھی حق خدائی ہستی کو دل تسلیم کرتا ہے اور عالم وحدت کے فروغ کے عدم و وجود کو اسی ایک ذات سے وابستہ سمجھتا ہے ؎

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں
ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ خود بیں ہوتا

معشوق کی طرح غالب بھی دل و خانہ کی شکست سے آشنا ہے ؎

قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن
ہم کو تقلید تنک ظرفیٔ منصور نہیں

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

وہ اپنے عام صوفیوں کی طرح خانہ دل اور بیت دوئی کو برا سمجھتا ہے ؎

قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل
کھیل لڑکوں کا ہوا دیدۂ بینا نہ ہوا

دل ہر قطرہ ہے ساز انا البحر
ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

عمر خیام اور غالب | تصوفیوں کے علاوہ ایک اور بزرگ ہستی ہے جس کا فلسفہ غالب پر بہت اثر ڈالا ہے وہ خیام ہے جو بقول شبلی ہندوستان کا سب سے بڑا فلسفی تھا۔ اس کی ولادت ۴۳۲ھ میں نیشاپور میں ہوئی اور وفات ۵۱۷ھ میں ہوئی۔ اس کی ایک پیدائش ۵۱۳ھ میں بیان کی جاتی ہے

اس میں شبہ نہیں کہ پرانی دنیا میں قبل الاسلام بھی فانی انسان اور فانی زندگی پر بہت سی

ریاضت میں غلطاں و پیچاں تھے۔ چنانچہ زرتشت کے مذہب کے دوران فروغ میں بھی مانی و مزدک کی تعلیمات کو قبولیت عامّہ کا فخر حاصل تھا اور مہر بدھ و ویدانت کے فلسفے نے صدہا برس یہاں اپنا سکّہ جلا رکھا تھا۔ کچھ برہمنوں کی دہنیت بھی ایسی تھی کہ منصفانہ میں کے مقدمات میں جن دنوں ہاتھ کی حسرت کے عذاب شامل ہو گئے۔ چنانچہ فارسی ادبیات میں بہت سے جستہ جستہ ایک خونیں دھوں شاعر ہے جس کا نام شہید بلخی تھا اور جو رودکی کا ہمعصر خیال کیا جاتا ہے، اس کے کلام سے کُرُس و بس کے اشارات پائے جاتے ہیں، جو وہ بابا کوتہ بدھ کی تلقین کا نتیجہ ہیں۔ اُم کی نظموں میں ہ ات کے درمیانی وسطا ہر جا یہی ناکا وار پڑتے اور زندگی کا مقصود ہی ہوا ہوس کو سرکردہ اں حاصل کرنا تھا

اس کے علاوہ یونانی فلسفہ بھی یہاں [illegible] مگر اقتضائے مغرب سے یونانی [illegible] [illegible] [illegible]

آنکس کہ ز سر رحمت ما خبر است زیں تخم در ندروں دل ہیچ نکشت

صرف ہی نہیں بلکہ ہے ہام خدائے قدیر کے جیم ہوئے مس بھی مطلق کلام نہیں ہے۔

خیام زہر گر ایں دم چیست وز خوردن غم فائدہ بیش و کم چیست

آں را کہ نگر نکرد غفراں نبود غفراں بہ لئے آمد غسم چیست

خیام جب دنیا کی بے گیوں کی جانب آنکھ اٹھاتا ہے تو اسکے دل و دماغ میں بیقرارانہ خلک کی بے شمار لہریں اٹھتی ہیں، اور وہ عالم اضطراب میں یہ سوال کرنے لگتا ہے ؎

ہر چند کہ رنگ و بوئے زیبائست مرا چوگان رفتے چو سر و بالاست مرا

معلوم نشد کہ در طرب خانۂ خاک خلاش من از بہر چہ آراست مرا

اور جب کوئی طمانیت بخش جواب نہیں ملتا تو وہ کائنات کو مینو کے خیال کے مطابق ایزدیوں کی فطری زندہ دلی کے ساتھ خوشی و مدہوشی کی نظروں میں حیات انسانی کا نشانۂ مقصد قرار دینے لگتا ہے۔ اس کے نزدیک انسان و جہان سب کچھ فانی ہے، اور مستقبل بجز خاک کے معلوم کہ یوں سے بھی زیادہ مبہم و نامعلوم و لیس و دور ہیں، وہ خوش و خرم ہو کر پکار اٹھتا ہے

نہ کہ بہشت بہ حور خوش است من می خورم شراب انگور خوش است

ایں نقد گیر دست از آں نسیہ ہزار آواز دہل شنیدن از دور خوش است

چوں عہد وفا نمی شود با کس یار خالی خوش کن تو ایں دل سودا را

تے خوش بخور و شاد بزی اے مہ و کہ بسیار بیا و چند بینی بہ ہزار

لیکن خیام کے سامنے کوئی نہ کوئی مسئلہ ضرور آتا ہے، اسی لئے اس نے یہ اعلان بھی کیا ہے ؎

اے خواجہ ز من مسئلہ را یاد بگیر بے بہ فسانہ و ترک و دین و داد بگیر

خواہی کہ بیابی ہمہ مقصود بکف اے خواجہ ز دست بدہ و دامن داد بگیر

خیام کائنات کے مسائل کا حل دریافت کرتے ہیں اور سنجیدہ اور ذہنی کیفیتوں کا ہمیشہ تقاضا ہے

تا چند ز دنیا و ز دنیا گی است یک جو بہ ہزار ہیچ بیچارگی است

تا کے ز خیال و وہم و قال و قیلی کاندر پئے ایں چہ غسم و ہاں چیست

خیام کائنات و آدمی کی آرزوؤں کے خواب کو پریشان دیکھتے ہوئے ہے اور اس بے [illegible]

[illegible]

احوالِ جہاں و اہلِ جہاں ہیں عبث کہ ہست خوابے و خیالے و فریبے و دمے است

[illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [

ے تازہ و رنگین بہار ہو لے اس [illegible] وش ہے

فرزانے نیا سے بڑھ کر ترک لذت کی تلقین کی ہے کہتے ہیں ؎

ترک لذت ہی نہیں لذت ہے کچھ مزا اس کا بھی چکھ جایئے

ترک لذت کا [illegible] ی ہے بیابان میں خانقاہ کے پاس قفس سے بھی یہ مرغی طائر خوش کی ہے خود فرزانہ بادہ انگور کے ایک جرعہ کا طالب ہے مگر ساقی نیک نیتی کے ساتھ ؎

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو [illegible] کوزہ و سبو کی مجھے [illegible] چاہیئے

ایک روایت بھی ہے جس میں خانہ بدوش دنیا و مافیہا سے بیخبری کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کے بھی نقیب ہیں کہ رنج و راحت سے نا خوشگوار و پسندیدہ ثبات کی تکلیف کا باعث آپس [illegible] عیش کی تمنا نا آرزو کی غم سے نجات پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

خانہ کا فلسفہ تیسرے شعر میں ان کے سلسلہ کے شعراء نے غزل کو عشق حقیقی کا رنگ دیدیا تھا، لیکن مرزا نے ان کا قیاس کو توڑ کر غزل کی [illegible] ان کی [illegible] دلچسپی کی اور اسے فنا کے فلسفہ حیات و کائنات کی ترجمانی سے ہٹا کر [illegible] ترجمانی بنا دیا۔ ساقی کی بلند پروازیوں کو جس کشادہ دامانی کی ضرورت تھی عروس فکر بھی اس کی تمنا کے حصول میں [illegible]

[illegible] ذوق نہیں [illegible] [illegible] [illegible]

وہ حسن و رنگا خود بھی تھے کہ تخلیق جاذبیت کے لئے کسی عمل کی محتاج ہے۔ اسی لئے کہتا ہے ؎

قدرتے بلے پر تو خود شید نیست

اس کی نظر میں کائنات کی پیدائش کی علت حسن کی خودبینی کے سوا اور کچھ نہیں ؎

ورنہ جچ جوہ یکتا کی معشوقی نہیں ۔۔۔ تمکنت ہوتے گر خسن خود بیں

غالب جاذبہ کے وجود سے انکار نہیں کرتے وہ روح کو خاص کا ایک جزو متفک تسلیم کرتا ہے ؎

جبکہ تجھ بن نہیں کوئی موجود ۔۔۔ پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا ۔۔۔ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

وہ مسئلہ شوق تخلیق جانتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ان تمام سے ایک بھی غالب کے مجموعہ کی تعمیل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ صرف شوق سے نہیں میں فیلسوف شاعر نے تصویر کے پیرہن کو روح کا جسم خاکی کو تشبیہ دیکر وہ کی بے ثباتی کا ثبوت پیش کیا ہے نہ کہیں خیال فریادی ہے نہ تخلیق تصویر مطلب کی نمائش

غالب حسن و خاکی کی رنگینی کے لئے حیران کرتا ہے ؎

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے

کمال بیخودی تمنا چاہیے دل بھی حاصل ہو تو بیدل میں بھی کسی طرف اشارہ کیا گیا ہے ؎

اپنی حقیقت کو بھی بیخودی کی نظروں میں نہ تک سکا حاصل کرنے کے لئے وہ ہے ؎

بھ بیخودی میں بھول گیا راہ کوئے یار ۔۔۔ جاتا رہا کہ اپنی خبر کو چھوڑ آئے

یا اس سے لے رہا ہے ۔۔۔ سل تو دوست ہو دشمنو کیا ہے

یہ ایک مسلمہ شاعرانہ حقیقت ہے کہ ہر شاعر کی تخلیق سے تاثر ہوتا ہے۔ میرے بھی بعض اشعار میں ایسا ہے ؎

The wise man saith

That ...

...

غالب اپنی حقیقت کے بارے میں یوں گویا ہے ؎

اسدؔ ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے شاہد و ہم نفس سے ہوں محفل میں اور شراب میں

چونکہ صوفیا کے نزدیک یہ سارا قصہ معدوم ہے اس لیے غالب اس انداز سے اپنی اعلیٰ حقیقت کا اعتراف کرتا ہے ؎

ذکر میرا بہ بدی بھی نہ منظور اُن کو غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں

پھر کہتا ہے ؎ ہم اُن کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

گو وہ حیات فانی کو عارضی، فانی قصور کرتا ہے اور ہستی ہوس کو اپنی فنا پر دلیل ہے لیکن چونکہ روح کو جزو خالق تسلیم کر چکا ہے اس لیے اس کے فانی ہونے میں یہاں رکھتا ہے ؎

میں مدعت بھی ہے ہوس ارزو فنا یہ ہی وہ آتشیں ہے جو بال عنقا جل گیا

اس شعر کی تشریح بھی بیجا نہیں ہوگی، وہ زمانے مسئلہ تناسخ کی طرف اشارہ کیا ہے بلاشبہ شاعر نے عنقا کو فانی میں بال عنقا سے وہ روح دلی ہے جو اس کی نظروں میں معدوم ہے۔ اس طرح کمال خوبی کے ساتھ مادہ کی فنا اور روح کے ثبات پر استدلال کیا ہے۔ اور یہ یقیناً ان فلسفہ کا قائل تردید اثر ہے جس کا رنگ غالب پر بھی غالب ہے

مرزا قمر بیگ کی تصویر سے بھی پتا چلتا ہے، چنانچہ خود بھی دنیا کو آرائش و آلام کی بستی قرار دیتا ہے ؎

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

یہی وہ تاثر ہے جو شیخ کی نظر میں زندہ ہے۔

[illegible] اس سے یہ پتا چلتا ہے [illegible] کہ کبھی نہ کبھی [illegible] ہے [illegible] ہو [illegible] خاک کا ایک ذرہ بھی ایسا ہرگز کبھی کسی ذرہ کا جزو نہ ہوا ہو؟

[illegible] اس لیے [illegible] کے وجود کو [illegible] تسلیم کیا ہے [illegible] ہیں [illegible] کے خلاف آواز اٹھائی ہے بھی اس بیسویں صدی میں [illegible] غالب کی [illegible] سے یہ توقع کرنا کہ وہ ثبات مادہ سے بڑھ کر [illegible] کوئی [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] ہو

آتشی کا شبہ جی عشق نے مٹا دیا　　کس سے کہوں کہ داغ جگر کا نشان ہے
یک نگہ بیش نہیں فرصت ہستی غافل　　گرمی بزم ہے یک رقص شرر ہونے تک
تا کجا اے گل رنگ تماشہ بانفس　　چشم وا گردیدہ آغوش وداع جلوہ ہے
شاہد ہستی مطلق کی کمر ہے عالم　　لوگ کہتے ہیں کہ ہے پر ہمیں منظور نہیں

یہاں اس حقیقت کی گنجائش دیکھتی ہے کہ آفرینش کو ایک فضول شے کی تعمیر کہے خواہ مخواہ دوسروں سے بیگانگی کا خرچہ کیا۔ غالب اس الزام سے بے خوف تھا اس لئے اس نے پیش بندی کر لی ہے ؎

حسن غمزہ کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد　　بارے آرام سے ہیں اہل جفا میرے بعد

اور ؎

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب　　ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا

اور ؎

ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالب　　آخر تم کیا ہو اے نہ ہیچ

اور ؎

ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے　　پرتو سے آفتاب کے ذرے میں جان ہے

غالب کے یہاں یہ فلسفہ کی روح اپنے سادہ انداز میں یوں جلوہ گر ہے ؎

ہے موجزن مے گل و لالہ میں جوئے مے　　اللہ رے اعتدال ہوا بہار کا

موت کے متعلق ان کا ایک اور شعر بھی ہے جو نفسیات کی حیثیت سے قابل قدر ہے۔ وہ یہ کہ ہماری زندگی کا بیشتر حصہ خواہشات نفسانی کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے۔ ان خواہشات کا ایک سلسلہ ہے جس کی تہہ میں زندگی کی محبت کارفرما ہے۔ غالب شدائد و مصائب کے شباب میں امنگ کے ساتھ جینے کا حوصلہ رکھتا تھا۔ [illegible] کی طرف [illegible] کا خوف [illegible]
[illegible]

کیونکہ رات دن گردش میں ہیں سات آسماں ۔۔۔ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

مگر جب اجزا کی جانب نشاط کی تو جوش ہوا کہ ع

نہ کی سامان عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی

چنانچہ پھر خیال آیا ع ۔۔۔ شہ مشرب کی خواہش ساقی کوثر کی کیا کیجئے

جبکہ دنیا سرائے فانی ہے اور ؎

یک نظر بیش نہیں فرصت ہستی غافل ۔۔۔ گرمی بزم ہے یک رقص شرر ہونے تک

بالآخر فیصلہ کیا کہ ؎

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں ۔۔۔ موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

یہاں غالب نے غم کو جان کا ساتھی اور موت کو دوائے غم کا علاج مان لیا ہے، اور اس طرح خوف فنا کو بے سود ثابت کر دیا ہے۔ مرگ کے جاں گسل مسئلہ پر غالب نے اپنے خیالات کو اشرح دلیسا کے ساتھ واضح کیا ہے۔ غالب کے پہلو بہ پہلو برادر تنگ کو بھی رکھ لیجیے اور ایک ہی مسئلہ پر دونوں کے خیالات کا موازنہ کر کے غالب کی اہمیت کا اندازہ کیجیے ع

تو مرنا تو جینے کا مزا کیا؟

The best is yet to be

The best of life yet awaits you

وہ انتہائی مقصد حیات جو ہماری زندگی کی منتہائے نظر ہے ابھی دور ہے

اس قول زندگی کو اور بھی جاں فزا بنا دیتا ہے)

غالب بہادر سپاہی کی طرح جنگ کرتا ہے، پھر وہ یہ تصور کرتا ہے اور یہ اس لئے کہ ؎

موت کا ایک دن معین ہے ۔۔۔ نیند کیوں رات بھر نہیں آتی؟

غالب ایک طرف حقیقت کی بیخبری سے پتہ دیتا ہے کہ حیات انسانی کا مقصد حقیقی ما فی عیش کے سوا کچھ نہیں اور دوسری طرف یہ قابل رحم ہے ع

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

حیات بعد ممات کا عقیدہ اور فلسفی اصل میں ہماری زندگی کا سوال کشمکش ہے

اس تناقض سے یہ پیدا ہوتا ہے

حسن و فنا میں زور ہے حسن و فنا میں ۔۔۔ وقت [illegible] حسن و فنا میں

غرقِ نے کر خاص بہ خدشش یا بخود یا کے بشنا سد سش

اسی لئے کہہ گیا ہے ؎

خطرہ دریا میں جو ملیے تو دریا ہو جئے کام اچھا ہے وہی جس کا کہ آساں اچھا ہے

ں لاقانی سوسن و سرت کے قصوں کے جو وسائل و ذرائع بتائے ہیں اُن میں سے ایک نزک
ت ہے پنی یہ شت نگی پر نہ ہو ا نظر کے شوے جو انوشکوار نتیجہ نکلا اس نے اس کے متعلق
میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا جب اُس نے دیکھا کہ ج

بات نکلے مرے ان سین چھ بھی کہ نکلے

تو اس پر اپنی حقیقت کا انکشاف ہوئے بغیر نہ رہا اور اس معرفت آشنائی نے اگر مشکل اگر نہ ہو مشکل کی
جدوجہد پر غالب آکر کہہ ہی دیا ؎

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تیوں دور کی بھی یہ مذہب سے اُمنگ زیادہ اس شعور و ادراک فیلو اس زندگی اور اس کے پیچیدہ
ں سے پیدا ہوتا ہے، ایک بے چینی اور خلش اور خالب اُسے تمام مسترتوں سے عاری دیکھتے ہیں ان کے سے دل
کچھ بھی نہیں ورنہ وں والی ہے۔ ان کی طرح آزاد نہ کر بھی ہمت و استقلال کے ساتھ زندگی
ے ہو رہنے والے بھی ہیں لیکن ان کے تمام میں بڑا فرق ہے شہ کا تو کل تو سبھی کو نہ ہو لیکن خالب
کی یہ ہے کہ اس نے خلش حق کا بھی راستہ دیوانہ وار کہ اس کا احساس کیا ہے اور وہ عرفان
مغرب دائرۂ عقیدت سے باہر نکل سکے

خالب ا ر ک ے ا ب و لفظوں کی دنیا ہے لیکن دونوں میں سے
یک بھی ان کی ذات، لصوبات سے ہ سان و مختص ہو کر یا، مستقیم سے کبھی نہیں ہٹتا۔ ہر ٹنگ کو
ہت مرواں کا خیال ہے:

Bear the brunt, in a minute pay glad life and all
of pain, darkness and cold (Pied Beauty)
Then, welcome each rebuff
That turns earth's smoothness rough
Each sting that bids nor sit nor stand but go

"Trust God: see all nor be afraid" ہے
یہ کہ ت ب کے بھی ا ن ج ن ے ی ان جاتے

Be our joys three parts pain.
(Rabbi Ben Ezra)

(کشمکش حیات کے مصائب برداشت کرو، اور ایک ہی ٹھوکر میں رہی سہی دشواریوں کا قصہ پاک کرنے خنداں، بیباق کردو)

راستے کے ہر موڑ سے کانپتا ہوا کہر جو ہموار سطح زمین کو دشوار گذار بنادے، دامن پکڑ کر بٹھا لیتا ہے کہ دے کاش ہو ہی تکالیف مسرتوں سے سہ چند ہوتیں،

اور بقول غالب:۔

موجیں غالب بلا میں سب تمام — ایک مژگاں دگرانی دیر ہے
جاں دی دی ہوئی اُسی کی تھی — حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم
ہل بینش کو ہے طوفان صدائے آب — نقش موج کمر صیقل آئینہ ہے
مانع جرأت ہے حسن بے مہر ایجاد ہیں — شوق کو دیتے ہیں شوخی نامہ بر کے واسطے
نزع کا عالم ہے مجھ پر یار ہو جائے مہرباں — گوش بر آواز ہے دیوار جو ہے در نہیں

ع — سر کھجاتا ہے جہاں زخم سر اچھا ہو جائے

غالب کا مقولہ ہے کہ

درد دل حد سے گذرتا ہے دوا ہو جاتا

یہ مقولہ محض ایک ہیچ دست حقیقت کو ظاہر کرتا ہے جس کی شناسائی دنیا کے بیمار بھی نہیں ہے۔ غالب کا فلسفہ ہر زہ درائی سے قطعاً پاک ہے۔ حقیقت تلخ کی مرارت میں وہ نیا رس اور حلاوت کا عنصر پیدا کرتا ہے مگر ع

رہے قطرہ یا دریا ہے، خوشا موج شراب

بے مے کسے ہے طاقت آشوب آگہی — کھینچا ہے عجز حوصلہ نے خط ایاغ کا

یہاں نہ ابوذری اس لئے روا نہیں کہ دولت فقر پا لینے کے بعد بھی اس سے کروڑ ہا گنی کی نسبت طاری کر دیتی ہے اور ابوذری قطرہ کو حاصل دریا کر دیتی ہے۔ غالب نے کہا بھی ہے، ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کر لیا ہے پر اسی بادہ خواری کے باوجود بھی مزاجی طبیعت اتنی بے توش ہے کہ اس کے قلمرو پر اس خمیس چیز کا ایک بھی دھبہ نظر نہیں آتا۔

وجود عالم کی طرح اسے فردوس اعلیٰ سے بھی مخالفت ہے ؎

تشبیہ کرتے زاہد اس قدر بیباک ہوں ۔۔۔ وہ اک قلم تنہ ہے ہم خود دوزخ کی حق نیاں ؎
ہے غیب غیب جسکو سمجھتے ہیں ہم شہود ۔۔۔ ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب سے
ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالب ۔۔۔ آخر تو کیا ہے، اے نہیں ہے

فنا فی وحدۃ الوجود عالم کی حقیقت معاد ہ

یہ کرم کی فلاسفی ہی کا نتیجہ ہے جو غالب جنت و دوزخ کے وجود سے منحرف ہے۔
تعجب ہے تو ترک اسلام ہی پر قناعت کی تھی مگر ذرا آگے بھی دیکھئے ع

نہ حشر و نشر کا قائل نہ دین و ملت کا

وحدۃ الوجود ہے، اور اس کا پیش ترک رسوم ہے و حقیقت میں ہونا بھی یہی چاہیئے۔ کیونکہ ع

عاشقاں را مذہب و دیں نیستی

نیز ؎ ۔۔۔ وہ خدا ان سے کہ ست دیں ۔۔۔ وہ خدا را چہ خطا و صواب

مرزا کا ایمان وفاداری و استواری کے مقدس جذبہ میں مستور ہے ؎

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے ۔۔۔ مرے بتخانے میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

متذکرہ شعر کو پڑھکر گمان ہوتا ہے کہ مرزا نے گیتا کی تعلیم کی مستغنی عن التعریف تشریح کردی ہے خدا کی بندگی اس کے نزدیک بے رغبت و فضول مشغلہ میں تضیع اوقات کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ؎

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی ۔۔۔ بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

پھر ع ۔۔۔ ہوں مخرف نہ کیوں رہ و رسم ثواب سے

اہل خدا و بے نیاز کی بے غرض عبادت میں کوئی مضائقہ نہیں ؎

گر تجھکو ہے یقین اجابت دعا نہ مانگ ۔۔۔ یعنی بغیر یک دل بے مدعا نہ مانگ

مخلصانہ و بے غرضانہ اپنے فرائض کی تکمیل کرنا ہی حقیقی مذہب ہے جسپر خیر عالم کا صحیح معنوں میں انحصار ہے بقول ملٹن

"They also serve who only stand and wait"

(J Milton on his blindness)

(وہ بھی اس حکم الحاکمین کے وفادار خدام ہیں جو انتظار کی خاموش گھڑیاں صبر و سکون کے ساتھ گذار دیتے ہیں)

مشہور جرمن فلسفی کانٹ بھی تکمیل ذات کو زندگی کا بہترین مقصد قرار دیتا ہے اور اپنی فرض پرستی پر زور دیتے ہوئے اس حقیقت کو بھی فراموش نہیں کرتا کہ "God is love" خدا محبت مجسم ہے مگر غالب کے یہاں ایسی بات ہوتی ہے، اس کا مسلک اس کے بالکل برعکس اور فانی فلسفہ سے متاثر دکھائی دیتا ہے۔ یہاں جنون کو بھی پرکھ کے بس میں لے آنا ہے، وہ بھی عقل کی اس بچی کی طرح فانی تصنیف ہے جس پر چڑھتے ہوئے غالب کو رسوائی کا بھی خیال نہیں کرتا۔

رفتن سبق ہے عشق خانہ ویراں سے ۔۔۔ مجنوں جو مر گیا ہے تو کیا من نہیں

غالب کے بعض معتقدات بظاہر اسلام کے منافی ہیں لیکن اس نے حقیقت کو بے نقاب کرنے میں کبھی پس و پیش نہیں کیا۔ اسلام کے تارک قدیم پر بہت کاری ضرب لگاتے ہوئے غالب چار رہا ہے کہ طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ ۔۔۔ دوزخ میں ڈال دو کوئی لیکر بہشت کو

اور غالب کا وہ سب جن سے رشتہ تعمیر قوم نہ بھی مداراری اور آزادی ملک کے درد سے مضطرب نوجوانوں کو پکار پکار کر اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو ۔۔۔ میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

یہی وہ لگن ہے، یہی وہ اضطراب ہے جو گوشت و پوست کے ہر انسان کے اندر ہونا چاہیے، یہی وہ جوش و جذبہ ہے جس نے نوجوان نوجوان کو آمادہ پیکار کیا، یہی وہ تڑپ اور بے چینی ہے جو حیات دوام بخشتی ہے، جو کبھی نہ ختم ہونے والی تشنہ روی سے دوچار ہے گا۔ غالب کی یہ لگن میں جو دنیا دیکھ رہی ہے کہ ایک طوفان بپا کر رہی ہے تو وہ صرف ذات نہیں، حقیقت ہے غالب ہو کر پیش حقیقت ہیں کو دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ اور یہی صورت کرداروں غالب کو ایک عالمی شاعر کہلانے کا حق دیتی ہے

نگار اگست ۱۹۴۱ء

مرزا غالب اور دیگر شعرا

از جناب خواجہ وامق جونپوری

مرزا غالب کے کلام پر بیشمار مضامین لکھے گئے ہیں۔ ان کے دیوان کی بیسیوں شرحیں لکھی گئی ہیں۔ ان کی شاعری کے محاسن و معائب پر دلائل و براہین سے بحث کی گئی ہے۔ ایک ایک شعر کی تشریح کرتے ہوئے ان کی کلیات کی کلیات نقل کر دی گئی ہیں۔ حالانکہ ان کے اصلی زیارت و جدت اور لطافی اشعار کو جب پڑھا یا جدت میں کہے گئے ان سے انکار کرنے والوں نے بھی ان کی عظمت کا لوہا مانا ہے اور انہیں بڑا شاعر تسلیم کیا ہے۔ [illegible] ان کے ہم عصروں میں ذوق، شیفتہ اور مومن سے بھی غالب کا موازنہ کیا گیا ہے۔ ان کے [illegible] کی وجہ سے ان کی عظمت کا اعتراف کیا گیا ہے۔

بعض نہ حاصل کیا ہو (جس طرح بعد میں آنیوالے شعرا نے خود مرزا کے کلام سے مادہ اٹھایا) ان کے یہاں مضمون کسی نہ کسی صورت میں کہ کر نہ بندھا ہو۔ اس تحریر سے فقط یہ لکھنا مقصود ہے کہ مرزا جیسے مسلم الثبوت اور نازک خیال شاعر بھی ان خصوصیات سے مستثنیٰ نہیں۔

مرزا نے متقدمین اور معاصر شعرا کے بعض خیالات و مضامین اپنے کلام میں اس طرح جذب کئے ہیں کہ عام لوگ جن کا مطالعہ وسیع نہیں ان کو مرزا کے زورِ تخیل ہی کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور عش عش کرتے رہ جاتے ہیں، حالانکہ بعض موقعوں پر وہ سرقہ کے الزام سے بھی نہیں بچ سکتے، بعض اشعار میں توارد واقع ہوا ہے، بعض ترجمے کے تحت میں آجاتے ہیں، اور بعض ایسے بھی ہیں جن کا مضمون تو انھوں نے کسی اور شاعر سے لیا ہے مگر اپنے اسلوب بیان اور مخصوص طرز میں ادا کر کے اس کو جاندار کر دیا ہے، یا بیان میں شوخی اور رعنائی پیدا کر دی ہے۔ ذیل میں ہم اس قسم کے اشعار پیش کرتے ہیں جن میں ان خصوصیات کی جھلک پائی جاتی ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں:۔

فارسی کے ایک شاعر میر عبداللہ تپش کا شعر ہے ؎

بیم از وفا مدار بہ وعدہ کہ من — از ذوق وعدہ تو بہ ذوقی رسم

مرزا کہتے ہیں ؎

ترے وعدہ پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا — کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

یہ شعر قریب قریب مندرجہ بالا فارسی شعر کا ترجمہ ہے لیکن مرزا نے اپنے شعر میں مقابلہ زور پیدا کیا ہے تیر تقی تیر کا شعر ہے ؎

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا — دم کے جانے کا بڑا غم ہے

مرزا کا مندرجۂ ذیل شعر جن مضمون بالفاظہٖ کا ادا کرتا ہے ؎

جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی — دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا

ان دو شعروں کے مطلب میں کوئی نمایاں فرق نہیں، مرزا کا انداز گرچہ دلچسپی سے خالی نہیں لیکن تیر کا شعر زیادہ سلیس اور سلجھا ہوا ہے۔

مصطفےٰ علی خاں خوشدل کا شعر ہے ؎

بوسہ مت لے برگ گل اے باغباں مانند زر — ورنہ ہو جائے گا پیغام رسوائی کا

مرزا کے مندرجۂ ذیل شعر کا مضمون اس کے ساتھ لگا کھاتا ہے ؎

مشہد عشق میں ہو اک گمنام مر جانا — کس قدر ننگ بالیں مرقد پر بوس تھا

عرفی شیرازی فرماتے ہیں ؎

بہ کس نہ ماند کہ گوید حدیث ما عرفی — ایں ماجرا است کہ معلوم ہو دوست

مرزا کا مندرجہ ذیل شعر اسی سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے ؎

عود نہیں ہے تو سہی نوحہ ہائے ماتمِ دل — یاں نہ سہی وہاں سہی پر ہے وہیں سنا ہوا

ذوق کا شعر ہے ؎

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو — اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا

مرزا کہتے ہیں ؎

فلک کو دیکھ کے تجھ سے مجھے ہو کیوں نہ مزا — جفا میں اس کی ہے انداز کار فرما کا

ان دو شعروں کے مضمون میں زمین و آسمان کا فرق نہیں بلکہ ذوق کا شعر مقابلتاً بہتر ہے۔

مرزا سودا کے ایک معمولی جوان شاعر کا شعر ہے ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے — اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مرزا کے ذہن میں اس شعر کی کیفیت سمائی ہوئی معلوم ہوتی ہے، چنانچہ یہی گمان کے اس شعر سے ٹپکتا ہے ؎

دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں — آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

مرزا کا شعر مذکور ہوا شعر کے مقابلہ میں پھیکا نظر آتا ہے۔

انشا کی مشہور غزل کا شعر ہے ؎

دیکھے سے کہت ہو بہاری رنگ بنی — تجھ مکھیاں سو بھی ہیں ہر نذر بیٹھے ہیں

مرزا کا مندرجہ ذیل شعر اسی خیال کو ظاہر کرتا ہے ؎

غم ذوق ہی طلیف سے یاں نہ رہا — جو مانع نہیں خستہ ہا سے یا کا

دونوں شعر اپنی اپنی جگہ موجود ہیں، کہ یہ مضمون قابلِ نظم ہے۔ ہر کوئی اسے منسوب کر سکتے ہیں۔

ذوق فرماتے ہیں ؎

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا — کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

مرزا نے یہی مضمون ذرا سی تبدیلی کے ساتھ اپنے شعر میں یوں ادا کیا ہے ؎

یہ لاش بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے — حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

فقیر ہی کہتے ہیں ؎

Acc. No 94858

[illegible]

مزاحیہ شعرا کو عشق سے ذوق کے ساتھ یوں یاد کرتے ہیں ؎

[illegible]

یہ شعر بھی کہہ گئے ہیں ؎

[illegible]

مرزا کا شعر بھی نہیں کہ یہ بیت کرتا ہے ؎

[illegible]

ذوق کا ایک اور شعر ہے ؎

[illegible]

ایک فارسی شاعر نے کہا ہے ؎

[illegible]

مرزا تھوڑے سے ذوق کے ساتھ [illegible] کہتے ہیں ؎

[illegible]

ذوق فرماتے ہیں ؎

[illegible]

مرزا نے دو مصرعہ رکھ میں اسی مطلب کو بیان کیا ہے ؎

[illegible]

فارسی کا ایک شعر ہے ؎

[illegible]

مرزا کہتے ہیں ؎

[illegible]

؎ یہ شعر غالب کے کلام مطبوعہ میں نہیں ہے ۱۲

؎ ذوق و مرزا جیسے اساتذہ پر ذوق کا رد نہیں کیا جا سکتا ۱۲

یہ شعر فارسی شعر کا ترجمہ ہے جو نیشاپور میں حضرت عمر خیام کی قبر پر لکھا ہوا ہے۔ کوئی پابندی اور ترجمے کی قید سے لازمی تھا۔

مثنوی بادۂ و جام میں جرأت کا ایک شعر ہے ؎

نزاکت سے نکلتی ہیں پری کا نعرہ سے ہوا میں جیسا

مگر اسے اس مضمون کو کسی اور جگہ باندھا ہے ؎

پری صورت آئینہ رو خوب سیرت ہے ۔ شیشہ جیسا

کوئی شیشہ میں اتر سکتی ہے ؎

کہ نازک ہے بہت اور خیال بلند ۔ مضمون آتے آتے نہ خیال میں رہتے

مرزا کا شعر ہے ؎

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا ۔ وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

دراصل یہ شعر شیخ ناسخ کے شعر سے ماخوذ ہے اور ناسخ کے شعر سے بھی کہیں مضمون سا پیدا ہوتا ہے۔

فصوفی تبریزی کا شعر ہے ؎

بادہ بیار کہ سرمست شوم در بازار ۔ تا بدانند کہ من بادہ پرستم ہمہ عمر

مرزا کا شعر ملاحظہ ہو ؎

ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

یہ شعر فرد کے بجائے اردو زبان کے بہترین شعروں میں سے سمجھا جاتا ہے۔ دراصل یہ شعر بھی خوب ہے مگر اس میں بھی ہوسے زبان اور بندش کے فرق کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

حسن بیگ رفیع کا ایک شعر ہے ؎

خوش وہ زیرک کہ دل و جان و خرد باختہ ہے ۔ مفلس و زار ہے کہ محبوب رسا باز نہ ہے

مرزا ہوبہو اردو میں کہتے ہیں ؎

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو ۔ ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

مضمون کیسا ہے اور طرز بیان میں بھی کوئی خاص رنگ نہیں

حزیں شیرازی کا ایک اور شعر ہے ؎

بیا بیا کہ ترا بہر دیدنت ہر دم ۔ ہزار مرتبہ جاں می رود ہزار نیامد

مرزا کے مندرجۂ ذیل شعر کا مضمون قدسی کا بھی شعر ہے ؎

بچہ دیکھے اور نہ دل فتانی گفتار ۔ رکھے کوئی یہ وعظ ہمارے نہ سنے

قاتل خاں رازی کہتے ہیں ؎

نہ کرد و ترتیب ۔ سر کوے تو جا ۔ اوں ایں حادثہ بر آدم و حوا چہ گزشت

مرزا کا مشہور شعر ہے ؎

نکتہ غلط سے ۔ نہ نکلتے تھے ہیں لیکن ۔ بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

یہ شعر بھی قریب قریب فارسی شعر کا ترجمہ ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ مرزا کے شعر میں زور بیان نے جان ڈال دی ہے۔

ستر حزیں ایران میں سے کسی کا شعر ہے ؎

مشاطہ را بگو کہ برا سباب حسن دوست ۔ بیہودہ فرق کند کہ تماشا و صید

مرزا کا مندرجہ ذیل شعر اسی مطلب کو بنگ و دگر ادا کرتا ہے ؎

زمانہ عہد میں اس کے ہے محو آرائش ۔ بنیں سنورے اب آئینہ کس کے لئے

محسن کہتے ہیں ؎

نکالا خانۂ دل سے ہر قیامت میں نے کیا محسن ۔ وہی فتنہ ہے لیکن یوں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے

مرزا نے یہی مضمون اپنے کلام میں اس طرح داخل کیا ہے ؎

ہے ہر قیامت سے کل خانہ ۔ قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں

ذوق کا یک نہایت مشہور شعر جس کی مرزا بھی خود بڑی تعریف کیا کرتے تھے یہ ہے ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے ۔ مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

مرزا نے اپنے خاص رنگ میں اسی خیال کو جامہ پہنانے کی یوں کوشش کی ہے ؎

ہے وال بھی شور محشر نے روز دیئے دیو ۔ یکبار خاکور میں ذوق تن آسانی مجھے

امیر خسرو فرماتے ہیں ؎

گفتم کہ چو نے کشتی و زندہ بسیکنی ۔ از یک نگاہ کشت نگاہ دگر کرد

مرزا یہی مضمون یوں باندھتے ہیں ؎

کرنے گئے تھے اس سے تغافل کا ہم گلہ ۔ کی یک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے

فیضی کہتے ہیں ؎

نوشتہ روے محبت بجز سیاہی نیست ۔۔۔ ورق سیاہ نہ کردہ کسی سفید نماند

مرزا کہتے ہیں کہ اس کو کیا کہیں گے ؎

نہ پوچھ نسخہ مجروح غم کہ داغ ہاے ۔۔۔ کہ اس میں ریزہ الماس جز سویدا نیست

شرف تزویج کا شعر دیکھئے ؎

بہشت و دولت دنیا بجز رضاے بتاں ۔۔۔ بچشم اہل تقرب ہیچ است ہیچ است

مرزا کے سند جو ذیل شعر کا مقابلہ فارسی شعر سے جو مقابلہ زیادہ صحیح ہے ؎

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے ۔۔۔ رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے

ایک فارسی شاعر کہتا ہے ؎

تا نیفتد مرد چشم پر ز دام ۔۔۔ خوش بپرد گرد او مانند دام

مرزا کا یہ شعر اسی فارسی شعر سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے ؎

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ ۔۔۔ دوزخ میں ڈال دو کوئی لیکر بہشت کو

مرزا کے فارسی کلام میں بھی اس قسم کے بہت سے اشعار پائے جاتے ہیں جن کا تذکرہ بطور خود ایک علحدہ مضمون چاہتا ہے۔ ہم اس سلسلہ کو یہاں بخوف طوالت قلم انداز کرتے ہیں صرف نمونے کے طور پر ایک دو شعر ناظرین کے جاتے ہیں۔

حافظ شیرازی کا شعر ہے ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین حائل ۔۔۔ کجا دانند حال ما سبکباران ساحل ہا

مرزا کا شعر حافظ فرمائیے ؎

نہ خوانم و شب تار و بموج خیزد ۔۔۔ کہ بنگرم رخ زیبا نگاہ گاہ گاہ

مرزا کے مصرعہ ثانی میں بجائے اس کے کہ سبکباران ساحل کو حال معلوم نہیں انھیں مشکلات و تجربہ سے بیان پایہ جاتا ہے جن کا کہ دونوں شاعروں کے مصرعوں میں موجود ہے۔

خواجہ حافظ کے اور دو شعر مختلف بحروں میں حافظ فرمائیے ؎

حلقۂ بر در و رندی مے و چنگ آویزش ۔۔۔ رشتہ تسبیح سیہ شال نہ سائل

بازوان پرورد نعمت بہ است پرس ۔۔۔ کیں عجب نیست صوفی عالی شاہد

؎ مرزا نے اسی مضمون کو دوسرے رنگ سے بھی کہا ہے ؎

گریہ ہے ہی بھی ہمدم شب فرقت ۔۔۔ غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں (۱۲)

مرزا نے بھی دو شعروں کے مضمون کو ایک کر کے دوسرے بات میں اس طرح جلوہ گر کیا ہے

[illegible] بروز توان گفت و به صد زبان گفت

اس میں کلام نہیں کہ مرزا نے یہ شعر اختصار و خوبی کے ساتھ بلاغت میں لکھا ہے۔ ناظرین خود اس فرق کو محسوس کر سکتے ہیں۔

رہا یہ کہ مرزا کے دواوین کن شاعروں کے خیالات اور مضامین اخذ سے ہیں اس کے متعلق تو ابھی لکھنا باقی ہے کہ ان کی تعداد بے انتہا ہے۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ملک کے وہ تمام شاعر جو شاعری میں نام پیدا کر گئے ہیں خاص کر غزل گوئی میں ضرور قابل ہوئے کہ دیوان مرزا سے استفادہ کیے بغیر نہیں رہے۔ بلا واسطہ یا بالواسطہ مستفیض ہوئے۔ اگر ان تمام اشعار کا ذکر کیا جائے تو یقیناً ایک ضخیم کتاب کی صورت اختیار کرے گا۔ لہٰذا ہم نمونے کے طور پر فقط ان شعرا کا ذکر کریں گے جن کے اشعار ہماری یادداشت میں محفوظ ہیں۔

مرزا کا مشہور شعر ہے ؎

ہر بات پہ کہتے ہو تو کیا تو کیا ہے — تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

شاہ نصیر مرزا کا یہ شعر تقریباً لفظ بہ لفظ یوں درج کرتے ہیں ؎

مجھ سے کہتے ہیں وہ تو کیا ہے — کوئی بوچھے یہ گفتگو کیا ہے

سادگی کی اس سے بڑھکر اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے؟

مرزا ؎

گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر — کی جس سے بات اس نے شکایت ضرور ہے

مومن خاں مومن کے مندرجہ ذیل شعر سے مرزا نے یہ شعر لیا ہے ؎

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے — ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا

مرزا ؎

ہوا کب کہ اے خدا پسند اچھے جی سے کہیں — جو کہتے ہے کہ کہیں یوں تو کیا کہیں

مولانا آرزو عظیم آبادی نے اس سے ایک اور عمدہ مضمون پیدا کیا ہے ؎

مجھے جو چاہتے تھے یہ بھی کہہ نہ سکے — وہ چاہتے تھے کہ دیکھے کوئی زبان سے

اشعار دیوان کا مشہور شعر بھی مرزا کے اسی شعر سے ماخوذ ہے ؎

[illegible]

شعر ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

آزاد اپنی نئی غزل میں اس مضمون کو یوں باندھتا ہے ؎

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

اسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے ؎

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

مولانا حالی نے بھی اپنا یہ مضمون اپنے ایک شعر میں داخل کیا ہے ؎

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

مولانا حالی نے اپنی مخمس و مسدس میں بھی اس مضمون کو باندھا ہے ؎

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

مولانا حالی نے اپنی مضمون کو اپنی مثنوی میں بھی باندھا ہے ؎

ذوق نظم سے تمام ہوں کہ تا نہیں دنیا میں کوئی کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد

سنو خاں خاکی نے یہی خیال یوں ظاہر کیا ہے ؎

گریہ بازاری سنت نے مجھی سے وہ نہ کوئی بیٹھے گا نہیں ماتم وفا میرے بعد

زمانہ نہ تک کب کسی بزم میں آتا ہے یاد ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

اخبار شاعر آگرہ مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۵ء میں لالہ گوپی ناتھ لال صاحب نامی کی ایک طرحی غزل نظر سے گزری جس کا یہ شعر مرزا کے شعر سے ماخوذ ہے ؎

کچھ ہے تپش سے آج تو الفت خراب ساقی نے جانے کیا ہے ملا یا شراب میں

مرزا ؎ کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے وہ کیا بات کہ نہیں آتی

اکبر الہ آبادی کے مندرجہ ذیل شعر میں اسی شعر کی جھلک پائی جاتی ہے اگرچہ دونوں کے مضمون میں فرق ہے ؎

یہ سکوت سے مجھے ناں نہ سمجھ غافل کی کمی ہے حیرت کی نہیں

مرزا ؎ پوچھ تو خورشید جہاں تاب سے بھی ساے کی طرح ہم پہ جب وقت پڑا ہے

حافی اسی مضمون کو لیکر اپنی نظم موسوم بہ حاضر حال جناب رسول صاحب میں اسی تمہید کے ساتھ یوں لکھتے ہیں ؎

سے ناسہ خاصان رسل وقت دعا ہے اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

مرزا ؎ پروانہ میں شمع سے ہوں رات بھر جلوں سحر ہونے تک دیکھئے کیا ہوتا ہے

ڈاکٹر اقبال کی قومی نظم "شوالہ" کا پہلا شعر مرزا کے اسی شعر کا ماخوذ ہے جبکہ ساری نظم کا کوئی بھی شعر کہا جا سکتا ہے ؎

مرزا کی ہے یہ محفل رباب خاموش جسکے رنگ کے نغموں سے ہے ہر ذرہ خروش

مرزا ؎ خموشی میں ہی نہاں خوگر فریاد کیا کرتے خموشی گر فریاد اثر ہوتا

حالی نے یہ مضمون مرزا سے لیا ہے اور کسی قدر ہیر پھیر کر یوں بیان کیا ہے ؎

دل زندہ تو ہے نگاہ بے باک اے غم عشق کسی دعوے میں تو ہو گویا تو ہو

مرزا ؎ ہوا ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا کی کی فرد قمار خانہ کا

حالی نے اسی مضمون کو یوں بیان کیا ہے ؎

ہے زہد ریا بھی مثل بے قرینے یار کو صحبت کے دعوت کہاں دنیا سے اٹھا جاتے

اسد اللہ خاں غالب نے بھی اسی مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے ؎

ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے　　بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اٹھا بھی نہ سکے

عالم مضمون بذا کا ایک شعر ہے ؎

فرہاد کہہ رہا تھا کہ ہے ہے یہ کیا کیا　　چھوڑا نہ کاٹنے کو بھی تیشہ نے ہائے مجھے

اپنے استاد مرحوم علامہ شیخ علی حزیں لاہیجی کے متعلق لکھتے ہیں یہ مضمون پڑھ کر یہ شعر ذہن میں آیا ؎

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا　　تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

ہمارا ایک اور شعر ہے ؎

ہے خطاب شوق نقاب رخ امید　　آنکھوں پہ دے مژگاں سے اٹھائیں

اپنے ایک سخن فہم دوست کے متعلق لکھتے ہیں مرزا کے مندرجہ ذیل شعر کو پڑھ کر انہوں نے کہا کہ ہمارے شعر کا مضمون دراصل مرزا کا ہے ہمارا نہیں ناظرین ملاحظہ فرمائیں ؎

وہ کر رہے ہیں شوق نے بند نقاب حسن　　غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

مرزا نے جب دوں شوخیٔ نقاب حسن بیچ و تاب　　رکھ کر اپنی تند پر کس خجالت میں ہے

لیکن میاں نے مرزا کے اس مضمون کو اپنے رنگ میں اس طرح ادا کیا ہے کہ سننے والے جواب اس کو ان کا ہی مضمون سمجھیں گے ؎

جو آپ کا دل میں ہو کچھ کہو سب آپ کا　　دل لیجے مدعا سلاں زباں سے

یہ شعر بھی مرزا کے شعر سے بدرجہا بہتر ہے۔

مرزا ؎ دیتے ہیں جنت حیات زاہد کو ہے پر اتنا نہیں　　لیتے ہاتھ میں ترے آئے کہ دم آسانی سے

حالی بھی خیال دوسری صورت میں یوں ظاہر کرتے ہیں ؎

شب وعدہ ہے یار عام ان کے در پر　　مرے حق میں اک بے نشانی کی صورت

مرزا ؎ زندگی میں تو وہ محفل سے اٹھاتے تھے　　دیکھوں اب مر گئے پر کون اٹھاتا ہے مجھے

حالی نے مرزا کے اس مضمون پر کس قدر تبدیلی کر کے اس میں جدت پیدا کی ہے ؎

اپنی محفل سے اٹھاتے ہیں سو　　خود وہ اٹھ کر مجھے محفل سے اٹھا لیتے ہیں

اب ہم ان اشعار کا ذکر کریں گے جنہیں مرزا کے یہاں ٹکر اپنی جاتی ہے۔ اس فن میں بھی غالباً کسی شاعر کا کلام مرتب نہیں ہاں فرق صرف اتنا ہے کہ بعض شعرا کے دو دیوانوں کے

بیان زیادہ ہے اصطلاح شعرا میں سے متنع کہتے ہیں محققین کے نزدیک اس کا کچھ مضائقہ نہیں لیکن قیمت یہ ہے کہ تکرار سے مضمون میں بے لطفی پیدا ہو جاتی ہے۔ مرزا کے کلام میں جو اشعار ایسے ہیں ملاحظہ ہوں ؎

ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے — تم جو بزم میں اس بات سے گرجی غالب

یہ مضمون مرزا نے فارسی میں بھی باندھا ہے ؎

میتواں گفت کہ ریزہ نمکِ چاشنِ اوست — نکتہ ئی گفت کہ بر زخمِ نمکداں نہ نہاد

تا سخن کے نہ کہے خلق نہ جانے کہ مجھے — میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

یہ مضمون دوسرے رنگ سے یوں ادا ہوا ہے ؎

ہر چند کہ ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو — بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

ہر چند سمجھتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز — کچھ کہتے ہیں لوگ کہ یہ جلوہ کیا نہ تھا

اس مضمون کو لفظ دیگر سے حفظ ہو ؎

کچھ سمجھ کر ہی ہوا ہوں دعوتِ نظارہ میں — سنتے ہیں کہ بزمِ یار میں ہوتا ہے فال نظر

ہے یک تماشا کہ ہوں دونوں چپ و پسند میں — وہ ناز سے کہ اپنے دل سے جگر ہے تنگ

یہ مضمون ذیل کے شعر میں جو طرح باندھا گیا ہے ؎

ہوں ہے کہ ہے ہوا ہے جگر تشنہ آبِ تیغ — دونوں کو اک ادا میں رضا مندی آپ کی

ہے ہے خدا نہ کردہ تجھ کو بھی آزمانا تھا — کیے ہیں کشتگانِ ستم گر کے کشتہ سب تم

اسی خیال کو اس شعر میں خوبی سے ادا کیا گیا ہے ؎

ہوں ہی کیوں نہ تشنہ لب مرتے ہی کیوں نہ بے خبر — دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں

لاگ ہو تو اس کو ہم سمجھیں لگاوٹ میں کہ — جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا

اسی مضمون کو معنی میں کسی قدر تغیر کے ساتھ یوں کہتے ہیں ؎

قتل کیجیے اور کیا انداز حملے کیجیے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

اسی قصیدہ میں مضمون اس طور سے ادا کیا ہے ؎

ہو گیا ہے تن سراپا رنج و بے تابی سے ہیچ — یاد ہیں اے درد تجھ کو دیکھ کر درماں سے ہم

یہ مضمون بھی مختلف طور سے ادا ہوا ہے ؎

ہے کہاں تمنا مزا ستم کہاں ہے — تم مرا سمجھتے ہو اور کیا کہیں

اسی مضمون کو دوسرے شعر میں ملاحظہ فرمائیے ؎

[illegible] ہے [illegible]

یہی مضمون مرزا کے مندرجۂ ذیل شعر میں پایا جاتا ہے ؎

[illegible]

اس آخری شعر میں کسی قدر وسعت معنی پیدا کر دی گئی ہے۔

[illegible]

اس کا مضمون سعد اللہ دل میں معنی کا پھوٹ کر یوں ادا کیا گیا ہے ؎

[illegible]

ہو بہو یہی مضمون ذیل کے شعر میں دُہرا دیا گیا ہے بلکہ الفاظ میں بھی خاص فرق نہیں ؎

[illegible]

ذیل کا شعر بھی اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہے لیکن سکتے معنی میں وسعت پیدا کر دی گئی ہے ؎

[illegible]

اسی مضمون کو دوسرے شعر میں دیکھئے ؎

[illegible]

یہی مضمون بصورت دیگر یہ بندھ گیا ہے ؎

[illegible]

ذیل کے شعر میں اسی مضمون کو دوبارہ پیش کیا گیا ہے ؎

[illegible] خوش ہوں کہ میری بات سمجھی گئی تو ہے
[illegible] مطلب ہے پہ کہ [illegible]

ذیل کی رباعی اسی مضمون کو دوبارہ پیش کرتی ہے ؎

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل
سن سن کے سخنورانِ کامل
آسان کہنے کی کرتے ہیں فرمائش
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

اس نہیں تجھ کو کسی سے خوں کی بو
میں پہ ناحق کو کروں کیا بارہ بیل مفت

یہی خیال ذیل کے شعر میں دوبارہ جلوہ گر ہوا ہے ؎

[illegible] ہوں کہ [illegible]

ہر چند خوف طوالت اس مضمون کو بیچ میں ختم کر دیتے ہیں، لیکن مرزا غالب سے یہ بغیر نہیں رہا گیا کہ مرنے کے وقت میں شاعری میں قسمت کی بھی دو ٹھوکریں کھا لیں۔ اس سے اس مضمون کے کہنے کی غالب غالب یا دوسرے شعرا پر کوئی تعین نہیں ہے بلکہ عوام کی [illegible] سے [illegible]

[illegible] ہر چند [illegible] ہوں کہ [illegible] مطلع [illegible] یا [illegible] ہے

(زمانہ جون ۱۹۲۰ء)

براؤننگ اور غالب

(از سید قمر حسن زیدی)

[illegible]

سوسائٹی کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو حسن خوبی سے تعلق رکھتا ہے۔ حسن پرستی بھی عشق سوسائٹی کا ایک جزو ہے۔ اگر کسی خوب کے لفظ سے نہیں ہو سکتا ہو تو وہ شائستہ بھی نہیں ہو سکتی۔ شائستہ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انسان خوب سے خوب تر کی جستجو میں رہے۔ اور یہ جستجو اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک انسان کامل نہ بن جائے۔ اور انسان کامل بننا ایک ایسا مقصد ہے جس کی طرف ہر شخص کو بڑھنا چاہیے۔ اس لئے کہ اس کی طرف بڑھنے سے انسان کی ذات میں ایک ایسا توازن پیدا ہو جاتا ہے جو اس کی زندگی کو ہر قسم کی بدصورتی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس توازن کے پیدا ہونے سے انسان کے دل میں ایک ایسا سکون پیدا ہو جاتا ہے جو اس کی زندگی کو ہر قسم کی بدصورتی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس توازن کے پیدا ہونے سے انسان کے دل میں ایک ایسا سکون پیدا ہو جاتا ہے جو اس کی زندگی کو ہر قسم کی بدصورتی سے محفوظ رکھتا ہے۔

غرض ہماری تفریح طبع یا تو خفت زدگی ہے یا ایسے مجاز پر جو حقیقت نما ہوتا ہے۔ چنانچہ ہماری شاعری میں بھی یا تو اسرار و معارف ہیں یا گل و بلبل و شمع و پروانہ سے متعلق خیالات لیکن یہ بھی اسرار حقیقی سے الگ نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں غزل کے چند اشعار کافی ہوں گے ؎

اے ذوقِ نالہ ہائے دلِ ناتواں کے بعد
بدصحبتِ نفس ہے رفاقت کہاں کے بعد

گستاخ کبریائے تو بہتر فرازِ دار
خاشاکِ آشیانِ ہوا ہے پر و بال کے بعد

بدرویے نیازیت صد چشمِ حسین کرما
تشنہ کامِ دیدۂ ہے ترا وصال کے بعد

ہست بہ تخمگاہِ دل جلوۂ قرب و اندرب
لیک بجلوہ ہائے جسم خیال کے بعد

[illegible]

ان اشعار نے پھولوں کے علاوہ بھی تک فاصلہ اور افادیت کے خیالات سرخ پر خوشبو کے [illegible]
اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کی رائے نہیں دی جا سکتی۔ غالب کا تعلق [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

میں لکھتا ہے:-

"کوئی دن آدمی کو کچھ تھوڑا بہت کرنا پڑتا ہے کہ اس سے عالی ظرف آدمی کی بڑی تمنائیں پوری ہیں مگر دن کے پورا ہونے سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔ معمولی آدمی ایک ایک کے ہوتا ہے اور اس کے ثبوت جلد ہو جاتے ہیں لیکن بلند حوصلہ آدمی کسے ایک کو دیتی ہے کی آرزو رکھتا ہے کائی کی کمی رہ جاتی ہے تعجب کی بات نہیں۔"

غالب نے اس شعر و بسط کے ساتھ کبھی اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا ہے۔ وہ اسی بات کو مختلف رنگ میں مجمل طور پر اس طرح بیان کرتے ہیں:-

نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا
حباب موجۂ رفتار ہے نقش قدم میرا

اسی مطلب کو مصرعۂ ذیل میں اس طرح بیان کیا ہے

"وہ فکر چشم ہے جس کو کہ دلکشا کہیے"

برانٹنگ نے تقاضے، دعا کی قبولیت کے عدم و پرست کچھ خیال آرائی کی ہے۔ غالب اس سے بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ کہتے ہیں

عرض نیاز عشق کے قابل نہیں رہا
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

برانٹنگ کہتا ہے "شوق سے دل کو خوشی حاصل ہونی چاہیے کیونکہ اس سے تلاش تجسس کا ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے" اسی اعتبار سے وہ حجاب پردہ ساز ہے کیونکہ حجاب ہی ذریعہ کشاکش اور حجاب ہی سعی و کوشش کا باعث ہے۔ اس خیال کی مزید تشریح براؤننگ نے اپنی نظم "بن عذرا" میں اس طرح کی ہے:-

"میں بوجھ جانتا ہوں اور ہو سکتا ہوں ایسے خیال کا بات ہے"

تعین اس سے مطلب یہ نہیں کہ سعی کو چھوڑ دیا جائے۔ غالب کا شعر ہے ؎

کاوش غمزہ سے ہے تقاضا کہ ہو ہنوز
ناخن پہ قرض گرہ نیم باز کا

کیونکہ اگر وہ گرہ کشا ہے تو اس کے کھولنے میں کوشش پیہم کے علاوہ غیر معمولی قوت ارادی بھی درکار ہوگی۔ بالفاظ دیگر "تمنا کا بر آنا" حجاب ہوگا تاہم زیادہ انکشاف کا ذوق ہوگا۔ مزید برآں غزل کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بات کو دھوراز جیسا دیا جائے "کاوش غمزہ" کا قرض ادا ہو جانا چاہیئے۔ ناخن کو خواہ مخواہ قرضدار رکھنا مناسب نہیں۔ کیونکہ "گرہ" اگر کبھی وا نہ ہوا" اس سے برانٹنگ کے "پیہم تگ و دو" مرتے دم تک قائم رہنے کے خیال کی تائید ہوتی ہے کہ یہاں تو ہو سکتے ہیں باقی جو کچھ رہا ہے گا دوسری زندگی میں ہوگا۔ غالب بھی ایسی

خیالات سے متاثر ہو کر فرماتے ہیں۔۔

بقدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی ۔۔۔ جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا

سراپا بیخودی و نالۂ بیربطِ ہستی ۔۔۔ عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

دنیوی محاجات کو براؤننگ (Limitations) کہتا ہے جن کے دُور کرنے کی براؤننگ یہ دلچسپ ترکیب بتاتا ہے کہ وقت کا بیتا گھوڑے یا رتھ جائے مگر خیالات کو کبھی محدود نہ ہونے دو۔ کہار (خالق) اور مٹی (مخلوق) پر وقت کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا" (ربی بن عذرا) نیز یہ کہ "دماغی توہمات کا دائرہ تخیل کی تکمیل میں سدِ راہ ہوتے ہیں) بہادری سے مقابلہ کر کے ان کو شکست دو کیونکہ زندگی کا وہ حصہ جسکے لئے یہ (یعنی موجودہ حصہ) بنا ہے، ابھی آنے کو ہے۔ خدا نے تو ہمیں مکمل بنایا ہے اور ہماری موجودہ ہستی، ہماری زندگی کا صرف ایک ادنیٰ جزو ہے۔ بقول میر تقی

"یعنی آگے چلیں گے دم لے کر"

تکمیل کی آرزو کو مستحکم کرنے اور آگے چلنے کے لئے تیار رہنے کے متعلق قالب کا خیال ہے کہ

"دیتے ہیں ظرف بادہ قدح خوار دیکھ کر

اس پر بھی وہ یہی کہے جاتا ہے کہ

"حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا"

ہر نوع براؤننگ کو ایک قسم کا اطمینان ہے۔ غالب میں بجائے اطمینان کے غم زیادہ ہے۔ براؤننگ کے پیام کا انحصار زیادہ تر اس عقیدے پر ہے کہ دنیا کی ناکامیاں اور مختلف قسم کے شکوک ہی کامیابی اور اطمینان کی دلیل ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو شکوک کی قدر کرتا ہوں کیونکہ یہ انسانیت کا خاصہ ہیں جو نور شکوک سے متاثر نہیں ہوتے کیونکہ وہ راکھ کا ڈھیر ہیں جس میں کوئی چنگاری نہیں۔

مسند ارتقا کے متعلق براؤننگ کی نظیں حضرت مولانا روم کے خیالات سے ملتی ہیں، مولانا فرماتے ہیں

تو از اں روز کہ در بست آدمی ۔۔۔ آتشی با خاک یا ری ہمدمی

گر ہماں حالت ترا بودے بقا ۔۔۔ کے رسیدے مرتبا ایں ارتقا

براؤننگ ایسی کوئی تشریح نہیں کرتا، وہ صرف اپنی حالت کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور خدا کا شکر ادا کرتا ہے کہ۔

"اے خدا! میں تیرے عطیۂ عقل کو نہایت کامل سمجھتا ہوں اور اس کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ میں انسان ہوں۔" ——— (ربی بن عذرا)

زمانہ ستمبر ۱۹۳۲ء

کلیم اور سلیم

(دونوں شعرا کے نقطۂ نظر میں)

غالب کے ایک شعر کے متعلق

از میر وحید حسن صاحب ایم اے ایل ایل بی بار ایٹ لا لکھنؤ

قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ
اے نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

کلیم و سلیم دونوں کیسے ہی شعرا ہیں ان کے شعر کے سننے والے ایک دوسرے کے برخلاف ہی ہوں گے۔ کلیم کے شعر کی تعریف کرنے والے سلیم کے شعر کی تعریف کرنے والوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتے ہوں گے۔ ایک ہی مشاعرہ میں دونوں کے شعر پڑھے ج

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

[illegible] ہے۔

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

[illegible] ہے۔

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

سلیم: [illegible] عجیب عجیب طائر بولوں سے لیکن ہم کو [illegible]
جا رہے تھے اور کہ [illegible] یہ مطلب ہے خاکسار خاب کے اس شعر کے عجیب عجیب معنے بتانے سامنے
ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ [illegible] یہ شعر نہیں بلکہ چیستان ہے اور اس کی شرح ابھی تک [illegible]

کلیم: لاحول ولا قوۃ۔

سلیم: لا باللہ العلی العظیم۔

کلیم: ہاں بیشک لا باللہ العلی العظیم۔ اس شعر میں کونسی چیستان والی بات ہے۔

سلیم: بڑے بڑے علم و فضل و نقاد اس شعر کو حل کرتے کرتے تھک گئے اور کچھ نہ سمجھ سکے آپ
کہتے ہیں یہ شعر بالکل صاف ہے کیوں اس وقت آپ کے سامنے جو وہ الجھن [illegible]

کلیم: آپ نے خلط ملط کی باتیں کہہ رہے ہیں جو الجھن [illegible] ہونے کی وجہ سے نہیں
صرف بے ربطی کی وجہ سے ہے۔ [illegible] اس شعر کو [illegible] ہے اور [illegible] کہتے ہیں

سلیم: کہتے ہیں کہ خود جناب [illegible] سے جو ایک دفعہ اس شعر کے معنی خاکسار خاب سے پوچھے

کلیم: پوچھا ہاں کہ [illegible] ہے یہ شعر چیستان ہے

سلیم: کیا کہ شعر مشکل ہے تو [illegible] کیوں اس کے معنی پوچھتے

کلیم: [illegible] یہ تو وہ [illegible] خاب نے جواب دیا ہو؟

سلیم: [illegible] جگر [illegible] معنی تو [illegible] ہیں گے شاعب ہونے کے فرض جو ایک
[illegible] سے [illegible] ہو ایک نفس مضمون سے [illegible] ان سے [illegible] ہونے کا ثبوت ان کے
چلنے اور پھرنے سے ہوتا ہے۔

کلیم: [illegible] یہ [illegible] ایک [illegible] ہے

سلیم: [illegible] ہاں [illegible] خاب سے آپ کو ملاقات [illegible]
طرف سے اس میں کچھ نہیں ملا۔

کلیم: آپ نے [illegible] ہوگا [illegible] اس نقطے کی تشریح میں کہ کہ [illegible] آدمی [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] جو [illegible] خاب کے [illegible] سے جناب [illegible]

سلیم: کیا اس نقطے میں کوئی [illegible] ہے [illegible] آپ کے پاس کیا [illegible]

کلیم: [illegible] ہاں [illegible] [illegible] [illegible]

خلاصہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

گرچہ شعر فہمد دروغ نمی گیرد دعوی و دلیل دروغ بر چہ درست و نادرست

سلیم: بھائی آپ کی فرمائش تو ہمیں کتابت کی معلوم ہوتی ہے، یہ عبارت آپ کو کہاں سے ملی؟

حکیم: حضرت تنگ کہ محل نخدہ یوں تحریر کی جو ایک کف خاکستر سے زیادہ وقیع نہ ہو ایک قفس رنگ سے وہ نہیں ان کے بگڑ سوختہ ہونے کا ثبوت فراہم

سلیم: لیکن یہ دھوئی بلا دلیل کا قبول ہے۔

حکیم: اگر قفس رنگ کی بگڑ قفس خضری جیسی کے لکھا جا سکتا ہے تو بلبل کے قفس کے ان بیٹھنے میں کیا نقصان ہے یہ بات ہمیں میں خود قفس خضری کا ہے سلیم صاحب کیسے یہ کا ساتھ کے ساتھ وہ اس طرح پڑھنے کے حاجی شہر تک کچھ نہ کچھ باقی رہ ہوئی ہے

سلیم: اس بات کی دلیل ہے۔ قرمزی ہے کہ ایک ہاتھ سے اس کے چھپنے اور ہونے میں دو سو نہیں ہو سکتا اس سے اس کے بگڑ سوختہ جس ہاتھ سے کا ثبوت نہ کیا۔ کہ کا ہاتھ دی ہے جس میں ایک جگہ کی بھی ہاتھ ہے۔ اور دوسرے اس کے چھپنے کے قفس پر ہوسکتا ہے اور چھپنے دوسرے اس قد ہمیشہ ہوں گی کہ اس کے اوپر کوئی نشان بگڑ ہو گئی ہاتھ میں کہ پہلے مرغ میں صاف بتایا ہے کہ قرمزی رنگ کا ہلکا ہے، قوی ہے کہ کا ہاتھ ہے اب ہوا جو کہ دو پہلے خضاب میں ہی ہو گئی۔ سو کا نشان قرمزی کی کا ہاتھ یعنی خاکستری رنگ میں زیادہ پڑا جاتا ہے۔ نسبت کے چھپنے دوسرے کے

حکیم: میں اس ایجاد بندہ کی داد دیتا ہوں لیکن آپ نے جو کچھ فرمایا وہ میری سمجھ سے باہر ہے۔ اس آپ سمجھ سکا ہوں کہ رنگ کے دھبے سے آپ کو چھپنے کی کا نشان پڑا اور بچانے کی کو بگڑ سوختہ کی سوختن و ان آگ سے جاتا رہا۔ اور یہی خوب کہا کہ چھپنے دوسرے کی اس قد ہمیشہ کیوں ہی گئی۔ حالانکہ قرمزی کا خاکستری رنگ زیادہ ثابت کا مستحق تھا۔ کہ بلبل کے قفس رنگ بدلنے آپ کے قفس خضری کا بھی کچھ نہ ہمیشہ پر تھا اس کا حق بچانے علے

سلیم: آپ یہ بھی بھائی بندہ پر قرض ہیں فی تو یہ ہے کہ میں آپ کی بھی نہیں سکا۔

حکیم: میں نے تو ابھی نہ کوئی بھی کی ہے اور نہ وجہ ہونے کا مدعی ہوں

سلیم: بھائی اس قوت میں سے کچھ فائدہ نہیں فرمائیے کہ آپ کی ہے میں اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ قرمزی جلکر کا ہلکا ہو گئی ہے دھبے خاک سیاہ ورن کی مثل ہی گو اس کے مشابہ ہو گئی ہیں سے لیکن ہمارے بگڑ سوختہ ہونے کا ثبوت نہ ہو ہماری ناکامی ہے

حکیم: پھر بھی آپ کہاں سے لکھ رہے ہیں

سلیم: یہ ہے میں بیٹھ

شخص آخر اس قدر کا عہدہ ہو جاتا ہے کہ اس کا کوئی وعدہ باقی نہیں رہتا۔ صبح ہیں بھی جس رنگوں کی
ایک پوٹ بنگی ہے تو اس پر تعجب اور حسرت کا اظہار کرنے کے لئے شاعر کہتا ہے کہ اے کیا زرہی نشان
جگر سوختہ ہے۔ یعنی مہتاب وجود سے تو خالی ہوگی اب وہ صرف رنگوں کا ایک مجموعہ ہے اور اس کے
جگر سوختہ کی یادگار بھی الراقی ہے۔ مرد اس شعر سے یہ ہوئی کہ عشاق مرتے ہوتے اور آہیں بھرتے بجھ
وجود سے خارج ہو جایا کرتے ہیں اور ان کا کام محض رہ جاتا ہے اور شعرا کو زمین میں طرح پڑھ
کے کیا زرہی نشان جگر سوختہ ہے جبکہ قدری کف خاکستر سے زیادہ نہیں وہیں محض فضل گف ہے"

کلیم بجان دلی بدل وجود سے خالی ہونے و فنا ہونے کی کیسی کی کہتے ہیں کہ
تمہارے زہد نے کچھ نہ کیا شیخ مگر غرور و تزویر
بہت سے حج کئے تم نے پر ایک حج نہ کیا

داد تحقیق دی گرامان!

سلیم۔ ہاں ہاں اس کی داد ہے خوب نے کیا دل کھینچ لیا ہے کیا جوش حسرت و کیسی مستی
ہے ہیں، بعض شعرا ہیں کہ اس کا استعمال کیا ہے چنانچہ ایک جگہ کہتے ہیں

ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالب — آخر تو کیا ہے نہیں ہے

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

کوہ کے ہوں بار خاطر گر صدا ہو جائیے — بے تکلف اے شرر جستہ کیا ہو جائیے

ان دونوں شعروں میں نے کیا کہیں حسرت و کہیں تعجب کے محض ان مستعمل ہوا ہے

کلیم میں کہ کہوں اگر غالب زندہ ہوتے تو آپ سے کہتے

سلیم۔ آپ بہت پھبتی اڑاتے ہیں ذرا بچئے، نے کو ہمارے کی رائے سے محض نہ رہنے دیجئے
لیکن آپ کو یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہیے کہ جس زمانے میں حالی نے مرزا غالب سے اس شعر کے معنی
دریافت کئے تھے اس وقت نہ تو وہ مستند یادگار غالب تھے نہ اپنے عہد کے یکتائے علم و کمال
استاد۔ بلکہ وہ غالب کے ایک شاگرد تھے لیکن ہے مرزا نے کسی فوری تبدیل خیال کے زیر اثر ان سے کہدیا
کہ اسے کی جگہ جز پڑھو:

کلیم۔ ہاں بیشک اس وقت حالی شاگرد تھے اور مرزا غالب ایک بزرگ شاعر تھے کہ یہ دعوے کا
جز لگا دیا

سلیم۔ میں نے غالب کے [illegible]

اور کس اصول سے آے معنی جز مستقل ہو سکتے ہے۔ اگر مرزا نے یوں کہا ہوتا کہ یہاں جز کی بجگہ کی نے غلطی سے لے لکھ دیا ہوگا تو معاملہ صاف تھا۔

تلمیم: غالب اگر آپ سے مشورہ کرتے تو ایسا ہی کرتے لیکن اس وقت آپ نہیں تھے اور اس وقت غالب نہیں ہے۔

سلیم: اور اگر آپ سے بھی مشورہ کرتے تو بلبل کو قفس رنگ نہ لکھتے مغریب بلبل تو یک مشتی پر کالے پروں کے سوا کچھ بھی نہیں اس کے ہاں وہ پر قبولی اون کہاں جس سے یک قفس رنگ تیار ہو سکے

تلمیم: آپ نے شاید بلبل نہیں دیکھی اس میں مٹھی بھر اون کالے پری نہیں ہوتے۔ اور جو آپ نے یورپ کی بلبل تو غالب خواب میں بھی۔ دیکھی ہوگی

سلیم: تو کیا یورپ میں مور کو بلبل کہتے ہیں؟

تلمیم: نہیں مور کو بلبل نہیں کہتے لیکن ایران کی بلبل جو شاعروں کی بلبل ہے وہ کچھ۔ پنجاب اور ہندوستان کی بلبل کچھ اور ہے۔

سلیم: کوئی سند؟

تلمیم: سند کے لئے جا۔ عجم دیکھیے وہ ہندسے چہان کھتہ ہے کہ بلبل مرغے است معروف کہ در ہندوستان باشد و بلبل در ہندوستان مے باشد مرغے دیگر است۔

سلیم: اچھا تو میں اس شعر کی ایک اور طرح سے شرح کرتا ہوں۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

تلمیم: فرمایئے

سلیم: نالہ سے عشق مراد ہے۔ قمری بلبل اور جگر داغوں کے مختلف رنگ ہیں قمری کو فارسی دے بالعموم سب خاکستر لکھتے ہیں بلبل قفس رنگ یعنی بلبل مبتلے عشق گل رنگ سے رنگ گل منظور ہے مطلب یہ ہے کہ مبتلے عشق قمری جو کف خاکستر ہے اور بلبل جس کو قفس رنگ کہنا چاہیئے، جو دو آزاد اور گل کے عشق میں مشہور ہیں۔ گریباں۔ جگر جو رنگ خون بھی رکھتا تھا اور جس کو تو نے جلا کر خاکستر بھی کر دیا اس کے مرغوب و مطلوب کا کوئی نشان نہیں:

تلمیم: سچ پوچھیئے تو میں ہارا اور آپ جیتے یہ نئے معنے تو آپ نے ایسے کمالے کہ لطف آ گیا دیے الفاظ میں کہاں غالب موجود نہیں وگرنہ عشق عشق کر رہا تھا اور آپ کو گلے سے لگا لیتا بھائی بتاؤ تو یہ معنے بھی کسی رسالے میں دیکھے ہیں؟

سلیم: نہیں یہ تحقیق دیوان غالب میں پڑھے ہیں

کلیم: شاعر نے کمال کیا ہے ان لفظوں سے خدا بچائے۔ لفظ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیوں ہیں، کس لیے ہیں، کس پر ہیں جتنے معنی آپ نے بیٹھے بیان کیے یہ ان سب سے نرالے گئے۔ نالے سے عشق مراد ہے۔ یہ کیوں، فغاں بیں و جگر داغ و دل کے تخلص پیکر ہیں۔ وہ کیسے، رنگ سے رنگ گل مفہوم ہے کون کہتا ہے۔ عارِ جگر گنہ خوں بھی لکھا تھا۔ اسے تو نے جلا کر خاکستر بھی کر دیا۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا! ہاں جگر محبوب و مضروب کا کوئی نشان نہیں پر خوب۔

سلیم: آپ کی خود رائی حد سے بڑھ گئی، کوئی معنی آپ کو پسند ہی نہیں آتے۔ یہ کیوں، وہ کیسے، کون کتاب و چہ خوب پیدا کرو۔ اب تو آپ کی دعا ہے کہ کوئی معنی لیکن اب تو آپ مان گئے ہوں گے کہ یہ شعر پیچیدہ ضرور ہے۔

کلیم: مجھے تو اس شعر میں پیچیدگی کوئی بات نہ نظر آئی

سلیم: پیچیدگی نہیں تو کوئی بات تو تھی جو علامہ فضل حق نے مرزا غالب سے اس شعر کے معنی کیوں پوچھے

کلیم: علامہ فضل حق نے مرزا غالب سے اس شعر کے معنی پوچھے

سلیم: ہاں علامہ فضل حق نے مرزا غالب سے اس شعر کے معنی پوچھے

کلیم: کب، کہاں؟

سلیم: بھئی تمہیں تو ہر وقت مذاق سوجھتا ہے۔ ابھی تو میں نے تمہیں پڑھ کر سنایا ہے اور تم نے ابھی سے مذاق شروع کر دیا۔

کلیم: بھئی ابھی تو مجھے کتاب ملے تھوڑا وقت ہوا ہے۔ پڑھ رہا ہوں۔ تم نے ابھی سے پوچھ لیا۔ وہ آسمانی ملاقات سنا دو!

سلیم: وہ اس طرح ہے کہ علامہ فضل حق نے مرزا غالب سے کہا

اسدؔ ریختہ تیرا ہے جی خوش کرنا ۔۔۔ معنی یک شعر تو بتا دیں گے

نقش کف خاکستر و خامہ رنگیں ۔۔۔ ہے نالہ نشان اثر شعلہ آہ

کلیم: پھر اردو شعر فارسی شعر بن گیا۔ غالب نے کیا جواب دیا

سلیم: غالب نے کہا

نالہ کو تیرا نہ سویدا میں جگہ ۔۔۔ ہر کطرہ خون دل و داغ جگر

نقش کف پا تیرا وہ شوخی ۔۔۔ ہیں زود کن و ہیں ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

آپ ہیں شاعر رنگیں نوا آفتاب رنگے گہر گی ازدست

[illegible]

[illegible]

کلیم [illegible]

[illegible]

کلیم [illegible]

[illegible]

تسلیم [illegible]

کلیم [illegible]

[illegible]

[illegible]

کلیم [illegible]

●●

دہلی جنوری ۱۹۳۴ء

ادبیات

مرزا غالب مرحوم کا ایک غیر مطبوعہ قصیدہ

[illegible]

[illegible] مرحوم کا سماں [illegible] ہی [illegible]

[illegible] کی [illegible] ہندوستان [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

[illegible] قصیدہ [illegible] کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

جس بزم میں کہ ہو خمِ مینا سے تنگ تر — دن آسمان شیشہ سے آفتاب جام

قطعہ

جا اے طبیب شہر سے کہہ دو کہ جان کو — دل سے لگا کہ کر چکی ہے تیر نیم خام
دولت ہیں عاشقی سے ہمارے عدو جواں — حضرت خدا کرے یہ دولت کسی کو عام
سچ ہے کہ عشق آپ ہی ہے اپنا امتحاں — دریا ہے ڈوبنے کو تو ہے تیرنے کو دام
ہیں سنگ کوہ کن کے سر راہ پر — ہیں کے تغافل سے دل ہے ہدف کا
خسرو رہا ہے خانہ ویراں کی فکر پر — تم ہو یہ کیوں سے ہو اندیشہ کار
ہے ہے کہ کیوں نہ ہو کہ تمہارا ہے کام — کاہے کو کیوں نہیں ہے تمہیں ننگ و نام
دیوانہ ہوں جو میں تو ہے یہ بھی مصلحت — ہیں بند کیوں نہ ہوں مرے ہاتھ میں لگام
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور بزم غیر — ہیں ہیں نہ کیجیو ہمیں ہرگز قسم کھا
شاہد ہے نازکی اس کے لب پر بیاں کا — جس نے بدن کے ساتھ کیا ہے کمر کو نام
کی جس نے گرم سینۂ اہل ہوس میں آگ — اس شعلہ رو کے آگے جلے دل کا کیا ہے کام
اس سادہ پر کرے جو خدا کا سا اعتقاد — ہیں ہیں کیوں نہ چاہیے کہ ہو کافر خدا
ہر بن مو سے دم ذکر اس کے جاری — ہیں ہیں کیوں نہ ہو ہمیں ہے دعویٰ کو ناز
ہے کہ ہے کہ وعدہ نہ آنے پہ ہائے ہائے — ہیں ہیں کیوں اعتبار میرا نہیں ہیں ہیں کیوں
غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سے — بیٹھے ہیں ہم تہیہ طوفاں کیے ہوئے

قطعہ

جا اے خیال شہر سے کہہ دو کہ جان کو — دل سے لگا کہ کر چکی ہے تیر نیم خام
دولت ہیں عاشقی سے ہمارے عدو جواں — حضرت خدا کرے یہ دولت کسی کو عام
سچ ہے کہ عشق آپ ہی ہے اپنا امتحاں — دریا ہے ڈوبنے کو تو ہے تیرنے کو دام
ہیں سنگ کوہ کن کے سر راہ پر — ہیں کے تغافل سے دل ہے ہدف کا
خسرو رہا ہے خانہ ویراں کی فکر پر — تم ہو یہ کیوں سے ہو اندیشہ کار
ہے ہے کہ کیوں نہ ہو کہ تمہارا ہے کام — کاہے کو کیوں نہیں ہے تمہیں ننگ و نام
دیوانہ ہوں جو میں تو ہے یہ بھی مصلحت — ہیں بند کیوں نہ ہوں مرے ہاتھ میں لگام
ہے ہے خدا نہ کرے تم ہو اور بزم غیر — ہیں ہیں نہ کیجیو ہمیں ہرگز قسم کھا
شاہد ہے نازکی اس کے لب پر بیاں کا — جس نے بدن کے ساتھ کیا ہے کمر کو نام
کی جس نے گرم سینۂ اہل ہوس میں آگ — اس شعلہ رو کے آگے جلے دل کا کیا ہے کام
اس سادہ پر کرے جو خدا کا سا اعتقاد — ہیں ہیں کیوں نہ چاہیے کہ ہو کافر خدا
ہر بن مو سے دم ذکر اس کے جاری — ہیں ہیں کیوں نہ ہو ہمیں ہے دعویٰ کو ناز
ہے کہ ہے کہ وعدہ نہ آنے پہ ہائے ہائے — ہیں ہیں کیوں اعتبار میرا نہیں ہیں ہیں کیوں
غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سے — بیٹھے ہیں ہم تہیہ طوفاں کیے ہوئے

[illegible] تصویر [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

ہر جادہ کہ از نقش پائے تست رشکِ چمن

جا کیست لیبک و حرم خاک

قصیدہ اگر زبان کی مدح و

ثنا میں ہے

ترجمہ

[illegible]

[illegible] مگر اصل حقیقت یہی معلوم ہوتی ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

یہ شدہ قصیدہ

[illegible]

[illegible]

خطاب دعست دشمن دشنام ای خوش
نہ زخمت بدین دایہ ام قرار آمد

لیس زمہ حلی کہ در میخانہ بستند
سگ گربہ ریش ابدوہ تخلف رسد

یہاں بھی نہیں چیزوں کو حضرت یاد رکھ سے ہیں۔ اور کچھ سے نہیں۔ اس حالت پر گذر چکے ہیں
اس تصنیف سے کا رہنے سے بعد قطعے تخلیقات کی گئی اور جب ان کی بے مثالی
ثابت ہوئی تو دستور نہیں جاری کر دی گئی۔ نہیں سال کی پھیلی خوبی خوبی دیدی کی تھی۔ اس سے اور
صاحب بہت خوش ہوئے تھے۔ چنانچہ ارد و سے ہیں۔ حکما ذکر ہو چکا ہے

جس دن سے مسلمان اردو کی صفحہ سے یہ حصہ طور پر کوشش کی تھی اور یہ سلسلہ جاری
تھے۔ اس دفعہ حضرت صاحب اردو مرحوم پر بہت مہربان ہو گئے تھے۔ ان کی خدمات قدیمہ کا بہت
ان کے جسے ہوئے تھے

مولوی صاحب مرحوم کی تصنیف سے نہیں یہ نہیں ہے۔ بلکہ ان کی حیثیت
جاری ہے۔ تھے۔ [illegible] اردو مرحوم کی تصنیف سے ان کی کے بے
جگہ تھے۔ [illegible] ہو گا اور ہو گا اس کی کے
سے چندان اہم نہ ہو۔

مرزا غالب مرحوم کی ایک غیر مطبوعہ غزل

گمان نہیں کہ ہوں کے بھی آسودہ ہوں
یہ دشت ہے یہ سوئے صیاد دیدہ ہوں

ہوں ورد سے جہنم ہو غضب ہو
گر یہ کہیدہ گر شک پیچیدہ ہوں

جان لب پہ آئی تو بھی نشستہ یہ ہوا ہوں
بسکہ فغاں کہ حسرت جاں چنیدہ ہوں

سنے بجوسے عاد نہ سنے گفت ہو
یہ ہوں سخن شناس نہیں دستہ پروہ ہوں

ہوں خاکسار پر نہ کسی سے ہے بھیجہ رشک
سنے وہ فتادہ ہوں کے دو ہیجہ ہوں

جو جانتے نہیں میری تپسیدہ منزلت
یہ ہوں بقیت اول خمیدہ ہوں

ہر زنگی کے دل یہ ہوں خسیس سے میری جگہ
ہوں یہ کلام نو جنے ناشنیدہ ہوں

ہل دورخ کے سلسلے یہ ہر جنبہ ہوں نہیں
پر حاصلوں کے کہ مرد یہ ہوں یہ برگزیدہ ہوں

پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسد
ڈرتا ہوں آئینہ سے کہ مردم گزیدہ ہوں ؛

(دیوان اصلاح)

غالب اور ڈاکٹر سید عبداللطیف

(مقالہ نگار: ڈاکٹر سید عبداللطیف، پی۔ ایچ۔ ڈی (لندن)

ڈاکٹر سید عبداللطیف کا یہ مقالہ ان کے پی ایچ ڈی کے مقالے سے ماخوذ ہے جو انہوں نے لندن یونیورسٹی کے لیے لکھا تھا۔ یہ مقالہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ اس میں غالب کی فارسی شاعری کا ایک نئے زاویے سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے پہلے غالب کی فارسی شاعری پر اتنی تفصیل سے کسی نے نہیں لکھا۔ مقالہ نگار نے غالب کی فارسی شاعری کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی ہے اور ان کے فارسی کلام کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ یہ مقالہ غالب کے مداحوں اور طلبہ کے لیے بہت مفید ہے۔

۱

غالب کی فارسی شاعری کے بارے میں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اردو شاعری کے مقابلے میں کمتر درجے کی ہے۔ اس خیال کی بنیاد اس حقیقت پر ہے کہ غالب نے اپنے اردو دیوان کو اپنی زندگی میں شائع کیا تھا اور اس کے دیباچے میں اس کی وجہ بھی بیان کی تھی۔ لیکن فارسی کلام کے بارے میں ایسا کوئی بیان نہیں ملتا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ غالب اپنی فارسی شاعری کو اردو شاعری کے مقابلے میں کم اہمیت دیتے تھے۔ لیکن یہ نتیجہ درست نہیں ہے۔ غالب نے اپنی فارسی شاعری کے بارے میں بھی کئی جگہ اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی فارسی شاعری کو بھی اتنی ہی اہمیت دیتے تھے جتنی اپنی اردو شاعری کو۔

۲

غالب کی فارسی شاعری کے بارے میں ایک اور غلط فہمی یہ ہے کہ وہ صرف ایرانی اساتذہ کی تقلید کرتے تھے اور ان کی شاعری میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ خیال بھی درست نہیں ہے۔ غالب نے اپنی فارسی شاعری میں بہت سے نئے مضامین باندھے ہیں اور بہت سے نئے تجربے کیے ہیں۔ ان کی فارسی شاعری میں ایرانی اساتذہ کے اثرات ضرور ہیں لیکن یہ اثرات اتنے گہرے نہیں ہیں کہ غالب کی انفرادیت ختم ہو جائے۔ غالب نے ایرانی اساتذہ سے بہت کچھ سیکھا لیکن اپنی راہ بھی خود نکالی۔

۳

غالب کی فارسی شاعری کا ایک اور پہلو جس پر بہت کم لکھا گیا ہے، ان کی فارسی نثر ہے۔ غالب کی فارسی نثر بھی بہت اعلیٰ درجے کی ہے۔ ان کے فارسی خطوط اور دیباچے فارسی نثر کے بہترین نمونے ہیں۔ ان میں غالب نے اپنے خیالات کا اظہار بڑی خوبی سے کیا ہے۔ ان کی فارسی نثر میں بھی وہی شوخی اور ظرافت پائی جاتی ہے جو ان کی اردو نثر میں ہے۔ غالب کی فارسی نثر کا مطالعہ کیے بغیر ان کی فارسی شاعری کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

۴

غالب کی فارسی شاعری کا ایک اور پہلو جس پر بہت کم توجہ دی گئی ہے، ان کی فارسی رباعیات ہیں۔ غالب نے بہت سی فارسی رباعیات لکھی ہیں جن میں انہوں نے مختلف موضوعات پر اظہار خیال کیا ہے۔ ان رباعیات میں بھی غالب کی وہی شوخی اور ظرافت پائی جاتی ہے جو ان کی دوسری فارسی شاعری میں ہے۔ غالب کی فارسی رباعیات کا مطالعہ بھی ان کی فارسی شاعری کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔

۵

غالب کی فارسی شاعری کا ایک اور پہلو جس پر بہت کم لکھا گیا ہے، ان کی فارسی قصیدہ نگاری ہے۔ غالب نے بہت سے فارسی قصیدے لکھے ہیں جن میں انہوں نے مختلف ممدوحین کی مدح سرائی کی ہے۔ ان قصیدوں میں بھی غالب کی انفرادیت نظر آتی ہے۔ غالب نے قصیدہ نگاری کی روایت کو بھی نئے انداز سے برتا ہے۔ ان کے قصیدوں میں بھی وہی شوخی اور ظرافت پائی جاتی ہے جو ان کی دوسری فارسی شاعری میں ہے۔

(۳) مذہب جیسے اہم معاملے میں وہ مذبذب تھے، اور آج تک پتہ نہ چلا کہ وہ کس مذہب پر تھے۔

(۵) جب تک بہادر شاہ ظفر رہی سہی حالت باقی رہی غالب انکی خوشامد میں لگے رہے۔ جب وہ رنگون بھیج دیئے گئے تو انگریزوں کی خوشامد کرنے لگے۔ اور پنشن وغیرہ کے حاصل کرنے کے لئے سفارشیں تدبیریں کرتے رہے۔

(۶) تصوف کی وہ کھلی بدمذاقی کرتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں "آرائش خم کاکل میں شعر کے واسطے پگڑی تو دے کیجئے زیبا سر" ہے ورنہ سوائے موزوں طبع کے یہاں کیا تھا۔ تو نے

ان اعتراضات کے بعد ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے کہ "اس واقعاتی سے غالب کو بہت کچھ ناواقف ہیں انہوں نے محض زبانی فکر میں سب کچھ کہہ دیا۔ مثلاً جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ اردو اور فارسی کے دواوین جمع ہوئے تھے۔ انھیں نواب الہی بخش نے غالب کو حاصل ہوا۔ اور رزق ملکیت کے مطابق شہرت و اعتبار انھوں نے یہ بیان نظریہ کے تحت ایک پرچہ میں لکھی ہوئی درس نہ انکی شاعری کی صحیح نقاد تھے تو ہر صاحب نکتہ و بصیرت شاعر ہوں نہیں کہا جا سکتا

الزامات کی اس طویل فہرست کو پڑھ کر ہمیں بھی یہ احساس ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے غالب کی جانب بڑا سخت رویہ اختیار کیا ہے۔ تو یہ بات ظاہر ہے کہ ہر شخص کی شخصیت میں کچھ نہ کچھ خامیاں ہوتی ہیں اور غالب بھی ایک انسان تھے جو غلطیوں سے مبرا نہیں ہو سکتے۔ اب ان کی شخصیت کی ان کمزوریوں کا ان کی شاعری پر کیا اثر پڑا ہے۔

اگر ہم ڈاکٹر صاحب کے ان اعتراضات کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں یہ محسوس ہوگا کہ ان میں سے کئی اعتراضات بے بنیاد ہیں۔ جیسے بھروسے کے بارے میں اعتراض کے متعلق ہمیں مثال ہوا۔ مثلاً۔

(۱) اس سلسلہ میں ہم نے دیکھا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے کن کن سے علوم کی تعلیم پائی۔ ان میں سے کون کون سے علوم کی تعلیم انہوں نے غالب کو دی۔ اور پھر ان علوم میں غالب کی کیا استعداد تھی۔ اس کا ذکر کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے کس بنا پر یہ کہا کہ غالب کو ان علوم سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے کن ذرائع سے یہ معلوم کیا کہ غالب کو ان علوم سے دلچسپی نہ تھی۔ اور پھر ان علوم کی دلچسپی کا شاعری سے کیا تعلق ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو دوستوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور ان کا علم کیسے ہوا۔ کیا ڈاکٹر صاحب غالب کے دوست تھے؟

جب ڈاکٹر صاحب کے پاس غالب کی شخصیت کے بارے میں کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا تو پھر انہوں نے کس بنا پر یہ کہا کہ غالب کو ان علوم سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اور پھر ان علوم کی دلچسپی کا شاعری سے کیا تعلق ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو دوستوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور ان کا علم کیسے ہوا۔ کیا ڈاکٹر صاحب غالب کے دوست تھے؟

سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے ۔۔۔ جس حویلی پر ترا ابرِ کرم سایہ کرے

ہے ہوا میں شعر کی شوخی سے اڑنے کا خیال ۔۔۔ بھول جانا نیند کا پنکھے کی سوداگر ہوا

ہر ہر لفظ سے یہ دعویٰ ہے کہ ہر شعر پر ایک نئی کیفیت طاری ہے اور خوشی و نشاط کی حرکت سے خاطر کے ارتعاش کی جس صفائی سے ترجمانی کی ہے وہ قابلِ داد ہے۔

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب ۔۔۔ دے بطِ مے کو مرے دست دعا موجِ شراب

پوچھ مت وجہ سیہ مستیِ ارباب چمن ۔۔۔ سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہوا موجِ شراب

جو ہوا قطرہ زنِ اشک محبت ترے غم میں ۔۔۔ سرِ ہر خار پہ بھی ہے مژہ موجِ شراب

شیشہ بے بادہ ہو روشن کہ کرے بزم میں کام ۔۔۔ نبضِ بیدادیِ ارباب حیا موجِ شراب

پا بہ خمخانہ بھی طوفانیِ طاب سے ہر سو ۔۔۔ موجِ گل موجِ شفق موجِ صبا موجِ شراب

سبزہ و آب ہے ہر سمت تماشا کی جگہ ۔۔۔ شعلۂ شمع سے آتش ہو خفا موجِ شراب

موجۂ گل سے چراغاں ہے رہِ خواب خیال ۔۔۔ شے نہ تھا ہیں یہ سبھی عالمِ سیماب شراب

ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیت فصل ۔۔۔ موجِ مے سبزۂ نورستہ تماشائے شراب

شورِ جولانیِ تسکیں سے نمکداں ہے ۔۔۔ ریزۂ الماسِ جنونِ دلِ خارا شراب

ہو شناور ہے بحرِ تہ تک ہیں گہر ہائے شراب ۔۔۔ دیکھو اے غافل و نازک بدنو موجِ شراب

اب بھی کیفیت سرد نہ پہنچی ہو تو اور لیجئے ؎

ہے فلک پیر کہ ہے جلوہ سے اس کی بینا ۔۔۔ چشمِ زنگار ہے آئینۂ بادِ صبا کا

حیرتِ حسنِ خریدار ہے بیمارِ تغافل ۔۔۔ جہاں سادی ہو تو باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا

نفسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا ۔۔۔ گردِ راہ اس کی ہے شاید پدر آہو کا

شرمندہ رکھے ہیں مجھے بادِ بہاری سے ۔۔۔ بیدماغی ہے شکستِ دلِ وحشی کی دوا کا

کہاں تک مثالیں پیش کروں۔ پھر بھی شعر سن لیجئے جس میں خاتمہ کے اس بحث کے متعلق خود ہی فیصلہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس ۔۔۔ برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم

الزام نمبر ۳۔ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک غالب کے فلسفہ کی زندگی کا سبب محض کی حرص ہے۔ زندگی بھر [illegible]

کرتے تھے اور ممدوح کی تعریف میں قصیدے کے قصیدے کہہ ڈالتے تھے۔

واقعی آجکل کی دنیا میں اپنے پرائی عزت کی باتوں کے سمجھنے میں وقت ہوتی ہے سلاطین کا دستور تھا کہ جسکا جاتے تھے مالا مال کر دیتے تھے۔ اب یہ دستور نہیں رہا۔ قومی تعلیمی سب کے سب اسی مرض میں گرفتار تھے۔ ڈاکٹر صاحب اکیلے کون بھلا سے۔ چنانچہ ہر دن کچھ کچھ کھوٹے زر کی خواہش عام ہے اور اسکی کوشش اس وقت تک عقلاء کے نزدیک مذموم نہیں جب تک کہ اس سعی میں اپنی خانہ خرابی نہ شامل ہو جائے کہ ذاتی فائدہ کے واسطے دوسروں کے نقصان کا خیال نہ رہے۔ غالب کی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ نہیں پایا جس سے کہ کسی دوسرے کو نقصان پہونچا کر اپنا فائدہ کیا ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس نے اپنے خاندان کی خدمت اور جب کی خدمت نہ کی ہو۔ پھر جو ایسے آدمی ہیں اور حصول زر کو اسکا مقصد زندگی قرار دیتا ہے کہ جب کے سوا اور کس کی محبت ہو سکتی ہے۔ یہ مرض غور طلب ہے کہ جب شاعری پیشہ اور معاش کی صورت ہو تو اس وقت مرثیہ و حسن کی مدح بات نہیں ہوتی کہتا ہوں کہ ہر حال ناجائز بھی ہو تو اس سے کسی شاعر کے کمال میں کیا بٹہ لگتا ہے: میں دبیر نہ انیس کو محسن نہ جنیں اور کلام نسبتاً بہ تو کیا اس سے انکی قدر و الکلامی مشکوک ہو گئی۔ بعض حضرات زر کے لئے اور لکھے اور اپنے مرتبوں کی بھی فرمائشیں کیں تو اب اسکی وجہ سے اسکے کل شاعری میں نقص آگیا؟ مصنف تیر ڈالر ہوسٹ مین سا میوزین بھی اگر اس کی تعریف میں مضامین لکھتا تھا اور گورنر آرمینڈ سب منسٹر کی بیوی کو اس سے تعلیم دلاتا تھا تو اسکی شاعری ہمہ گیر نہیں رہی اور کیا وہ بڑے شاعروں کی صف سے نکال دینے کا مستحق ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہے غالب پر ڈگری صب کا مقدمہ محض بیجا ہی نہیں بلکہ مضحکہ ہے۔

الزام نمبر ۵۔ بہتر ہوگا کہ اسی سلسلے میں الزام نمبر ۵ سے بھی نبٹتا چلوں۔ اور وہ یہ ہے کہ غالب زمانہ پرست تھے۔ بہادر شاہ کی نوکری کے زمانے میں انکی مدح سرائی کرتے رہے اور پھر غدر کے بعد نئے آقاؤں کے ہاں قصیدے گزرانے لگے۔ یہاں پر ڈگری صاحب نے یہ بات جوڑنے کے مطلب کے خلاف تھی حذف کر دی۔ یعنی یہ کہ غالب صرف سات سال بہادر شاہ کے نوکر رہے بلکہ وہ اکبر کی کبھی کے درباری اعزاز میں سے تھے اور اس سرکار سے پنشن بھی پاتے تھے اور خلعتین بھی۔ انکا طریقہ تھا کہ جب کوئی نیا گورنر جنرل آتا تو وہ اسکی مدح میں قصیدہ کہہ کر بھیجتے

بھیجے اور دہلی کے قریب جو دربار ہوتا اُس میں ضرور بُلائے جاتے۔ غدر کے بعد جب بہادر شاہ دنگون بھیجے گئے تو غالب کی پنشن اور خلعت دونوں چیزیں بند ہوگئیں۔ اس زمانے میں ان پر عتاب تھا۔ جب انھوں نے اپنی بے گناہی ثابت کردی تو پنشن پھر سے جاری ہوگئی۔

عتاب کے زمانے میں یوسف مرزا صاحب کو یوں رقم طراز ہیں۔

"۵۰ برس کا پنس نقد کا بجوزہ ڈویلپ منٹری گورنمنٹ اور پھر زبانی ذلیکا شیر مقال ہے ملے گا۔"

اور جب مل گیا ہے تو علاء الدین خاں کو اطلاع دیتے ہیں کہ

"صاحب میری دستان کہنہ پنس کے کم و کاست جاری ہوا۔ بمجموعہ سر سال گیشت مل گیا۔"

غالب کے لئے محض شاعری ذریعۂ عزت نہ تھی بلکہ وہ خاندانی نواب تھے۔ امیر تھے۔ صاحب خلعت تھے۔ صاحب پنشن تھے۔ جس طرح ایک سرکاری افسر فرض تھی۔ اسی طرح دوسری حکومت کی مدح گستری بھی واجب تھی۔ انھوں نے سیاسیات میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ وہ غدر میں شامل نہ تھے۔ انکو اغراض بغاوت سے ہمدردی نہ تھی۔ پھر وہ انگریزوں کی تعریف اور اپنی پنشن کے اجراء کی فکر کیوں نہ کرتے؟

الزام نمبر ۴۔ غالب کا مذہب۔ اس موضوع پر میں اب سے دو سال پہلے "زمانہ" میں ایک مبسوط مضمون لکھ چکا ہوں۔ تحقیق یہی بتاتی ہے کہ وہ عقیدۃً شیعہ اثنا عشری تھے اور علانیہ کے خلوط اور حالات زندگی اسکے شاہد ہیں۔ میں جس بنا پر عرض کر رہا ہوں وہ غالب کا حسب ذیل خط ہے جو انھوں نے نواب مرزا علاؤ الدین خاں بہادر کو لکھا ہے۔ (اردوئے معلی صفحہ ۳۳۲)

"حزہ خاں کو بعد سلام کہنا ع اے عزیز نہ تو مشرب مدام ما داری کہا ہے کیوں بات کرتے ہیں اور ہمارے بچوں کے دانوں کو بڑھا کر سوا ہوا۔ اور مسائل ابو حنیفہ کو کیا اور مسائل حیض و نفاس میں خوض مارنا اور بحث اور عزہ کے کلام سے حقیقت حقہ وحدت وجود کو ایسے دل نشیں کرنا اور ایسے مشکل پسند وجود کو واجب بلکہ میں ممتنع جانتے ہیں مشترک دو میں موسیقی کو نبوت میں خاتم المرسلین کا شریک گردانتے ہیں مشترک ہیں جو فرقہ مسلموں کو ہوا تو کا ہمسر مانتے ہیں۔ دوزخ اُن لوگوں کے واسطے ہے جن کو خالص اور موحض کامل ہوں۔ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوں اور دل میں لا موجود الا اللہ لا مؤثر فی الوجود الا اللہ سمجھے ہوا ہوں۔ دنیا سب واہمہ اور تخیل اور اپنی [illegible] ہے ہمہ ہست ہیچ [illegible]

محمد علیہ السلام پر بہت فخر ہوتی ۔ خاکسار مہیر و [illegible] میں [illegible]

[illegible]

کیوں پڑھی کرتے

[illegible]

صوفی صافی کہتے ہیں۔ رہا غالب کا وہ خط جسکا ڈاکٹر صاحب نے حوالہ دیا ہے تو اُسمیں سے ڈاکٹر صاحب کا نقل کردہ ٹکڑا "تشبیہ" لاتنہ والصلوٰۃ" سوا کی مشہور حکایت یا دولا دیتا ہے میں خط کے سارے متعلق حصے نقل کئے دیتا ہوں ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے تو صوفی ہونے سے انکا مجھض انکسار ہے ہے۔ نواب انوار الدولہ سعد الدین خاں صاحب متخلص نے اس دنیا میں کوئی دمدار ستارہ نکلا تھا انکے اثرات دیکھ گئے ہیں۔ نواب صاحب کے اس ہفتصار پر بوں رقمطراز ہیں۔

ب عدہ آزاد کہ جو ہاں اس ستارہ دمدار کا مکھوں بیان نہیں وقت سے دو ذرا پہلا ہے سچ ہوا ہوں کہ کیا مکھوں جو کہ سبب فقدان اسباب بھی رصدہ کن کچھ نہیں کہا جاتا، یا مرا صاحب کا صحیح زبان سے ہاتھ سے مصرع ہیں شاعر دنیا دار ہے ترسم بچلے سے اور بھی مصرع سے مصرع زبان کر [illegible] ہے ہاں ہی ترسم کہ آپ مکھوکے مشرقی ادبیہ ہیں میں صاحب کمال نہیں جانتے اور اس بات [illegible] صاحب ان میں ہیں مانتے ہیں ہاں قاعدہ ہیں طبیب حاذق ہیں سچ ہے دو دو بیچ ہردو سیچ آزمائش صاحبوں کو سے بیچ صوفی کچھ نہیں کہتے ہیں ذرا سے سودائی طبع کے بیان پر لکھتے ہیں۔ [illegible] ہاں ہوں ذرا قاعدہ کے مراض جب آنے کے مزاج میں ذرا کی صوفی پیدا ہوتی ہیں تب مطلع ذرا کچھ کھلیں دکھائی دیتی ہیں [illegible] ہیں ہوا ہے اسکا مرجع وہ ذہنی دیکھتے ہیں۔ طبع کی چال دیکھتے ہیں تب کہیں کا ہیں [illegible] ہیں جو ذرا ہیں تب اس غالبی تھا آتا تھا، وہ ہنگام اُن دنوں میں آفتاب اوج منزلوں میں تھا تو یہ کہا جاتا تھا کہ یہ عورت اقتدار میں ہے اور وجد و وفیضہ کی حقیقت کا معلوم ہی ہے اور ہیں ہیں اس شاعر کی اصوم ہی اب اس زیادہ ہی سے نظر نہیں آتا وہاں خاص نظر آتا ہے تو آپ نے اس کا حال پوچھا ہے میں میں آتا جانتا ہوں کہ یہ صورتیں تو آئی ہی ہیں اور ایسیں صدی کی تب ہی کی قرآن الخشین۔ یہ نسوت یہ خصوصیت پھر یہ صورت ہر گز ورت۔ عیاذ باللہ و ناہ بذا۔

سیاق عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مجرم وصولیت سے انکا مجسم انکسار تھا۔ اور انکا صوفی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر صاحب کو مزید ثبوت فراہم کرنے کی زحمت اٹھانا پڑیگی۔

مجھے افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے غالب کے متعلق رائے قائم کرنے میں بہت عجلت بازی سے کام لیا ہے اور اس وقت نظر انکی تحقیق کی کئی تصنیف میں کہیں پتہ نہیں چلتا جسکی توقع ایک سنجیدہ تربیت یافتہ محقق سے کیجا سکتی تھی۔ رہا یہ امر کہ آپ آخری لوٹی [illegible] ہیں ہیں [illegible] میں فی الحال یہ امر میرے مطلع (مدین خدا بخش یم ۔ اے (آکسن)

کے ان نئے خیالات کے نتیجے یا اکتشافات ہیں جو انھوں نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ظاہر کئے ہیں۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں:-

"اب سے تھوڑے ہی دن پہلے غالب سیرت جو اموئے دو عرابی تھا۔ ۔ ۔ ۔ اضمحلال کی حالت میں مبتلا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ظلمت خانۂ دل کو۔ ۔ ۔ ۔ اس کا بیان ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس کا دل تسکین دیتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ سیع دیرے سطح سمندر پر ہوا کے جھونکے سے جو حرکت کی مسلسل پیمبیدہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے انھوں نے اس کی قوت اور اس کی مسرور ۔ ۔ ۔ ۔ کا ذکر کیا ہے۔ غالب کی تعلیم دو اور آہنگیوں کا سرچشمہ ۔ ۔ ۔ ۔ ہیں۔ ۔ ۔ ۔ حاشیہ میں ان کی تشریح کر دی ہے کہ کوئی متنوعیں سے خدا بھی محفوظ نہیں ہر کلام باتیں اور ۔ ۔ ۔ ۔ کے ساتھ ہوا کرتی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ بھی صوفیوں کی طرح سیرت صفات محمد اور تجلیے و ۔ ۔ ۔ ۔ ہیں۔ ۔ ۔ ۔ پنگی ۔ ۔ ۔ ۔ غالب کی جو بات ہے کہ کوئی یہ ہمارے دوست میں کچھ ایسی ذاتی ۔ ۔ ۔ ۔ سے ملتی ہے دوسرے شعر کی طرح وہ بھی ہماری کیفیت ہے اور ہر عہد میں تمام محفل میں ہر ۔ ۔ ۔ ۔ آزادگی کو ہلا دیتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ان کی بھی ہوا ہیں اور حیات کی گہرائیاں ہی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ان میں ہر ایک ۔ ۔ ۔ ۔ اس خوبصورتی سے کہہ لیتے ہیں اور ہر ایک سرور و تسکین حاصل کرنے میں سہولت کس طرح آتا ہے غالب کی تخلیق واقعی زندگی کی ترجمان ہیں۔ ۔ ۔ ۔ گوناگوں کو اقعات و حوادث سے متاثر ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس کی فوٹو گرافی کی قلموں اور دردانگیز غم کی داستانوں کی نسبت کیا ہیجانی اثر ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اصل مقصد اور موضوع سلوبی سے پورا کرتی ہیں

محض دماغ و ذہن کی کیفیتیں پیدا کرنے والے۔ ۔ ۔ ۔ تیر سے سامنے سرنیاز جھکا ہوا ہے۔ ۔ ۔ ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غالبؔ

[illegible] ایک مصنف [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

رقعاتِ غالب میں کاٹ چھانٹ

[illegible] پروفیسر [illegible] صاحب، [illegible]

عودِ ہندی [illegible] اردوئے معلی مرزا غالب کے رقعات [illegible] خطوط کے دو مجموعے ہیں [illegible] ان دونوں کو مجموعہ [illegible] مجموعہ کہنا کچھ مناسب نہ ہوگا مگر یہ ضرور خیال رہے کہ پہلے مجموعے میں خط جا بجا [illegible] ہیں [illegible] دوسرے مجموعے میں [illegible] ہیں [illegible] ورنہ باقی سب کے سب رقعات ایک دوسرے میں مشترک ہیں

عودِ ہندی کی تاریخِ اشاعت ۱۸۶۸ء ہے [illegible] اردوئے معلی کا چھاپہ گیارہ مئی کی [illegible] ۱۸۵۷ء کے وقت قریب قریب تمام ہو چکا تھا مگر وہ [illegible] کے کچھ عرصہ بعد ہی یعنی [illegible] ۱۸۵۸ء کو [illegible] دونوں [illegible] کی تیاری میں [illegible] [illegible] [illegible]

اصنف کہدیا ہے یہ شیخ صاحب سے	کہدیا ہے شیخ صاحب سے یہ اسلام کیے کا
کیے کا، اور کیتے کا کہتے کیں ذو ہوں	دیے کا کہتے کا ہوں ہوں ہوں
مخلوقہ ہوں ہوں کہتے ہوں	ہوں ہوں کہتے ہوں کے ساتھ پر
مرا تقدیم کچھ نہیں پہنچ سکتا	کچھ نہیں پہنچ سکتا

(۳) عود ہندی میں بعض الفاظ و عبارت ایسی ہیں جو اردو سے بعض میں ان کا نہیں ہوتی ہیں

(۱) جناب محمد علی صاحب کہاں ہیں صاحب ہوں ہوں ہوں ہوں

(ب) خاں کے خیالات نے مجھ کو ان کی تو پر خلق ہوں ہوں ہوں ہوں

(ج) شیخ ہیں کہ ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

(د) یہ بھی تو پوچھو کہ ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

(۴) بعض اردو سے بعض میں ہی بعض الفاظ و عبارت ایسی ہیں جو عود ہندی میں نہیں ہوتی ہیں چنانچہ عود ہندی میں ایک ہی خط تو ہے مرزا علی خاں صاحب کے نام ہے، دوسرا ان الفاظ سے شروع ہے،

ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

مگر اردو سے بعض میں ہی عبارت کے بعد جو حصہ ہے جس میں قصہ عبارت ہوتا ہے،

(۱) عود ہندی میں تینوں اردو سے بعض میں تینوں ہی حصہ عبارت ہوتا ہے جس کے بعد ہی عبارت ہوتا ہے جان صاحب کا خط ہوتا ہے جس سے

(۲) عود ہندی میں اردو سے بعض میں ہوتا ہے جس کے بعد ہی عبارت ہوتا ہے جس کے بعد ہی الفاظ میں صاحب ہوتا ہے ہوں ہوں کی یاد آتی ہے ہوں ہوں ہوں ہوں

(۳) عود ہندی میں اردو سے بعض میں ہوتا ہے جس کے بعد ہی عبارت ہوتا ہے جس کے بعد ہی الفاظ یہ ہیں صاحب ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

(۴) عود ہندی میں اردو سے بعض میں ہوتا ہے جس کے بعد ہی عبارت ہوتا ہے جس کے بعد ہی الفاظ ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

(۵) عود ہندی میں اردو سے بعض میں ہوتا ہے جس کے بعد ہی عبارت ہوتا ہے جس کے بعد ہی الفاظ ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

(۶) عود ہندی میں اردو سے بعض میں ہوتا ہے جس کے بعد ہی عبارت ہوتا ہے جس کے بعد ہی الفاظ ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

(۷) عود ہندی میں اردو سے بعض میں ہوتا ہے جس کے بعد ہی عبارت ہوتا ہے جس کے بعد ہی الفاظ ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

(۸) عود ہندی میں اردو سے بعض میں ہوتا ہے جس کے بعد ہی عبارت ہوتا ہے جس کے بعد ہی الفاظ ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں ہوں

مجھ سے پوچھتے کہ خسرو سے غزل سے سنا ہے کہ نعت سنا ہے کہ قوالی سنا ہے، اگر میں
کہتا کیوں نہ تم بھیج دیتے فیروز سے

انچہ ما در کار داریم اکثرے در کار نیست

تم نے خود اس کو اس خاں کے جس نے میری آنکھوں کے سامنے نشوونما پائی ہے اور میں تم سے زیادہ
نہیں اس خاں کا بیٹا ہوں کہ تم کچھ دیر ہوگی ہی دیدہ دلیری اس کی دعوے تیرہ میں قوالی ہیں
یہ بھی ہو سکتا ہے تم مجھ سے خفا ہو کہ میں کیوں یہ صفحہ رنگا رنگ سرخ نہ ہو جب تک سمجھ کہ میں
کون ہوں اور کیا چاہتا ہے؟

مختصر یہ کہ یہ بھی واضح ہے کہ کسی قوم میں اختلاف سے پہلے کچھ اتفاق نہیں ہوتا، اور اتفاق کی بنا پر
اختلاف پیدا ہوتا ہے کاوہ جو عطیہ ہندی میں نہیں ہے

القصہ مذکورہ بالا وجوہات کے صدہا اختلافات میری نظر سے گذرے ہیں جن میں سے بعض چند
پیش کئے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ ان اختلافات کے سبب سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عطیہ ہندی اور اردو کے
عطیہ کے ان خطوط میں سے کسی کی ذیلی ہوگی تو بیک دوسرے میں شریک نہیں ہیں مگر ان کی ساخت تین
اس وقت تک بیک دشوار ہے جب تک کہ ہر غائب کے اصل بقعات معلوم نہ ہوں۔ اور یہ مرحلہ بہت
کہ بہت سے اصل بقعات کا دستیاب ہونا بیک وقت محال ہے کیونکہ چند بقعات میں میں نے ان کو تلاش کیا
لیکن خود ہاشم باب نگر کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر کہیں پر تھوڑے بہت بقعات محفوظ ہوں تو
مطلع فرمائیں تاکہ مزید کے جو ہمارے ایک مناسب صورت نظر پر کر سکیں کیونکہ میں نے کام بقعات
دوگیر اور تحریروں کو حتی الامکان بیک مناسب صورت میں مدون کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور نہ کا
کہ کہاں تک کچھ بہت کچھ کامیاب بھی ہوا ہوں۔

ہاں اب خیر میں اس وکالت نامہ کے بیان نہیں رہ سکتا کہ جس طرح بعض ارباب کمال و فضائل
غالب نے اس معاملہ میں میرے ساتھ نہایت ہی دریادلی، بلند حوصلگی سے کام لیا ہے اسی طرح دیگر
علم دوست، محب بھی علوہمتی سے کام لیں اور میری امانت کی تکمیل گوارا کریں چنانچہ ایسے
تعزیات کی مساعی جمیلہ کا اعتراف کتاب کے ابواب میں کروں گا۔ ان کا احسان مانوں گا۔ نہ یہ میں میرا خیال
نہ بھی ہے کہ اس ضمن کے ارباب کرم فرماؤں کی عنایتوں کا تذکرہ قدرشناسان غالب بھی
ضرور کریں گے۔

●●

زمانہ جنوری ۱۹۲۴ء

غالب کا مذہب

[illegible] کہ غالب کا ذہن [illegible] تعلقات [illegible] یہ [illegible] ان [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] ایک [illegible] ہے لیکن [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

وہ لکھتے ہیں

غالب جیسی نظامی تھے شیعہ نہ تھے اگر شیعہ ہوتے تو علی گنج شاہ مران کے قبرستان میں دفن ہوتے جو صفہ رحمٰن کے قریب ہے۔ اور جہاں اُس وقت کے تمام شیعہ اُمراء دفن ہوا کرتے تھے اور اب بھی ہوتے ہیں سنیوں کے قبرستان میں دفن ہوا، اور درگاہ حضرت سلطان صاحب میں جو نظامیہ سلسلہ کے بانی ہیں اُن کی نسبت کا زبانی اظہار کرتا ہے کہ وہ سنی تھے شیعہ نہ تھے ان کی قبر بھی خانقاہ کی بانی اُن سے تعلق پہنچانا۔ نسلکے کہاں کے شیعہ کا حسینی ہونا بایا جاتا ہے شیعوں کی نسبت کہتے ہیں کہ

لہذا کوئی مستند حوالہ اور دلیل نہ ہونے کی بنا پر یہ بات بھی جس سے غالب کو شیعہ کہا جاتا ہے لہذا بنا پر غالب کو حقیقی دینی بات ہے اعتماد علی سیاسی محبت علی اور بھی دیگر عقیدہ میں ثابت

سید عاشق علی

زمانہ اکتوبر ۱۹۳۷ء

روحِ کلامِ غالب

[illegible]

غالب غزل کا [illegible] اس نے اس صنف سخن کی [illegible] کی تاریخ کھنگالیے تو آپ کو اس میں [illegible] ملیں گی جو اس کی [illegible] کو ان سے نشان کی نسبت [illegible] کی نسبت [illegible] ہیں [illegible] یہ حقیقت ہے کہ [illegible] اس میں [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] اس کے [illegible] کی [illegible] اس کے [illegible] ان [illegible] ہوتی ہیں [illegible] کو [illegible] آفتاب [illegible] کا کلام [illegible] کی [illegible] گئی ہیں [illegible] ہیں [illegible] شاعر کے [illegible] بگڑ [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] بہت [illegible]

[illegible] غالب [illegible] کسی شیخ کو دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس [illegible] غالب کو دیوان غالب کی [illegible] اس [illegible] نہیں [illegible] غالب کے [illegible] کے [illegible] غالب نے [illegible] میں [illegible] بیان سے نکل جاتا ہے

آفتاب آمد دلیل آفتاب

[illegible] غالب [illegible] کہا [illegible] غالب [illegible] خواجہ حافظ نے [illegible] فرمایا ہے

[illegible]

[illegible] غالب [illegible] غالب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

کیا خوب شرح کی ہے ؎

جنوں وہ ہو کہ تشدد ہو جس سے خلق ملے — فقیر چاہیے اوزار کس پڑھنے پڑھانے سے
بڑا ہے حلقۂ مے و نیم، بڑا ہے سے — نہ تکفیر درس بیخودی ہوں اس سے

کہ جنوں ہو ہے کہ تشدد ہو راہبانہ پر

یک قطعہ کی تصحیح و تجدد ہوتی ہیں وہ جب سے ہو حلیہ ادا دیا ہے سے

ہے طرز مصنف ہو کیا غالب — ہے طرز مصنف ہو کیا غالب
شعر یہ بھی ہیں بہت اچھا غالب — مکمل ہو گئے تو بھی غالب

دو عناصر میں اعتدال کہاں

غالب کے یک شعر کی جس میں تجدد کا فلسفہ وہ کہ سے قطعہ کے تبدیل ہو گیا ہے
غزل کی ہے جس سے شاعر کا ان تغیر ہوتا ہے جانتے ہیں

ہیں وہ کہ تو ہے ہے ہیں سے مقدور — ہو ہیں ہے کہ سکتے ہے ہو
ہے ہیں ہو ہے ہے ہیں حرمت ہے قطعہ — ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

تجدد ہے ہے ہے ہے

ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے

[illegible] کی تصویر کھینچی ہے۔

شمع خیزاں ہے کس وجہ سے جھلملاتی نہیں
چاندنی کس لیے شب کو شبِ مہتاب نہیں
یک بیک چھوڑ دو بیمار کہ کچھ رات گئے
ہنس کے ٹک ٹالنا وعدہ تمھیں خلقت کا نہیں

ہوس سیر و تماشا سودا کم ہے ہم کو

جب چلے گھر سے تو کچھ بیس یہاں رہتی ہے
بیٹھ رہنا نہیں دو گام پہ منزل اپنی
قطعہ سے دگنا کا، نیچے جو ہو گرمی، ہر
شمع سلسلہ شوق نہیں ہے پروانہ

ہوا ہم سیر تجھ دلخواہ حرم ہے در کا

غالب نے گنجفہ بازی پر بھی رنگین مطالب کی وجہ سے کئی شعر کہے ہیں۔ یہ شغل عوام اس کو نہیں سمجھتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ محض قسمت کا کھیل ہے۔ اس مطلب سے یہ شعر کیسا خوب کہا ہے:

میری قسمت کی خوبی گر نہیں ہے
مطلب اس شعر سے اپنا کوئی حاصل نہ سہی
کیوں سب کچھ کہا اور زبان میری ہے
گر فسانے سے یہ مطلب نہ تھا مشکل نہ سہی

خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے

غالب کے دیوان میں جہاں مشکل شعر ہیں ایسے شعر بھی ہیں جو سہل ممتنع کا مزہ دیتے ہیں۔ ایسی زبان کہ یک شعری تفہیم نوٹ کے حوالہ کا محتاج نہ ہو۔ ہیں تفہیم کی [illegible] کی زبان سے مل گیا ہے۔

نہ سنو اگر برا کہے کوئی
نہ کہو اگر برا کرے کوئی
روک لو گر غلط چلے کوئی
بخش دو گر خطا کرے کوئی
کہہ کے کوئی برا بُرا کیا ہے

آخر اس درد کی دوا کیا ہے

سطور بالا میں تقریباً غالب کے ہر قسم کے اشعار کی تفہیم کے نمونے دیئے ہیں۔ ناظرین متن کلام غالب کی خوبیوں کا صحیح طور پر اندازہ کر سکیں۔ دیوان بعد سے کہ مرزا عزیز بیگ مرحوم نے غزل کے تنگ میدان کو مختصر تاکہ وسعت دینے میں کہاں تک کامیابی

حاصل کی ہے اور غالب کی اس [illegible] سے [illegible] سے [illegible] سے

تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا
کس طرح تجھ سے اُن کے قریبا
اُن سے ہیں تیرے پاس کے نغیب

بے علاوت ہی کچھ سخن میں عجیب
کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب

گالیاں کھا کے بے
جب ہیں وہ حق میں اُن کے دعا کی
مستجابت تھی مُنہ سے جو نکلی

کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں

آج غالب غزل سرا نہ ہوا

آج غالب غزل سرا نہ ہوا

انداز دلبری سے جھکا ناگاہ کا
لاکھوں لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا
لاکھوں بناؤ ایک بگڑنا عتاب میں

[illegible]

لیکن مجھے یہی تو [illegible]
وہ سحر تا عالمی میں نہ کام آئے
جس سحر سے سفینہ رواں ہو سکے یہیں

[illegible]

یہ حال ہو تو خاک محبت کا لطف آئے
وہ ناز دوں میں جس سے بیگانہ پن ہے
جس ناز سے تکلف پائے جاتے ہیں

[illegible]

ہوں کس کے ساتھ کس کی نگاہیں شریک حال
کس کس سے ہو رہا ہے تکلم نگاہ کا
کس کس سے ہو رہا ہے تبسم نگاہ کا

غالب

[illegible] ہے۔

ظاہر ہے کہ غالب نے خطوط اور دوسری تصنیفات کی وقتی گرفت سے ہٹ کر ایک [illegible] کے حالات کا تتبع کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اس کی [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] کے ماحول کا بھی [illegible] کے ساتھ [illegible] اور [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کا [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پتہ:۔ فجر الفلاح لاہور۔ قیمت تین روپے دس

[illegible]

فاضل مؤلف نے اس بزرگوں سے بھی شرف نیاز حاصل کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کیا جو مرزا غالب سے تعلقات بشتہ و داری رکھتے تھے۔ منشی نوبت سہائے حیرت مرحوم دلی کو ہار دو فیرہ۔ فاضل مؤلف نے بڑی تدقیق و تجسس سے مرزا غالب کے بعض خطوط بھی ہم پہونچائے جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ہمارے کی سب سے بڑی خوبی اس کا لاجواب مستند حواشی ہیں۔ مصنف نے مکتوبات دلائل سے سابق مرتبہ کتابوں کی تردید و تصحیح کرتے ہوئے گئے ہیں مثلاً مرزا غالب بیٹے سے متعلق فرماتے تھے۔ میرن غالب فضل اختیار کر لیا تھا اس کے بارہ میں مولانا آزاد نے آب حیات میں لکھا ہے کہ "غالب نے مشکلات میں اسد اللہ الغالب کی روایت سے غالب فضل اختیار کر لیا تھا" اس بیان کی تصحیح فاضل مؤلف نے اس طرح کی ہے:-

"غالب مشکلات میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے یہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

فاضل مؤلف کی یہ توجیہ بھی ہے کہ محض تخلص کے فرق سے وہ غالب پر بھی دعوے کرنے سے نہیں چوکتے مشکلات میں ایک جگہ میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

اور مولوی سراج الدین احمد صاحب کو ایک فارسی خط میں لکھا:۔

یتاے ... داداما من از پدر خود رنجیدہ ... شد کردہ ... ہور ... می ... ملک ... بجوں بساط ... ملک ... دولتمند بہ دہلی آمد و داد ... مقدار ... لدو ... یز ... ف خاں ... چیست:

ان دونوں بیانوں پر فاضل مؤلف تنقید فرماتے ہیں کہ:۔

شاہ عالم کی یاد تاہی کا زمانہ ۱۱۷۱ھ سے شروع ہوتا ہے اور نواب ... ملک جن کے پاس غالب کے دادا ماجو ... ملازم ہوئے تھے ۱۱۷۰ھ میں انتقال کر گئے تھے ... یہ کہ غالب کے دادا محمد شاہ کے عہد میں ہندوستان آئے۔

لکھنے کو تو فاضل مؤلف لکھ گئے لیکن بعد میں خیال آیا کہ "خفتہ نے بزرگاں گرفتن خطاست" اس لیے یوں لیپ پوت کرتے ہیں:۔

غالب کے ... ں حالات خاندانی روایات پر مبنی ہے ... ب ... ملک کی وفات ... شاہ عالم کی لخت حسینی کے سنین معلوم نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس بیان کی تصحیح نہ کر سکے"

اسی طرح ایک جگہ اور چوٹ کی ہے:۔

"غالب نے یک موقعہ پر اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ لیکن حقیقت اس کی کوئی ... سی ... نہیں لکھی ہے ... ذکر رشتہ کی سی ... کا ہو"

غرض جہاں تک تحقیق و تدقیق کا تعلق ہے غالب پر اب تک اس سے بہتر کتاب نہیں شائع ہوئی۔ زیبائی بھی ہے۔ گرچہ کہیں کہیں کتابت کا خطا ہو گیا ہے۔

قدر دانان غالب کے لئے یہ کتاب قابل دید ہے اور اسے ہر کتب خانوں اور ہر ملک کی لائبریریوں میں جگہ پانا چاہیئے۔ کھائی، چھپائی، کاغذ سب عمدہ اور دیدہ زیب ہے۔ سائز بڑا حجم دو سو اسی صفحات، غالب کی تصویر ان کی قبر کا عکس اور نواب علاؤ الدین احمد خان کے نام دستخط جانبی کا عکس بھی ہے۔

مرزا غالب کی بے اعتدالیاں

(از مسٹر اقبال انصاری، ایم اے)

تذکروں کے مطالعہ کے بعد ہندوستانی شعراء مثلاً فیضی، بیدل، خان آرزو، قتیل، واقف، فاخر مکیں وغیرہ ہندوستانی شاعروں کے کمال فن پر ہم فخر کرتے ہیں۔ لیکن جب ہم عود ہندی میں ان کے متعلق مرزا غالب کے خیالات پڑھتے ہیں تو ہمارا حوصلہ بڑی حد تک پست ہو جاتا ہے۔ خان آرزو ہی کے متعلق ایک طرف سرو آزاد، خزانۂ عامرہ، مقدمۂ دیوان، چمنستان الشعراء، ریاض الشعراء، سفینۂ خوشگو اور مجمع النفائس رکھئے اور دوسری طرف غالب کی اس عبارت کو ملاحظہ فرمائیے "درستہ سبا لکھوٹی نے خان آرزو کی تحقیق پر سو جگہ اعتراض کیا ہے اور ہر اعتراض بجا ہے۔" اس جملہ کے وزن نے اگرچہ تحقیق کی روشنی میں ان کی ادبی عظمت کو نہیں گھٹایا ہے پھر بھی ایک فاضل مصنف کی زبان سے نکلنے کی وجہ سے اسے بہت کچھ مشکوک ضرور کر دیا ہے اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ خان آرزو بے پایہ، فارسی دانی سے نابلد ہیں تحقیق میں غلطیاں کی ہیں تو بھی ان کے لئے یہی شرف کیا کم ہے وہ فاضل جید تھے۔ اردو فارسی عربی میں شاعری کرتے تھے۔ صاحب تصنیفات تھے اور فارسی دانی میں شیخ علی حزیں، والہ داغستانی اور قزلباش خاں امید سے ٹکر لیتے تھے۔ سات دیوان اساتذۂ ایران مثلاً بابا فغانی، خاقانی سے تر کمال خجندگی وغیرہ کے جواب میں کہے، ساقی نامہ وخمریات، حکیم سنائی، ظہوری، زلالی، خوانساری اور نظیری ترشیزی کے جواب میں لکھیں، ایران اردو کا ایک بھی ایسا شاعر پیدا کر سکا جو یہاں کے کسی شاعر کا ہم رتبہ کہا جا سکتا۔ مرزا صفر فطرت اور قزلباش خاں امید فرد ریختہ کی طرف متوجہ ہوئے لیکن اس میں جو اظہار کمال کیا ہے وہ یہ ہے فطرت۔

از زلف سیاہ تو دل دوم پریشاں ۔۔۔ در گلشن آمدہ گفتا جوم پری ہا

قزلباش خاں امید:۔

در و دیوار سے اب صحبت ہے ۔۔۔ یار بن گھر میں عجب صحبت ہے

تیری آنکھوں کو دیکھ ڈرتا ہوں ۔۔۔ الحفیظ الحفیظ کرتا ہوں

اُمید کے اشعار فطرت کے مقابلہ میں زیادہ صاف و سلیس ہیں لیکن یہ اُس دور کا وہ زمانہ تھا جبکہ یہ اپنے شباب پر پہونچ چکی تھی۔ سودا و میر تقی کے اشعار کے سامنے ان کی کیا حقیقت ہے۔ ایرانیوں کی کاوشوں نے یہ ہندشہ پیش کئے اور ادھر فیضی، غلام علی آزاد، بیدل و خان آرزو کے تفہیم دیوان دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ شعرائے ایران قابل مدح و ستایش ہیں یا شعرائے ہند و ستان۔

یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ میں "دیوان" کا اسکالر نہیں ورنہ غالب سے بغض و عناد رکھتا ہوں۔ غالب کا معتقد ہوں۔ اُن کے کمال فن کا معترف ہوں، اُن کی عزت اُسی طرح کرتا ہوں جیسے باسیول۔ ڈاکٹر جانسن کی کرتا تھا۔ مگر جہاں باسیول نے ڈاکٹر جانسن کو Monarch of Literature (تاجدار ادب) کہا ہے۔ وہاں اُن معمولی معمولی واقعات اور علطیوں کا بھی ذکر کیا ہے جو اس ادیب سے وقتاً فوقتاً ہوتی رہی ہیں، اور یہ سب اس لئے کہ جانسن کی پوری تصویر سامنے آجائے۔ آیئے اسی نظریہ کے ماتحت ہم بھی غالب کا مطالعہ کریں یہاں پر ہم غالب کے چند خطوط پیش کرتے ہیں۔ جن سے اُن کے تنقید کا نظریہ اور بے اعتدالیوں کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔

"فارسی کی تکمیل کے واسطے اصل الاصول مناسبت طبیعت کی ہے۔ پھر تتبع کلام اہل زبان لیکن: قتیل، واقف و شعر نے ہندوستان کو یہ اشعار سوائے اس کے کہ اُن کو سوزنی جیسے کہئے اور کسی تعریف کے شایان نہیں ہیں۔ نہ ترکیب فارسی نہ معنی نازک ہاں الفاظ فرسودہ و عامیانہ جو اطفال دبستاں جانتے ہیں اور جو متصدی نثر میں صبح کرتے ہیں وہ الفاظ فارسی بروگ نظم میں خرچ کرتے ہیں جب اُن کی وعنصری و خاقانی و رشید و وطواط اور اُن کے امثال و نظائر کا کلام بالاستیعاب دیکھا جائے اور اُن کی ترکیبوں سے آشنائی بہم پہونچے اور ذہن آموجاج کی طرف نہ جائے تب آدمی جانتا ہے کہ ہاں فارسی یہ ہے"

ان سطروں میں تکمیل فارسی کے لئے دو چیزیں ضروری قرار دی گئی ہیں، تتبع اہل زبان و مناسبت طبیعت اور آگے چل کر قتیل وغیرہ کی سوزنی جیسی کہہ کر ان بھی سیا۔ تو اب مناسبت طبیعت کی بحث بہت کچھ کم ہو گئی غالباً مرزا صاحب کا خیال مناسبت طبیعت سے فطری ذوق ہو وہ بھی واقف و قتیل کے لئے مسلم تھا۔ واقف کے متعلق تو یہاں تک ایرانی کہا کرتے تھے "زاغ بنا زبان ہندوستانی در گرفت" اب تتبع اہل زبان باقی رہ گیا تو اس کے متعلق بھی تذکرے بتلاتے ہیں

کہ فضیل واقف نے نہایت اہتمام کے ساتھ مصوں زبان کی طرف توجہ کی فضیل تخلص برس کے
بس سے محمد باقر شہید اصفہانی کی زیر نگرانی تربیت رہے اور شہید ہی نے مرزا صاحب کے لئے فضیل
تخلص پسند کیا۔ عقد ثریا)

واقف کے تتبع کے متعلق سفینۂ ہندی علمی مچھلی لائبریری کا جائزہ لیجیے اور اس میں خود
ان کی شہادت سنیے کہ تذکرہ میں وہ خوشگو اور آذر لاہوری سے اصلاح لیتے تھے لیکن ان کی صلاحیت
واقف کو پسند نہیں تھیں۔ مذکر انھوں نے دیوان مسعود سعد سلمان و حسنہ کو سامنے رکھکر مشق سخن شروع کی
مسعود تو مسلمات میں سے ہیں اب رہ گئے امیر خسرو توان کی زبان فی حلیت و ملمت کے ذمہ مرزا
غالب معترف ہیں اور فرماتے ہیں:۔

"خسرو کیخسرو قلمرو سخن طرازی ہے باہم چشیم نشاطی گنجوی و بیدل و سعدی ریزہ چیں ہے"

جہاں تک اصول تنقید کا تعلق تھا مرزا صاحب کے معیار پر فضیل و واقف پورے اترتے
ہیں اس پر بھی وہ قدر مند و مستانی شعر کا صحیح دیوبند بتاتے ہیں [illegible] مستانی شاعر
جاہل تھے تو جمال اور بجز نیاز کی درستہ وزنی کا تعین ان کے تعارف میں نہیں آتا فضیل پر تنقید
نے تو تنقید کیا اور مرزا صاحب نے مورد الزام ٹھہرایا کہ فارسی الفاظ میں تصرف کرتے تھے
اس لئے کہ یہ بھول گئے ہیں صدیوں کی درسدی الفاظ برتنے کیا ہے تصرف صاحب قدرت ہے
روا رہی جو جا ہو بنا لے اسم فضیل و واقف کے صاحب قدرت قدرت کا ثبوت ہیں کہ
ہیں اردو کی [illegible] تو یہ کہ مثال تو مرزا صاحب سے ان کے تعارف تو ہیں
گریز کیا ہے اس وقت سے سارے ورنہ کبھی ہے ایک ہی [illegible] ہے
نظر سے ہی روایت کا پتہ چلتا ہے اور ایک ہی [illegible] ہے
وضاحت سے ہمیشہ کام کرتے ہیں [illegible] ہے
[illegible] ہے۔ حاکر [illegible] ہے
[illegible] ہے
[illegible] ہے
[

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی نہ بھولنا چاہیئے کہ مارسٹہ کا تمامی نقدی کا کارنامہ، دربار کے شہرت یافتہ مصطلحات سے اور خان آرزو کی ذات مختلف علوم و فنون میں اس سے کئی گنا زیادہ بلند و برتر ہے جس کی مثل اُن کی تصنیفیں ہیں۔ مارسٹہ نے خان آرزو پر اعتراضات کر کے اپنے کو کامیاب بنایا کر یہ بھی یاد رہے کہ اس کام کے لئے اس نے خان آرزو ہی کی ذات کو منتخب کیا۔ اگر سراج اللغت و چراغ ہدایت نہ لکھی گئی ہوتیں تو غالباً آج مارسٹہ کے مصطلحات کا وجود بھی نہ ہوتا۔ اور جس فن کے خان آرزو مخترع ہوئے اس کا یہ بکتل اور یوں بھی اصل و نقل کا جو فرق ہونا چاہیئے وہ ظاہر ہے۔ اس کے علاوہ اس کے نام اعتراضات صحیح نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے غلط بھی ہیں۔ اب مرزا غالب کا یہ کہنا کہ سیکڑوں معترضات پر اور ہر اعتراض بجا ہے بالکل قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے جس میں استدلال سے کوئی واسطہ نہیں رکھا گیا ہے پھر مارسٹہ کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ "جہاں اپنے قیاس پر جاتا ہے منہ کی کھاتا ہے" مرزا صاحب اگر اُن مقامات کو پیش کرتے جہاں اُسکو منہ کی کھانی پڑی تو سمجھ میں بھی آتا۔ اس کے علاوہ اپنے تقدم کے لئے یہ لہجہ اختیار کرنا بہت کیک معلوم ہوتا ہے۔

حضرت صاحب عالم صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"اب ایسا ہوا کہ جب تک فرہاد آباد کا کھتری دیوانی سنگھ مخلص بہ قتیل جس کو حضرت نے مرحوم لکھا ہے اس کی تصدیق کرے تب تک اس کا کلام قابل استناد ہو۔ قتیل سلسلہ سلف کے کلام سے قطعاً استناد نہیں۔ اس کے علم فارسی کا ماخذ لوگوں کی تقریر ہے کہ نواب سعادت علی خاں کے وقت میں ممالک مغربی کی طرف سے لکھنؤ آتے اور ہفتہ عشرہ رہتے بیشتر ان میں کشمیری یا کابلی و قندھاری تھے اور کبھی کبھی کوئی حاجی بلخ یا ایران سے بھی ہو تو تقریر درست ہے اور تحریر ادرست ہے۔ اگر تقریر بعینہ تحریر میں آیا کرے تو خواجہ نظامی اور شرف الدین علی یزدی و قاسمین واعظ کاشفی اور طاہر وحید نیشاپوری کیوں خون جگر کھایا کرتے وہ سب نسخے جو اس دیوانی سنگھ قتیل متوفی نے بخط خود لکھی ہیں نمونہ قلم زد کیا کرتے ہیں اور تب یہ مطلبیں اور اس کے حوالجات پڑھے جائیں تب معلوم ہوگا۔ یہ کتنا علم اور فارسی دانی سے کتنا بیگانہ ہے۔"

مرزا غالب کسی بات کے لئے جو تعلیلیہ قائم کرتے ہیں اُس پر ثابت قدم نہیں رہتے۔ خود ہندی [illegible] لفظوں کے مباحثہ میں [illegible] فتح تسلیم کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کے [illegible] بڑھ چڑھ کر باتیں [illegible] ہوئی

تقریر زباں دانی کے لئے لازمی قرار دی گئی، اور پھر سطور بالا میں یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ تحریر اور ہے اور تقریر اور ہے۔ یہ کلیہ بھی بالکل صحیح نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ خسرو، فیضی و سرخوش اہل ایران کی تحریروں ہی کا نتیجہ ہیں۔ خاتمہ آرزو اپنی کتاب ختم میں مرکب الفاظ کی بحث میں اہل زبان سے جو غلطیاں ہوتی ہیں اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"چوں مرکبات با مقتضائے خاص باشد و عوام با مرکبات ایں اطلاع خود بعضے از فضلائے ہند کہ از مشقے ایران گفتہ کہ طائے شما فارسی را از پیرزالہائے خود آموختہ، ندوہ ما از فضلائے شما شل خاقانی و انوری و دیگر فاضل مذکور ہیں مرکبات راست کہ۔ مقتضائے تخلق گوئند عوام و عوام ہمزاں رانی و ہندلیں تربیت کردہ خواہیں بہتر از تربیت کردہ عوام"

اب رہ گئی یہ بحث کہ قتیل پر غیر زبان دانوں نے اعتراض کیا یہ بھی وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ باقر شہید اصفہانی کی ترتیب موجود ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا جیسے باکمال شاعر نے کیونکر یہ غیر منصفانہ تبصرہ کیا۔ ہم جانتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اعتراضات و تبصرے اُن کے دل کا غبار اور مخالفین کی ہنگامہ آرائیوں کا نتیجہ ہیں۔ اور ایسی صورت میں قتیل پر اعتراضات کر کے وہ اپنے دل کو تسکین دے سکتے تھے۔ لیکن ہمیں اُن کے یہاں کچا اور ملتاسے جو مرزا ایسے مہذب انسان کے لئے کسی طرح بھی شایانِ شان نہیں خیر اگر قتیل کو اُنھوں نے گالیاں دیں تو اُن کی آڑ لیکر تمام ہندوستانی ادب و شعرا کو کیوں معرض تلف میں ڈال دیا۔ غیاث الدین، عبدالواسع ہانسوی و واقف وغیرہ کے متعلق کیوں اس قدر ملائم الفاظ لکھے۔ یہ تو اُن کے ہمعصر بھی نہیں تھے کہ اُن کی ہر زہ سرائیوں کو معاصرانہ رقابت کا نتیجہ کہہ کر نظر انداز کر دیا جائے معاصرین کے ساتھ رشک و رقابت کے واقعات سے شعراء و علماء کے تذکرے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن آخر میں یہ بات بھی رہ جاتی ہے کہ آپ کو گالی دینے کا حق ہی کیا ہے۔ تنقید کا کوئی معیار گالی جائز نہیں رکھ سکتا۔ اس کے علاوہ غالب سے قبل کی صدیاں اس نیچر کی متحمل نہیں تھیں کہ ہم اسے سوسائٹی کا نتیجہ کہہ دیں۔ اٹھارویں صدی کو لیجئے۔ جس میں تاسف و خان آرزو سے معرکے ہوئے۔ سید علی آرزو ایک دوسرے پر اعتراضات کرتے تھے اور سب کچھ ہوتا تھا لیکن دامن تہذیب کو ہاتھ سے کہیں بھی جانے نہیں دیا گیا ہے۔ ورنہ کون کی تحریروں میں آج بھی ایک لفظ ایسا نہیں ملتا ہے مرزا صاحب کے ارشادات کے مقابلہ میں پیش کیا جا سکے شیخ علی حزیں کی ایک ذات خود مرزا کے خان آرزو کے تعلقات بہت اچھے نہ تھے لیکن وہ بھی مرزا صاحب کی جیسے نہ

اور انھوں نے بھی خان آرزو کو بیانہ بنا کر تمامی ہندوستان کی ہجو کر ڈالی اور خود شعرا کو صلواتیں سنائیں۔ لیکن آپ خان موصوف کا تمام کلام دیکھ ڈالیے، ایک لفظ بھی ایسی چیزوں کی شان کے خلاف نہ ملے گا۔ کوشش سے بھی آپ کو شیخ کے متعلق اس سے زیادہ سخت الفاظ نہ ملیں گے کہ "شاعر دوستانی ایران" کہہ گیا ہو۔ جہاں ادب و تہذیب کا یہ لحاظ رکھا گیا ہو وہاں فیضی کے متعلق کھری کھری باتوں کا پتا "عبدالوہاب" کے لئے "کاشف الغوامض" اور "غیاث الدین" کے لئے "مصور ذوالمنن" وغیرہ کے سفرا القاب سننا کون پسند کرے گا؟

یقیناً کسی شخص کی ادبی زندگی اس کے اخلاق سے بالکل علیحدہ چیز نہیں سمجھی جا سکتی ہے غالب کے اخلاق اپنے بیوی، بھائی کے ساتھ عمدہ رہے ہیں کا ثبوت اُردو کے معلی میں موجود ہے لیکن معاصرین و متاخرین و ہمہ دوستانی شعرا کے ذکر میں اخلاق و عمدانی کے دعوے نے ان کی ثقاہت و ادبیت کے پایہ کو بہت گرا دیا ہے اور ہم یہ دیکھتا پسند کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی اس ذہنیت سے ہندوستانی ادب کو کس حد تک نقصان پہونچایا ہے ہم کو بھوجو کر کہنا پڑتا ہے کہ غالب جہاں اپنی شاعرانہ سنجیدگی کے باعث احترام کا مستحق ہے، وہاں اپنے نامناسب رویوں کی وجہ سے مورد قابل الزام بھی ہے۔ اس قسم کی بے اعتدالیاں آپ کو غالب کے یہاں اکثر ملتی ہیں، جو کبھی تنقید کے غلط اصول و ہی گمان کے بھیس میں ہیں۔ بہرحال ہم توقع کریں گے کہ کرزن صاحب خود بینی و خود پرستی کو دور کر سکتے تو تنقید کے وہ سنہرا بار سے سجے ہوئے جس کی دنیا میں نظیر نہ ملتی لیکن افسوس ہے غالب بدذات کے سیاہ بیں ہم کر خدا معلوم کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ آخر میں ہم آتش کے ہمعصر شعرا پر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں جن کو اس نے غالب سے بھی صفحات کے لئے ہیں

نظیر صحبت بگر مصاف تظلم ہستی ؛	کہ ہر خارے در آں وادی رفش گاہیں ہستی
اگر دہ غیبت خاطر فزود دیدہ فطرت	اگر خواہی کہ ہستی خار و گل یک یکساں ہستی
نہ دیدہ بر شعلہ تاباں بہ خاکستر	بہ بینی ہستی خاکستر چو در روشناں ہستی
تو زمکب عرانی و اتگوں کن ہاتہ پیشیں	اگر خواہی کہ ہستی روئی ہمدستاں ہستی

خطوط غالب (جلد اوّل)

رقعات غالب کی بہت سی جلدیں مختلف ناموں سے شائع ہو چکی ہیں، ان میں عود ہندی اور اردوئے معلّٰی بہت پرانی ہیں لیکن انھیں مرزا کے بہت سے خطوط نہیں ہیں جو انھوں نے اپنے نگارد ہ و احباب کے نام لکھے تھے۔ اس کے علاوہ ان کتابوں میں تحریف یا سہو کاتب جو فیصلی اکثر سہلی عبارت سخ ہوئی ہے بکثرت ہے کہ مولوی ہیش پرشاد صاحب صدر نشین انجمن اردو دیوبند مشی نہال سنگھ نے تلاش و تحقیق اور عرق ریزی سے سات سال کی محنت کے بعد خطوط غالب کے مختلف مجموعوں سے منتخب کر کے خطوط کی تصحیح کی جن نے خ سب کے دیگر خطوط بھی جو مطبوعہ کتب میں ہیں جو نہیں تھے مختلف ذرائع سے جمع کر کے جدید ترتیب کے ساتھ حتی الامکان تاریخوار اس کتاب میں درج کر دیئے ہیں یعنی خطوط کے عکس بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں اب تک جو کسی مطبوعہ کتاب میں نہیں تھے اور جو خود مرزا غالب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے مختلف بزرگوں کے اپنی خزانوں میں محفوظ تھے انھیں میں ایک خط والی ہے جو مرزا نے یہ مہدی مجروح کے نام لکھا تھا۔

غالب کے خطوط دو اڑھائی سو کے قریب ہیں۔ جسے صاحب منشی ہیش پرشاد صاحب نے اس مجموعے میں محفوظ کیا ہے۔ شروع میں یہ کام بہت دشوار معلوم ہوتا تھا جس میں ان خطوط کے متعلق تلاش و تجسس کی تفصیل بیان کی گئی ہے لیکن سب سے زیادہ قابل قدر ذکر عبدالستار صاحب صدیقی پروفیسر عربی و فارسی دانشگاہ عثمانیہ حیدرآباد کا ہے جنھوں نے اپنے مقدمہ میں یہ تبایا گیا ہے کہ غالب نے اپنے خطوط کس طرح لکھے اور کس طرح کتابوں میں کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ خاص طور پر مولوی صاحب موصوف کا ہے جنھوں نے اس مجموعہ کو خاص طور پر قابل قدر بنا دیا ہے۔ ہیش پرشاد صاحب سے بھی اس مجموعے کو مرتب کر کے اردو ادب کی یک گراں قدر خدمت انجام دی ہے جس کے قدر دانوں کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے یہ مجموعہ روزنامہ میں بصیرت حیدرآباد سے شائع ہوا ہے قیمت صرف چار روپیہ۔ منے کا پتہ ہندستانی اکیڈمی الہ آباد

ماہنامہ اگست ۱۹۵۸ء

انتخاب دیوان غالب

از "سلیم جعفر"

بعض اصحاب کا خیال ہے کہ کائنات کے ہر فرد کی اصلیت پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس کی تہ تک پہونچنا کھیل نہیں۔ جگر خراشی اور سینہ کاوی کے بعد بھی، اعتراف کرنا پڑتا ہے

کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معمہ را

اکثر تاریخی واقعات بھی اس کلیہ کی زد سے باہر نہیں ہیں۔ جب تک آنکھوں سے دیکھنے والے ان پر سے پردہ نہ اٹھائیں حقیقت روشن نہیں ہوتی اور وہ بحث و مباحثہ کی جولانگاہ بنے رہتے ہیں۔ "انتخاب دیوان غالب" اور "طباعت دیوان غالب" بھی، انہی کے اسی قسم کے تاریخی واقعات ہیں۔

طباعت دیوان غالب کا مسئلہ حل کرنے کے لئے جناب مظفر حسین صاحب تسلیم نے ایک ڈراما تصنیف فرمایا، جو آل انڈیا ریڈیو پر نشر اور ہمایوں بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دیوان کا دوسرا ایڈیشن اس قدر خراب چھپا کہ غالب تاب نہ لا سکے اور بے اختیار دل سے آہ نکل ہی گئی[1]۔ میرے پاس دیوان غالب کا ایک نسخہ ہے جو غالباً اس کی تیسری و چوتھی اشاعت ہے۔ خاتمۃ الطبع ہدیۂ ناظرین ہے:۔

"بعد مدت ارباب سخن عرض کرتا ہے سید ولد رحمت و غفران محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد رحسن خان طیب اللہ ثراہ کہ اس سے پہلے دیوان بلاغت نشان جناب نواب اسداللہ خاں غالب کا اپنی میں چھپا لیکن بسبب سہو و نسیان کے بعض مقام میں تغیر و تبدل ہو۔ اس لئے جناب مکرم میاں محمد حسین خاں صاحب دہلوی نے بعد نظر ثانی و تصحیح جناب مصنف کے ایک نسخہ میرے پاس بھیجا۔ میں نے بافضال ایزدی مطابق اس نسخہ کے شہر ذی الحجہ ۱۲۷۴ھ ہجری مطبع نظامی واقع شہر کانپور میں صحت تمام و درستی کمال سے چھاپا امید کہ جب ناظرین اس کے مطالعہ سے حلاوت سخن کی

---

۵ دیوان بندہ دل آئینہ سودا کرد — تہمت دردہ شعر ہمہ نوشتہ است

۶ نسخہ دلپذیر ہمہ دلکش و نوشتہ است — دیوان بندہ پرتو نامہ نوشتہ است

۷ ہر حاکہ لفظ بیضۂ بلبل زدہ رقم — دست قضا بحسن ہمہ آبلہ نوشتہ است

گویی ہر شکستہ دیوان بندہ است — زیرا کہ ہمچو سخن ہمہ نوشتہ است

---

[1] یہ مصرعہ حوری مشتہ میں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو مقدمہ دیوان غالب نسخہ حمیدیہ، ص ۲۲

بابُ ہشتم کودہ ائے خیر سے یاد فرمایئں :

خاتمۃ الطبع میں جن محمد حسین خاں صاحب کا ذکر ہے وہ غالب مرحوم کے گلے کا ہار معلوم ہوتے ہیں غلط۔ دیوان اُنھوں نے چھپوایا۔ تیسرا ایڈیشن جس کا ذکر آگے آئیگا اُنھیں کی "نادانی" کا نتیجہ تھا اور میرے پاس والے نسخے کے محرک بھی آپ ہی تھے حاصل کلام میرے پاس ایک دیوان غالب ہے جو اُس نسخے کی نقل ہے جسے خود غالب نے طباعت سے پہلے صحیح کیا ہے ۔

لیکن اب تک میں جو کچھ لکھ آیا ہوں اُس کو میرے نفس مضمون سے اگر کوئی لگاؤ ہے تو یہ کہ اس دیوان کے شروع میں ایک فارسی کا دیباچہ بھی ہے اور یہ اس مسئلہ کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ پاک کئے دیتا ہے کہ دیوان غالب کا انتخاب کس نے کیا۔ پروفیسر محمد حسین صاحب آزاد کا یہ کہنا کہ :۔

"مولوی فضل حق صاحب کہ فاضل بے بدیل تھے۔ ایک زمانہ میں دہلی کی عدالت ضلع میں سررشتہ دار تھے اُسی عہدہ میں مرزا خاں وفا مرزا خانی صاحب کو تو ال شہر تھے۔ وہ مرزا فضیل کے شاگرد تھے۔ نظم و نثر فارسی اچھی لکھتے تھے غرض کہ یہ دونوں باکمال مرزا صاحب کے بڑی دوست تھے ہمیشہ ہم دوستانہ جلسے و مشورہ سخن کے چرچے رہتے تھے۔ اُنھوں نے کثرت غزلوں کو سُنا اور دیوان کو دیکھا تو مرزا صاحب کو سمجھایا کہ یہ اشعار عام لوگوں کی سمجھ میں نہ آئیں گے مرزا نے کہا آتا کچھ نہ پکا۔ پ تمارک کیا ہو سکتا ہے۔ اُنھوں نے کہا خیر جو ہو سو ہوا انتخاب کرو۔ درنتیجہ شرکت الوہ ہر صاحب نے دیوان علیحدہ کر دیا۔ دونوں صاحبوں نے بیٹھکر انتخاب کیا۔ وہ یہی دیوان ہے جو ہم آج عینک کی طرح آنکھوں سے لگائے پھرتے ہیں :

غلط ہے اگر کچھ صحیح ہے تو مولوی عبدالباری صاحب آسی لکھنوی کا یہ خیال کہ مرزا نے خود اپنے دیوان کا انتخاب کیا آسی صاحب اپنا خیال یوں ظاہر کرتے ہیں۔ ۔

"خود میرے والد مرزا غالب کے دیکھنے والوں میں تھے۔ اُن کے کمال سخن کے بڑے دلدادہ تھے وہ جب آزاد کا یہ "آب حیات" والا لطیفہ دیکھتے تھے کہ مرزا نے مولوی فضل حق سے انتخاب کرایا تو قہقہے کے مارے مُنہ پھٹ ہو جاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ کیا بہتان باندھا ہے"

اب اُس دیباچہ کا ایک حصہ ہدیۂ ناظرین ہے جو اس نسخۂ دیوان غالب کے شروع میں ہے جو میرے پاس ہے اور جس کا اوپر ذکر آچکا ہے ۔

[illegible]

[illegible] فرد شناسی چراغ مایۂ عہد و ایال شناسی داغ تواند نشید ہا ناکارہ
این نامہ را آں در سراست کہ پس انتخاب دیوان ریختہ گزد آمدن سرمایۂ دیوان فارسی
رفتہ و با استطاعت کمال بیں ذوق بس نمونے حوینتی نشینند اسد کہ سخن سرایان
سخنستان پالندہ باشند کہ خاج اورنگ پایہ نہ شمارند تروتش رنگ ملک بیں نہ سیاہ
ست سند و چار کردہ در ستایش ذکوہش آں ستارہ سنوان ماخذ نسکاندہ یارب
بیں بے ہستی نشیدہ زیستی پیدائی سپید بیں تقش غیر آہ نقاش را سدہ شمر
فاں موسوم بہ میر نوشہ تخلص ست چہ اگر نہ آبا مسودہ دعوی سخن
فرجام کار بخلق در تقریر داد۔

پہلے نزدیک اس تحریک جدید بلا شبہ غالب کی "تصنیف" نجابت سے پہلے کی ہے
آخر دم خود ہی دعوی کیا ہے کہ نکر چاہئے تھا وہ یہ ہے کہ ایک مسدس کہنا چاہئے کہ
پندیوان کا انتخاب خود غالب مرحوم نے کیا یہ عبارت اُن کے معاصر نہ ہیں اس سے ثابت
ہے کہ انتخاب ۱۸۴۷ء میں ہوا ہے اور مسودہ کے متعلق کہتے ہیں۔

بدیں نقش کو عقد آرزو کی نمائش باقی ہے یعنی ہمیں پاس جو نسخے ہے وہ غالب کے
ہی ہیں انتخاب غالب کی شہادت سے صاف صاف ظاہر ہے کہ پہلا پیش نہیں ہوا تھا
یہ مسودہ مولوی محمد حسین صاحب نے شاہد اس چھپوایا مگر ہم نے بھی دو نسخوں کی
تصحیح یوں غالب سے پڑھ لی تھی کہ ایک نسخہ چھپا ہے جس کے ساتھ غالب کا خط
کا دیباچہ شائع ہو چکا ہے وہ یہ

دیوان [illegible] جیسے ہے اس کے خاتمہ میں لکھتے ہیں کہ
[illegible] غالب [illegible] دیوان [illegible] دوسری بار چھپا گیا ہے۔ لیکن
[illegible] دیوان [illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible] نشان محمد حسین خاں کی اتفاقی
مفقضی اس کی ہوئی۔ اس مرتبہ رسالہ ساطع پانچ جزو میں شائع ہوا اگر یہ اطلاع
پہلے کا خواستہ ہے لیکن ہم نے یہی لکھا ہے گزرتی رہی ہے اور غلطی کی تصحیح ہوتی رہی ہے
اور جناب نظامی صاحب نے جو دیوان غالب مطبع نظامی بدایوں سے شائع کیا ہے
اس کے دیباچہ میں فرماتے ہیں

[illegible] جب [illegible] جس میں تیرہ لکھے ہیں

حسرت کے مرحوم کی زندگی میں شائع ہوئے ہیں۔ ایک آدھ کی تصحیح بھی مرحوم سے منسوب کی گئی ہے"

میرے پاس جو نسخہ ہے وہ متضاد شہادتوں کی وجہ سے بہت کچھ باعثِ حیرانی بن گیا ہے خاصکر اس سبب کہ دیباچہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے لکھنے والے خود حضرت غالب ہیں خاتمہ جمع ظاہر کرتا ہے کہ اس کی تصحیح خود حضرت مصنف نے کی ہے۔ اس معنی میں کہ یہ صحیح کئے ہوئے نسخہ کی نقل ہے یہ اُن کے حیات میں چھپا ہے۔ کیونکہ بقول پروفیسر آزاد "آخر ۱۸۶۳ء برس کی عمر ۱۸۶۵ء میں جان فانی سے انتقال کیا" اور اس کا سال طباعت ۱۸۶۲ء ہے۔

چونکہ اس دیوان غالب کے دیباچہ سے "انتخاب دیوان غالب" کا اساسنامہ فیصلہ ہمیشہ کے لئے ہو جاتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی صاحب مختلف نسخوں کو جمع کر کے جو رائے میں نے ظاہر کی ہے اس سے بہتر نتیجہ مختلفات پیش فرمائیں تو ارادتمندان کلام غالب پر احسان ہوگا۔

اس مختصر مجموعہ کلام کے بعد نسخہ حمیدیہ شائع ہو چکا ہے اور مولوی عبدالباری صاحب آسی بھی کلام غیر مطبوعہ سے حصہ چھپوا چکے ہیں۔ مگر اے چمنستان غالب سے مشتاقان معلا کرنے دل پر ہو طف و کرم ہے لیکن انھیں ذرا اس دست برداری پر بھی نظر رکھنی چاہیئے۔

اُمید کہ سخن سرایان سخنہ تتلے پراگندہ ابیاتے کہ خامۂ ورق پارینہ از آثار نراوستش رنگ کلک ایں نارسیدہ نشانہ و چامہ گزاوند۔ در ستایش و کوشش آں شہد سخنوں و ماخوذ نشمانند۔"

ذوالحجہ ۱۳۲۷ھ

دیوانِ غالب اُردو کے قلمی نسخے

زیرِ دفعہ ہیشل پرشاد صاحب موہن فاضل بندا بونیرسٹی

رقعات و عادات غالب کے سلسلے میں جو چیزیں میری نظر سے گذری ہیں، انھیں سے مرزا غالب کے اُردو دیوان کے چار قلمی نسخے بھی ہیں جو مختلف مقامات میں اور مختلف اوقات میں لکھے گئے ہیں اور مختلف حالات کے حامل ہیں۔ ممکن ہے کہ ان نسخوں سے بعض شیدایانِ کلامِ غالب کچھ فائدہ اٹھا سکیں۔ ہذا ان کے بارے میں کچھ باتیں ہدیۂ ناظرین ہیں۔

۱۔ رام پور

یہ نسخہ ۱۲۷۳ھ (۱۸۵۶ء) میں لکھا گیا ہے۔ بہت ہی عمدہ لکھا ہوا ہے۔ ریاست کے سرکاری کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ اس کا ذکر مکاتیبِ غالب میں شرح و بسط کے ساتھ ہے۔ جنوری ۱۸۷۰ء میں جب مرزا رامپور گئے تھے تو کسی نسخے کی نقل دراصل نواب ضیاء الدین خان بہادر کے پاس بھیجی اور بعد اس کو منشی شیونرائن صاحب متوطن آگرہ کو دیدیا۔ چنانچہ آئندہ سطور میں اس کے بارے میں زیادہ لکھا جائے گا۔

۲۔ رام پور

یہ نسخہ بھی ریاست کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ یہ وہیں تیار کرایا گیا تھا۔ اس کی ترتیب غالباً عروجہ نسخوں سے کسی قدر مختلف ہے۔ یہ بھی عمدہ لکھا ہوا ہے۔ میرے پاس زیادہ وقت نہ تھا کہ بنظرِ تعمق اس کو دیکھتا۔ جو میرے لئے ضروری تھا کہ میں چند امور کو دیکھتا۔ چنانچہ میں نے دیکھا اور مناسب نتیجہ پر پہونچا۔ کلامِ غالب کے قدر دانوں کو اس کو بھی غور و خوض سے دیکھنا چاہئے۔

۳۔ مقبوضہ پنڈت گوپی ناتھ کنور

یہ نسخہ رامپور کے نسخہ مذکورہ (محررہ ۱۲۷۳ھ) سے منقول ہے۔ یہ منشی شیونرائن صاحب کے پاس آگرہ جون ۱۸۷۰ء میں بغرض شناعت بھیجا گیا تھا۔ اور اب پنڈت گوپی ناتھ کنور صاحب کے پاس لاہور میں ہے۔ اس کے ساتھ ایک اصل خط کا جزو بھی ہے۔ جسے مرزا نے دیوان کے ساتھ

منشی شیونرائن صاحب کے پاس بھیجا تھا۔ چونکہ یہ خط کہیں شائع نہیں ہوا اور اس کا جو حصہ محفوظ ہے وہ بھی ہنوز غیر مطبوعہ ہے لہٰذا اس جز کی عبارت ذیل میں دی جاتی ہے۔

"صاحب، میں تمھارا گنہگار ہوں۔ تمھاری کتاب میں نے دبا رکھی۔ بڑی کوشش و محنت سے اس کو وہاں نہ چھپنے دیا اور منگوالیا۔ آج پیر کے دن ۲۵ جون کو پارسل کی ڈاک میں روانہ کیا ہے۔ اب میری تقصیر معاف کرو اور مجھ سے راضی ہو جاؤ اور اپنی رضامندی کی مجھے اطلاع دو۔ یہ کتاب یعنی دیوان ریختہ تم کو میں نے دے ڈالا۔ اب اس کے مالک تم ہو۔ میں نہ کہتا کہ چھاپو۔ میں نہیں کہتا نہ چھاپو۔ جو تمھاری خوشی ہو سو کرو۔ اگر چھاپو تو بیش جلد کا خریدار مجھ کو کہہ لو اور چھاپنے میں ذرا تصحیح کا خیال کیجیو۔"[1]

یہ نسخہ بھی عمدہ لکھا گیا ہے۔ مرزا چاہتے تھے کہ یہ نسخہ زیادہ اشاعت کا موجب ہو۔ لہٰذا صحت کا خاص اہتمام کیا ہے اور مرزا نے اس کو اتم و اکمل بتلایا تھا۔[2] اسی نسخہ کا ذکر مرزا کے کئی خطوط میں ہے۔ جو اور دوسے سعلی میں شائع ہو چکے ہیں۔ ہاں اب میں اپنے کرمفرما جناب پنڈت صاحب کا بہت شکر گذار ہوں جنکی عنایت سے میں دیوان کو کئی مرتبہ بخوبی دیکھ سکا۔ انھوں نے خط کی نقل لینے کی بھی بخوشی اجازت دی۔ اب رہا یہ کہ دیوان و خط کیونکر انھیں میسر آئے۔ ان امور پر بھی کبھی روشنی ڈالی جائے گی۔

۴۔ مقبولہ جناب سید احمد میرزا صاحب

یہ بھی ایسا نسخہ ہے جس کے بابت میں مرزا کو کچھ کم دلچسپی نہ تھی۔[3] یہ دسمبر ۱۸۵۸ء میں لکھا گیا ہے اس کے کاتب جناب سید ذوالفقار الدین حیدر الموسوی المعروف حسین میرزا صاحب مرزا غالب کے گہرے دوست تھے۔ یہ نسخہ اب جناب سید احمد میرزا صاحب کے پاس ہے جو کاتب موصوف کے پوتے ہیں۔ جن کا اصلی مکان چھتہ چوسیا محلہ فراش خانہ دہلی میں ہے۔ لیکن میں نے جناب سید صاحب اور ان کے اعزہ کی مہربانی سے اس نسخہ کو مارچ ۱۹۲۷ء میں ٹیلیویف سکوائر نئی دہلی میں دیکھا تھا جہاں کہ جناب سید صاحب اس وقت مقیم تھے۔

اسی نسخہ کو جناب آغا محمد طاہر صاحب نبیرۂ مولانا محمد حسین آزاد صاحب نے شائع کیا ہے۔ اس

---

[1] مرقومہ جون ۱۸۵۸ء۔ مضمون نگار

[2] "روانا" اور "زرا" جیسا مرزا نے لکھا ہے۔ ویسا ہی یہاں لکھا گیا ہے۔ مضمون نگار

[3] خط بنام منشی شیونرائن صاحب محررہ ۳ر جولائی ۱۸۵۸ء (دستنبو دے مطبع میں)۔ مضمون نگار

[4] اس کے آخیر میں مرزا کی تحریر دستخط ہے۔ مضمون نگار

نسخہ کے زمانہ و تاریخ میں وقت کے لیے موے رشتے کے واقعہ بندھی درج ہیں جن کا محض پہلا بند کوڈ خاں نے یادگار غالب میں درج کیا ہے۔

اس یہ بھی واضح رہے کہ راہ آپ میں جو نسخہ نقل ہوا تھا وہ میکلاڈ سے آیا اور دوسری طرف سے گیا۔ میں یہ سمجھا ہوں ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اس کی مدد سے تیار نہیں ہوا ہے اور نہ اس کی نقل ہے بلکہ جناب سید صاحب کی مجددانہ کوشش کا ثمرہ معلوم ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ دو نسخوں کا پتہ بعض حضرات کی تحریروں سے ملا ہے جن میں سے ایک محض نقص نسخہ کا ذکر کیا ہے جن کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یہ نسخے سے ذکر نقلی نسخوں کو اگر بغور دیکھا جائے تو بعض نقلوں کے وقت تصنیف معین کرنے میں مدد دی گئی ہے اور بعض غلطیوں پر معلوں کے باب میں مناسب رہے قائم کیا جا سکتی ہے۔

---

* زمانہ فروری ۱۹۰۸ء

دیوان غالبؒ

یہ امر مسلم ہے کہ کسی شخص کی حقیقی قدر و منزلت اسے کم و بیش اسی وقت واقف ہوتے ہیں جب وہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاتا ہے چنانچہ مرزا غالب مرحوم کو اپنے زمانہ میں وہ عزت و شہرت نصیب نہیں ہوئی تھی جس کے وہ مستحق تھے لیکن غالب پرستی کا یہ عالم ہے کہ ہر ذی علم اہل نظر کلام غالب کو جزو ایمان بنائے ہوئے ہے یہ دیکھ کر اقبال نازاں ہوتا ہے خالش فضل فلہ یؤتیہ من یشاء ۔

غریب اردو تو ذکر ہی کیا ہے یا کسی زبان میں کسی شعور کے کلام کی اتنی شرحیں نہ لکھی گئی ہوں گی۔ جتنی غالب کے محتصر دیوان اردو کی لکھی جا چکی ہیں اور ابھی تک لکھی جا رہی ہیں اسی سلسلہ دیوان غالب کے سو سو اڈیشن سے لیکر اسلئے اور بہت تک متعدد اڈیشن شایع ہو چکے ہیں ان سلسلہ کی ایک نئی دیوان غالب مصورہ میں شرکت کا دیباچہ (جرمنی) ہے جو ہاتھ ہمارے ساتھ ہے

یہ دیوان نہایت اہتمام کے ساتھ اعلیٰ قسم کے کاغذ پر خوبصورت کتاب میں چھپا ہے ہر صفحہ پر مصنف بجد میں ہیں خوبصورت جیبی تقطیع اور جلد منقش و مذہب ہے غرض حسن صورت کے لحاظ سے یہ نسخہ لاثانی ہے

۱۲ نومبر ۳۵ء

میان غالب

کلام غالب پر متعدد شرحیں موجود ہیں۔ موجودہ شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جناب آغا محمد باقر صاحب ایم اے نے اختصار کے ساتھ ان تمام شرحوں کا نچوڑ دیا ہے جن شارحین میں احسان ہے ان کا بھی صحیح ذکر کر دیا گیا ہے، مطلع پڑھنے والا آسانی سے یہ سمجھ جائے گا کہ اس شعر کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے ہمارے خیال سے مرزا غالب کی یہ ایک عمدہ شرح ہے جس نے دوسری شرحوں کی ضرورت کو کم کر دیا ہے۔ طالب علموں کے لیے اسکا مطالعہ ضروری ہے۔ شروع میں پوری ۱۱۰ صفحہ کی ہے اسکے بعد متن و مطلب درج ہے قیمت مجلد ۱۰ عدد روپیہ غیر مجلد دو روپیہ۔ ملنے کا پتہ شیخ مبارک علی تاجر کتب ۔ دربار لوہاری دروازہ ۔ لاہور

۱۵ اگست ۳۵ء

روحِ غالبؔ

[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں [

دیوان غالب اُردو

[illegible] نسخہ کی ترتیب [illegible] نسخہ کی مختلف صورتوں کی نسبت
[illegible] ۱۸۴۷ء [illegible] ۱۸۴۷ء [illegible] ۱۸۴۷ء [illegible] ۱۸۴۷ء
مولف نے [illegible] مختلف مشکل اشعار کی شرح بھی
کی ہے [illegible] ہیں

رشید حسن صاحب جس سے خوش ہوئے [illegible] دیوان [illegible] ہے
[illegible] اہتمام سے [illegible] کرنے کا [illegible]

مقدمہ نظامی کا مرتبہ دیوان اس قابل [illegible] عالم دوست [illegible] غالب کے [illegible]

ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت عمدہ

[illegible] غالب کی [illegible] ہے [illegible] نے [illegible]
[illegible] کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

دیوانِ غالب (نسخۂ چغتائی)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غالبؔ پر اہم خبریں

اردو ادب کے محقق [illegible] میں غالب کا دیوان بھی شائع ہو چکا ہے چنانچہ غالب کے مخطوطے کے [illegible] اردو ادب کی تاریخ میں کئی بار ہو چکا ہے اب [illegible] غالب پر سمینار ہو چکے ہیں ایک سمینار حال ہی میں [illegible] پروفیسر ہیمش پرشاد صاحب، وہی فاضل [illegible] شعبۂ فارسی، اردو ادب میں غالب کی [illegible] ترتیب و تدوین میں مصروف ہیں یہ مجموعہ [illegible] تیار ہو چکا ہے لیکن فاضل مولف کا خیال ہے کہ ابھی غالب مرحوم کے بعض خطوط کو [illegible] جو نہیں ہو چکیں، چنانچہ [illegible] نواب صاحب، بہادر، ڈاکٹر سر [illegible] نواب صاحب کے [illegible] تک رسائی ہو سکے اور [illegible] ان مکتوبات کو [illegible] کی دوستی سے توقع ہے کہ وہ مولف کو [illegible] کی [illegible] عنایت فرما کر ایک بہت بڑی علمی خدمت کو [illegible] پسند فرمائیں گے

مولانا شباب کھجوہوی نے مرزا غالب کے [illegible] کی [illegible] شروع کی ہے جو ابھی [illegible] تک [illegible] پہنچی ہے یہ شعر ان کے [illegible] شاعر میں بالقسط شائع ہو رہی ہے۔

بنگلور سے عبداللہ یوسف علی صاحب نے اعلان کیا ہے کہ ان کو غالب مرحوم کی نجی بیاض کا ایک نسخہ دستیاب ہوا ہے جس پر خود غالب کے دستخط موجود ہیں۔

حیدرآباد دکن کے نوجوان ادیب محمد رفیق صاحب ایم اے نے مرزا غالب کی بعض اردو فارسی غزلوں کا تلگو زبان میں [illegible] ترجمہ کیا ہے جس کا [illegible] انڈین خیام رکھا ہے۔ اس پر [illegible] یونیورسٹی نے [illegible] بھی تحریر فرمایا ہے۔ کتاب جلد شائع ہونے والی ہے

(علمی خبریں اور نوٹ)

مباحث

قتیلؔ اور غالبؔ

بحوالہ مضمون جناب کلیم الدین احمد

بازگوئے شیخ ندانم مستند یا دروغست
بہتر نماند قاعدہ تحقیق دست منست

سید صدیق حسن صاحب نون نے مجھ سے ایک بار کہا تھا کہ میں ہر اس مضمون کا جواب لکھوں گا جس میں میرے اعتراضوں کا جواب نہ ہو۔ اس لئے میں نے ان کے مضمون کا جواب لکھنا ضروری سمجھا۔ اس مضمون میں ان کے اعتراضوں کا جواب ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور باتیں بھی لکھ دی گئی ہیں۔

جن لوگوں نے میرا مضمون پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ میں نے قتیلؔ کی شاعری کی تعریف نہیں کی ہے۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ قتیلؔ کا کلام غالبؔ کے کلام سے ملتا جلتا ہے۔ اس کے بعد میں نے یہ بتایا ہے کہ قتیلؔ کا کلام غالبؔ کے کلام سے کیوں ملتا جلتا ہے۔ میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ قتیلؔ کا کلام غالبؔ کے کلام سے کیوں ملتا جلتا ہے۔ میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ قتیلؔ کا کلام غالبؔ کے کلام سے کیوں ملتا جلتا ہے۔

آخری صاحب نے یہ لکھا ہے کہ میں نے قتیلؔ کی شاعری کی تعریف کی ہے۔ میں نے قتیلؔ کی شاعری کی تعریف نہیں کی ہے۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ قتیلؔ کا کلام غالبؔ کے کلام سے ملتا جلتا ہے۔ میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ قتیلؔ کا کلام غالبؔ کے کلام سے کیوں ملتا جلتا ہے۔ میں نے یہ بھی لکھا ہے کہ قتیلؔ کا کلام غالبؔ کے کلام سے کیوں ملتا جلتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تھے ۔ وہ غالب کے ہم عصر تھے لیکن یہ فطری صلاحیت کہ اشعار میں جذبات کو محفوظ کر سکتے تھے
وہ غالب میں اس قدر تھی کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہو گئے ۔ بیشک اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے تخیل کی راہ سے کام لیا ہے
اضافے کئے ہیں بلکہ ان کے تمام مضامین یا تو خود ان کے تجربوں میں آئے تھے یا ان لوگوں نے تخیل کی مدد سے
کچھ اس طرح بیان کئے تھے کہ وہ غالب کے ہو گئے ۔ یہ ان کی فن کی بڑی کامیابی ہے

غالب کا مطلب سے ہے کہ انھوں نے اپنے پاکیزہ جذبات میں [illegible] کی ہے جیسے انسان اپنے محبوب کو دیکھتا ہے ۔ وہ
ہیں ۔ وہ ہر معاملہ میں بہت محتاط تھے ۔ ان کی تمام شاعری میں ہے جیسے انسان اپنے محبوب کو دیکھتا ہے ۔ وہ
اسی نگاہ سے ہے جس نگاہ سے انسان اپنے محبوب کو دیکھتا ہے ۔ وہ ہر جذبات کس طرح کا بیان ہو ۔ وہ پاکیزگی نہ کھو
جائے ۔ وہ سادہ و بامعنی ہیں ۔ وہ ہیں سے ہی زبان خاص طور پر ہے ۔ وہ درد کے ساتھ شعر کہتے ہیں
بلندی پر اٹھاتے ہیں ۔ ان دونوں کے بعد غالب کی اردو ہے ۔ وہ فارسی دانستہ کے عجائبات ہیں

غالب کی فارسی نثر جو عجائبات نثر فارسی کے نام سے طبع ہوئی ہے ۔ ان کی فارسی نثر و نظم مقصود ہے جو
نقش فریادی ہے ۔ اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان لوگوں ایران کو ہندیت کے
پانی سے غالب نے نہیں بچایا ہے ۔

مگر اردو غزلوں میں اردو کی شیرینی ہے ۔ اگر فارسی و ترکی اور خود ان کے اشعار نتیجے
تو اردو زبان اپنی ترقی و صناعی و لطافت کی تمام منزلیں طے کر چکی ہوتی ۔ وہ ہر قسم کی تکمیل سے محروم ہو جاتی ۔ غالب
نے اپنی اردو شاعری کا اصل اصول یہ رکھا تھا کہ جس قافیے سے وہ قافیہ کو اس کا ایسا جوڑ اور لطیف مضمون مل
جائے کہ شعر مجتمع ہو کر نظم ہو جائے اس میں کوئی اضافی یا ترکیب فارسی نہ داخل نہیں کرتے تھے اور
اگر ایسا مضمون نہیں ملتا تھا تو شعر کو سادہ سطح سے بلند کر کے ایسی بحر میں ڈال دیتے تھے اور اضافات سے قافیہ
کرا دیتے تھے ۔ زبان خود اس پر دو آتشہ کا کام دیتی ہے ۔ ان کے اشعار میں ہر ایک مصرع ایک دوسرے
سے مختلف ہے ۔ یہ فارسی آمیز اردو زبان کے لئے ہیں ۔ وہ ہر ایک بحر میں گئے ہیں ۔ ہر ایک بحر کی تمام خصوصیات
ترکیبوں اور ترکیب کیفیت شعری کو ادا کرنے کی ذہنی و فطرت سے ہیں ۔ ہر ایک بحر میں شوخ اور رنگین سے
کی شوخی و طنطنے پیدا کیجئے تو اس کی بحر میں زبان کی خوبیاں پوشیدہ نظر آئیں گی

خود غالب نے جب اس رنگ کے خلاف بے لطفی محسوس کی تو ایک مرتبہ اردو غزل کہنا چھوڑ دیا مگر پھر بھی کہا کرتے
کہ میں اپنے اس اردو نقش سے ناواقف نہیں ہوں ۔ [illegible] یہ ہے کہ میں
یہ بھی عرض کر دوں کہ ان کی وجہ سے تھی کہ اردو کے [illegible] جائے اور ہمیشہ زندہ رہے لیے
اس قدر قسمیں تھے ۔ ریختہ میں سال کے [illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ہے کہ [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس لئے وہ بھی دیا کا زاویہ تسلیم کیا جاتا ہے

غالبؔ

از حضرت مولانا حسرت موہانی

فروغِ شاہدِ مے شوق ہے کلام ترا
رہابِ شوق کو عنوانِ ساز ہے پیام ترا
چھلک رہا ہے مئے آرزو سے جام ترا

وہی نشیمن ہے کیف و ساز بھی ہے
ترے نوا میں نہاں عشرتِ بہار بھی ہے

وہ دورِ عیش تھے زندگی کی مستی نے
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

کہیں تصور و خواب نظارہ کا عالم
کہیں نشاط غم انتظار کا عالم
ہر اک مکاں ہے نشاں محفل آرا کا عالم

تمہ دشت کی تصویر ہے نشاں تیری
کتاب دہر کی تفسیر ہے نشاں تیری

تباہ شکوہ ماضی و حال تھا ہے ہیں
غریب کیف نشاط وصال تھا ہے ہیں
اسیر حلقہ دام خیال تھا ہے ہیں

کہ جہاں بھی رہا تو بہت بلند رہا
فلک کو شکوہ کوتاہی کمند رہا!

ترے وجود پہ کیف غم مسرور بھی
ہوس پہ موج تبسم بھی چشم پر نور بھی
ترے سکوت پہ برق بھی تجھ میں لا طور بھی

ترے نظر کبھی برباد امتیاز نہیں
تری مراد سزائے خانہ مجاز نہیں
تو رازداں ہے اسیر حجاب راز نہیں

خودی میں بھی تو ہوا ذوق بیخودی ہے جو
کیا زمانے نے بھی تجھ کو زمانی ہے جو

ماہ ستمبر ۱۹۴۸ء

مثنوی

حالنامہ

گوی و چوگاں

عارفی ہروی

از عنقیں احمد

مولوی فارسی شاہ عارفی ہمروی کی مثنوی گلوی وجیوگان بحالنامہ

ایک مخطوطہ کا تعارف

عارفی تخلص کے بہت سے شاعر ہوئے ہیں۔ ان کے حالات تذکروں میں بہت کم ملتے ہیں۔ ان کے حالات کی تلاش میں ہمیں صرف ایک قلمی نسخہ ملا ہے جو ۱۲۲۶ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس نسخے کی دریافت کا شرف ہمیں نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

مثنوی گلوی وجیوگان میں تقریباً ۱۲۰۰ اشعار ہیں جس میں شاعر نے اپنے گاؤں کے دو نوجوانوں کی داستان عشق بیان کی ہے

[illegible]

کچھ تعارف کے بارے میں

[illegible]

[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رواں تر از آب زلال الہیار خوش محاورہ و مجادلہ"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

صاحب آئے کوئی جوہاں آں سقہ آمد است[1]

[illegible]

[illegible]

[illegible

چھ مثنوی کے بارے میں

علامہ عارفی نے زلیخا کا متن کے مصنف نے اس کے
مقدمہ میں بیان کیا ہے ۔

[illegible] ۔ [illegible]

مثنوی کے آخر میں اس نے مثنوی کا [illegible] بھی بیان کیا ہے ۔

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

یہ مثنوی عارفی کی مثنوی قصۂ یوسف کی طرح بحر متقارب مثمن سالم کی بجائے بحر متقارب مسدس اثرم مقبوض محذوف میں لکھی گئی ہے اور اس کا وزن مفعول مفاعلن فعولن ہے ۔

اس مثنوی کا مادۂ تصنیف سلطان شاہ نے ۹۵۰ھ / ۱۵۴۳ء کا عدد نکالا ہے ۔ عارفی نے یہ مثنوی شاہ بیگ سے متعلق ہے اور اس میں اس سے پہلے سلطان محمود، سیف کے لیے لکھی ۔ اس نے اس مثنوی کے موضوع کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

مثنوی کا موضوع

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گوی کرشمہ از رہ ہنر زدہ بر لوح جبین ماہ سر زدہ
[illegible] گوئی تو کز رخم گوی شاہ است

شہزادہ کا گھوڑا جس کا نام ابرش تھا [illegible] چوچگاں چھوٹی تھیں آ [illegible]

[illegible]

قصہ کا اجمال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تعداد اشعار

یہاں قصہ کا اختتام ہو جاتا ہے۔

بخشید مرا به لطف بسیار چوگان زر و هزار دینار

••

عکس حالنامہ صفحہ اوّل

نسخہ خدا بخش

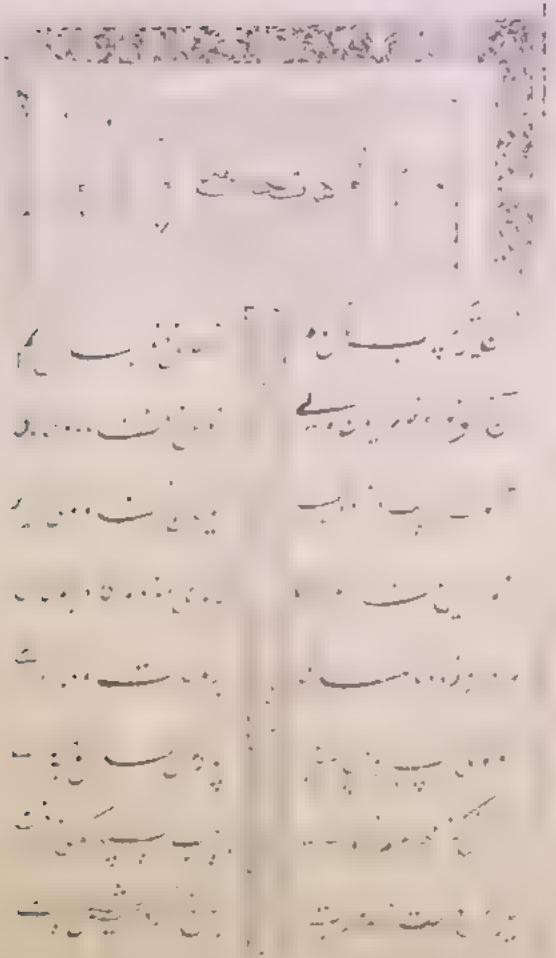

عکس حاشیه صفحه آخر

نسخه خدابخش

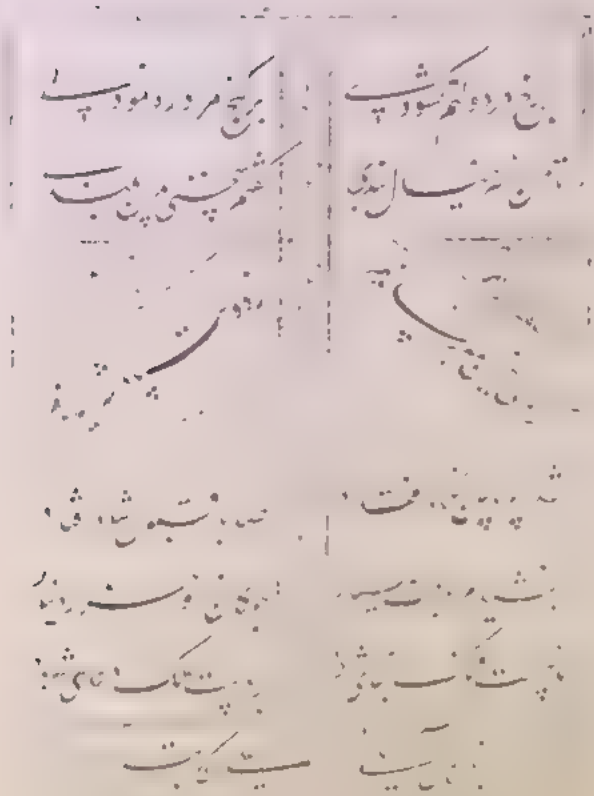

خالنامه

زبان بیشه‌ها کرده خوب حال ویرا ... حالی ... بیشه‌ها ویرا
کنون حالی ماده ... رجان کوی ... ویرا حق ... ویرا
... کوی سیه‌ست ... چو موی توشه پیوست
... گیه ... چو موی ... کوی
زماه ... ... گوی
... ... روی
صنعش کز مهر عالم افروخت ... سیه‌ست ... زرد
ابی گوی دُرست زرکه مهرست ... پیوست
از شرق به غرب داده راهش ... محل جایگاهش

در مناجات قاضی احاجات

ی گوی ... توسیه ... ی ... چو ... ب توموسی
... گوی ... ... تو ... محل ... تو
... ...
... ...
... ...
... ...
... ...
... ...

... ...
... ...

در مناجات دوم و تمہید نعت

ای بیان زبان حالم از تو — خالی نبود خیالم از تو
ای از تو ربوده حسن من — سودای سر خیال من
روشن بوت کہ حال من چیست — در آئینہ خیال من کیست
توفیق رفیق حال من کن — دُر در صدف خیال من کن
تا چہرہ زردی حال گویم — گیتی بانیال گویم
ای نوہ حالت دوم بخشش — شیرینی شعر خسرو دم بخشش
تا سفتہ دُرّی زیر دُرّم دہ — تا لعل گوش کوہسارم دہ
پی کوہسار معرفت بدارم — تا نام بہ عارفی برآرم
بر نسیج بدیع تم صفا دہ — گویم نعت مصطفےٰ دہ

در نعت خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم

آنجا بشیر و بت طوالک — وآں کردہ گذر ز کوی افلاک
آں کولک برسپہر بردہ — واں گوی زماہ و مہر بردہ
برسبز مہ و ستارہ کردہ — ہم قرص قمر دو پارہ کردہ
ہم بردہ زنعت، فلک گوی — ہم کردہ دو صولجاں زیک پای
میدان سپہر در نوشتہ — در جاں زقدسیاں نگذشتہ
یکراں چو بریں بساط رندہ — زو طایر قدس باز ماندہ
یک نعلہ مہ نوازہ بخشش — یک کوشہ فلک زصولجانش
در ملکبتش سپہر گوی — وز ملکتش دو کون سوی
وی سرزن نثار بادبختش — خاک رہ مشت وغبار بادبختش

---

۱ ب: بیدگوی ۲ ب: ۔۔۔از ۳ ب: فلک سیر گرم ۴ ب: گرہ
۵ ۔۔۔ اضافی، غیر مستند الف میں نہیں ہے۔

در خطاب به عشق گوید

ای عشق بحال من نظر کن — وز راستی حقیقتی خبر کن
تا گوی وصال بر ربایم — ماهیت حال باز دانم
گوی زخیال برتر آمد — تا پند مرا که آن نباشد
گوگانی فکر پیش راهم — وز دست تو خود خلاص یابم
بگوی خیال خوب بندم — وحدت نمد کوب سازم
گویم سخنی مناسب حالم — وز وی سخنی طلب نمایم
جولان زمان خیال سازم — وز وی سخنی عجب نیابم
میدان سخن چنان گشایم — کز نظمه چو در نظم آیم
در پیشم جهان خوم گردی — آرام نه نظمه چون نقاشی

در سبب نظم کتاب گوید

روزی که ز حوصله بهاران — وز پرده ی نیستی بهاران
خورشید ز برج ره گشاده — در حجره گنج گل نهاده
در دشت فضا بساط رحمت — بر سوی سخن دو شکفته
گل عقد کوکب دری جویش — نسرین بسر دوی خویش
از آب حیات دور موطن — گلبن شده دست مهربانی
نسرین ز لطف دانه دانی — سیمین بسر زبان دانی
ریحان دانی سیاه گل سان — وز آب حیات کرده دانه
نسرین سپیده دستمالی — آزاد شده ز ماه تا ماه

صراخوش دو دلکش و هوا نوش — ز خوبی آن هوای دلکش
اندیشه کشت در دم گشت — رفتم چو صبا به عزم گشتت
ناگه گذرم فتاد سوی — چون باغ بهشت دلگشائی
سر سوسنی و پای سیمی — چون کهکشش آسمان زمینی
گردون چون نظر در آن زمین کرد — زهره گشت و قصد کین کرد
گردید کبود و بس برنشفت — وز غایت کبر باز مین گفت

در خطاب آسمان باز مین گوید

کای نادره در بر بر من — بنشین که نه تو در خور من
با من تو برابری چه جوئی — کز دولت من به آب روئی
فتح تو ز من بود بهر باب — در جیب تو من کنم دُر ناب
تو پستی و من علو پایه — بر فرق تو از منست سایه
هر جا که خدای دانه گفت — دانای من سگر که در قفا گفت
فرقی بتوام که در میان است — من زین و تو آسمان است
من دایره ام ز گوی پاکم — تو نقطه و نیک نقطه خاکم
بازار من از چراغ کوکب — هم روز مرا است و هم شب
فیروزی من ز ماه و مهر است — زانست شب و روز جاه و قدر است
جای که منم کجا تو باشی — در پای منت وه خاکساری
آباد تو ز بهر خر ابست — پوسیده کوخ تو در آبست
بس کز تو بدل فگار دارم — کی روز و نه شب قرار دارم
با سنگ دلی و تیره رائی — در معرض من تو چون درآئی
اینها به زمین چو آسمان گفت — برزه ز مین و در زمان گفت

در خطاب زمین با آسمان گوید

از کوکب اگر مرتبتی تو — یا از گل شبنم گلشنی تو
من نیستم بدود لاله و گل — دارم ز تو بیشتر تجمل
در توشب تیره می نمائی — از آئینه شمع روشنائی
بنگر که مرا هم از سیاهی — در عین صفا چنانکه خواهی
چون چشمهٔ شهری درخشد — آبی که حیات خضر بخشد
گر هست ترا نجوم ظاهر — آراسته ام من از جواهر
گر کوکبهٔ تو از بلندیست — در پستی من صدا رجندیست
من گویم اگر تو صولجانی — بر من ز چه خنگ می دوانی
هر چند تراست خود نمائی — باری همه گرد من برآئی
اینجا چه مقام خودستائیست — پیداست که این سخن بجائیست
گر فربهیت ز ماه و مهر است — فخرم به بتان ماه چهر است
من سرمهٔ چشم مهر و ماهم — زان روی که خاک پای شاهم
این بس بودم که ابر بخشش شاه — چون آب بروی من کند راه
چون بست صد آبرو برینم — روی تو رواست بر زمینم
چون گفت زمین جواب گردون — دیدم که چو آفتاب گردون
از هر طرفی فتاد دیگر — گل روی سمن عذار دیگر
جولان دادی سمند تازی — مشغول شدی بچوبی بازی
دردست چو سیم هر جوانی — بود از پی ناب صولجانی
آن سیر فلک چو سر دوده — این میل بپای گل نموده

۱ بگذار تا من از آسمان ... ۲ تو خواهی بر من ...

این جانب گوی روی کرده — قصد زدن و بردن گوی کرده
آنجا به یکی دگر نموده — در گوی زدن هنر نموده
این گوی ز پیش آن ربوده — آن در خم صولجان ربوده
هر گوی که این زراه برد — آن بر سر جایگاه بردی
در هر زدن و ربودن گوی — دیدم که دو صولجان ز هر سوی
قلاب صفت فتاده در هم — انداخته خم چو زلف پرخم
چوگان شده همچو سایه‌داری — دیوانه ز دست هر سواری
از تابه آفتاب رویی — گو از سر حال کرده سوی

در صفت بادشاه عصر گوید

القصه چون این بساط دیدم — قوشی همه پرنشاط دیدم
شد گونه خیال داد دستم — در حال میان بعنکر بستم
چون گوی بگوشهٔ دو دیدم — چون تیشه روان زبان کشیدم
تا گوی سخن ترا شم از جان — در خدمت شه زدم به میدان
خورشید سریر و ماه مسند — سلطان جهانیان محمد
شاهی که چو برگرفت چوگان — مه گوی شد و سپهر میدان
آن لحظه که پا بزین در آورد — گرد از کرهٔ زمین بر آورد
چون ابرش باد پا برانگیخت — گوی که بباد آتش آمیخت
چوگانی شه که در نگا پوی — از توسن چرخ می برد گوی
در جستن رند سر کشیدی — بر گوی سپهر بر دویدی

چوں گوی سپہر کرد پیوست — میداں میداں چو گوی جستی
ہرگاہ کہ در عرق شدی غرق — باراں بودی و درمیان برق
آویختہ مرصع از دُم اوست — بگریختہ آفتاب از شرم او
گوئی ست درست گاہ جوان — بر گوی زدہ نشیدہ چوگان
ہرچند کہ دویدہ در پی گوی — گردیدہ ز سر ہنوز سر گوی
ہر بار کہ در نورد رفتہ — صد دشت بگرد رفتہ
از کوہ چو سیل در گذشتہ — وز بحر چوں باد برگذشتہ
آں کوہ نورد زور تاورد — ہر گو کہ بدست داد آورد
دیدہ فلک از کنار میداں — یک گوی میاں چہار چوگان
آں عرصہ کہ شاہ گوی بازد — یا تازی تیز گوش بازد
میداں سوادش تواں گفت — دُر دیدہ دولتش تواں گفت
آں صحن فلکش کہ گوی ماہ است — جولانگہ بادپای شاہ است
گوی کہ ہلال آسمانش — چوگان شہ است دلبرانش
چوگان فلک کہ زر نگار است — سرگشتہ گوی شہریار است
گوی کہ شہ از رہ ہنر زد — بر لوح جبیں ماہ سر زد
آں داغ کہ بر جبیں ماہ است — گوی تو کہ زخم گوی شاہ است
تا آمدہ بر زمیں برد تاخت — زو باز دو بر آسمانش انداخت
از ہرثیت صولجان سلطاں — گردوں شدہ تیز گوں غلطاں
ہر گوی کہ زد شہ جواں مرد — خورشید نہفتہ گشت در گرد
چوگان سر خود بہ مہ رسانده — خود را بہ کوی شہ رسانده
ہر گوں کہ صولجاں رسانده — فریاد بر آسمان رسانده

توی مرد آسمان فتادی	رخ برسه گوی شه نهادی
زیبد زبرای عرصهٔ شاه	کز نایت مهر آورد ماه
هر گوی ز گوهر کواکب	هم میل زد از ت شهاب ثاقب
دارند چو بر قبوش صید	چوگان هلال و گوی خورشید
تا گوی زمین آسمان ست	چوگان هلال در میان ست
ن شاه سوار عرصه رزم	وان گنج نثار مجلس بزم
پیوسته خجسته حال باده	پوگانچی او هلال باده

در آغاز داستان شاهزاده و درویش

تویی سخنور سخن سنج	کز ورج سخن بود و رنج
ذهوکه در آوان پیشین	از جمله خسروان پیشین
در عرصهٔ قصه هوشیاری	داری چو جهان جهان پناهی
چون نصرت تیغ چین گرفته	آرام دلان ز مین گرفته
تنها نه جهان گل زمین دشت	صد ملک دگر در و ری پیوست
بر یاشتنهی بر سه نشین	صد ترک خطا ت به خوانسالار
بنده زیت ده ده چوگان	و ز مه رده روز میدان
ده ن ش ستاره نیلی	ده ز تیغ و سپاه نیلی
بر ما ت ده ب ا ت	مشکین شده چین زگرد راهش
ن ش ده ن	قفقور کمینش از وشاقان
ک ا ن ت	بالاتر از آسمان زدی تخت
خ ده ده ب ز ت	کز سر بهال ت

حاشیه ـ هنوز ـ دهر ـ بشیر ـ ب ـ یدالله شاهین

ماهی که تمام دلبری بود — در صورت آدمی پری بود
شائستهٔ تاج و تخت شاهی — رستهٔ گلی از درخت شاهی
شیرین سخنی که داد برباد — از سنگدلی هزار فرهاد
لیلیٰ زلفی که داشت مفتوں — در سلسلهٔ هزار مجنوں
صد ترک ختن غلام درویش — صد فتنه چین ز تاز مویش
هرگه که سمند بر نشستی — زلفش چو کمند بر شکستی
آهو به کمندش اوفتادی — در پای سمندش اوفتادی
در زلف هزار چین نهان داشت — در هر چین هزار جان داشت
جانان داده بتان چین برایش — آهوی ختن سبک سرایش
رویش ز غبار خط مشبرنگ — آئینه چین نموده در رنگ
ناوگری ز گیسوی او — چین خسته شده ز بار دی او
ماه آمده هندوگی کمینش — دز خرمن حسن توشه چینش
در چین قبا هزار جانش — آویخته موی تا میانش
هر لحظه ز چشم آهوانه — برهم زده صد فسانه خانه
بت پیش بتت سجود برده — رخ سوده بخاک و سود کرده
زلفش که فتاده بر زمین بود — در هر شکنش هزار چین بود
صورت گر چین که هر زمانی — بر فلکش برد ز مانی
بر صورت مه دکشیدی — انگشت بدانی گشتی بدندان
فتنه قد بدو نیاز پیوست — از نیشکر و قند شه بست
آن ماه سپهر شهریاری — کرده گذشت در سواری
هر مه که سپه ز فتنه داشت — نرمیل بگوی فتنه داشت

یک دم بهوای گوی شتابش — ز دست نمی نهد ده چوگان
باحسن و جمال عالم افروزش — بر صورت آفتاب هر روز
بیرون رفتی بگوی بازی — جولان دادی سمند تازی
گویند که بود یک غلامش — چون بدرونی بجان نامش
همچو مه چارده تمامی — در صورت خسروی غلامی
بر گوشهٔ ابرویش هلالی — بر ماه ز شب نهد خالی
در حسن شکست ماه کردی — چوگان داری شاه کردی
چون رغبت بازیش فتادی — چوگان زرش بجان دادی

رفتن شاهزاده بگوی بازی

روزی به نشاط کامرانی — شه زاده بهین ینکه دانی
بر خنگ سبک عنان برآمد — چون مه بر آسمان برآمد
با نیل و سپاه خود بروں رفت — یا کوکبه زند بروں رفت
از بهر نشاط گوی بازی — آراست بساط گوی بازی
وآنگه ز پی خواست چوگان — بر گوی گرفت راست چوگان
چوگان چو بگوی سر در آورد — در معرکه گوی سر بر آورد
چوں پای نهاد بر سر گوئی — گوی ز همه روی شد کمین گوی

در حالت عشق و کوی چوگان

گفت ای سر من فدای چوگت — بر باد دهم سر ار بریزی
چوں از قدم تو سر فرازم — سر قدمت بر نهم ز عزم
هر لحظه دهی ز سر گرفتم — ز ما سر تو بر گرفتم

برداشتهٔ تو ام دریں کوی — بر خاک رہت زاں نہم روی
از خویشم اگر دہی رہائی — باز از پی من دواسپہ آئی
در پای تو ام کہ سروری نیست — بشنو سخنم کہ سرسری نیست
دست تو زمن ہمیشہ بالاست — ہر جا قدمت سرمن آنجاست
بر تارک اگر زنی نزارم — سراز قدم تو بر ندارم
خال نہ کنم سر از خیالت — عمریست کہ می پرم ببالت
از دست تو گر نفیر دارم — خود از تو کجا گزیر دارم
با آنکہ ز تو پای بر جا — دارم سر آنکہ بوست پای
گر تو ز سر و راز دستی — صد بار سر مرا شکستی
بی دیدنم اگر سر از تو پیچم — جز سر کہ بدست نیست ہیچم
در ہیلت اگر درست ماہم — زیر قدمت تو خاک راہم
تا بود بدیں صفت وجودم — در تحت تصرف تو بودم
زینسان تو ام ارجمند کردی — آوازهٔ من بلند کردی
بر فرق تو ام کہ راہ داری — ایں پایہ نہ دوست تا چہ داری

فی الحال بگوی غت چوگان

از گوی چو این شنید چوگان — تن کرد سراسر روی چوگان
گاہی سر تو ز بر چو گان — گاہی سر تو زیر چوگان
زین گونہ کہ گشت رہبر تو — پیوستہ چو سایہ بر تو
از تو سخن چو چوگ سازد — بر بر تو بر زمین میاید
در پای فتادہ زار بستم — من نیز بر تو نشستم

قدّه کز خمیده همچو دالست — بر دوستیت گواه حالست
از هر طرفی که می توانم — خود را بسر تو می رسانم
هر لحظه مرا دست دیگر — از بهر تو سوده بر زمین سر
دست من و گردنِ وصالت — پای من و دامن خیالت
دنبال تو جز بسر نکردم — تا سر بود از تو بر نگردم
کار من اگرچه در هوا زست — اصل من و وضع من هوا زست
نی تو قد من شکست گیرد — خود نی تو مرا که دست گیرد
رنگ رخ شیر نی پرستی تست — دین هستی من زپستی تست
چون پست قرار هیچم از تو — برخویش چو مار پیچم از تو
من در پی تو بسر دو دیده — تو بر طرفی دگر دو دیده
از پی زنگاه کردن من — کج مانده ز دور گردن من
این سر که مرا ست بر سر دوش — بهر قدم تو دارمش گوش
چون آرزوی تو در سر ماست — دارم سر خود نگر بدو دست
جای من اگرچه دست شاست — در حال تو شاه را نگاهست
چون پاسخ یک اگر شنودند — آیین دو فاز سر نمودند
در خدمت شاه آن گاه — بر شکل هلال و هیأت ماه
این از سر خویشتن قدم کرد — وان پشت دوی بهر خم کرد

در دیدن درویش شاهزاده را

شاهزاده در او بسر فرازی — مشغول شده به گوی بازی
ناگاه رکوشهٔ نقیری — در کوی نیاز بوسه پیری

آوارهٔ مفلسی عشقیم — وز نقد مراد بی نصیبیم
سودا زدهٔ سیاه بختی — افتاده چو سایهٔ درختی
هم چشم ترش سیه بهاری — هم چهره ز گریه لاله زاری
برهم زدهٔ خراب حالی — وز دست زمانه پایمالی
برپای دلش ز عشق بندی — در گردنش از هوا کمندی
شه را چو ز دور یک نظر دید — حیران شد و حال خود دگر دید
دیوانه شاهزاده آمد — وز اسپ خود پیاده آمد
هر بار که سوی شه نظر کرد — صد گونه ز شک و بیم در کرد
چون آن چو گرفت آن پری رو — آن شیفته بود چون گو
گرد آمدی و بسر دویدی — هردم طرفی دگر دویدی
در بازی شه نگاه کردی — فریاد زدی و آه کردی
پیراهن صبر چاک می زد — در عشق دم از هلاک می زد
از دیده دُر خوشاب می ریخت — تا دُر که عقیق ناب می ریخت
بر چهرهٔ زرد داغ خط آل — گویا شده بود صورت حال
چادرش که بود محرم شاه — آن حال نگاه کرد ناگاه
زان سوخته خواست حال پرسید — دیدش دُر اشک و مهره بر چید
گفت آه چه بازی فتادش — زین مهر کجا بود گشادش
صد گونه بلا بود درین کوی — در کوی بلا کسی نهد روی
زین ورطه که عقل پی بخون برد — جان بشکل زین توان بدر برد
ایمن بادیه را کران نباشد — بیرون شد ازین بجان نباشد
ترسم که بجان رسد زیانم — این قصه شنو شرح نهانم

---

۸ در چهرهٔ زردش از خط هال: در نسخهٔ چاپی.

کآں دلشده را بخون نشاند | گر باد بگوش شه رساند
جادوش اگرچه سر نگه داشت | از حسن فراستی که شه داشت
حال دل آن زپا فتاده | دریافته بود شاهزاده
برگوی که صولجان رساند | کو حالت گوی را نداند
دل را که به دلبری سپارد | کز مهر دلش نگه دارد
برصید که زد خدنگ کاری | کش دل نکشید بر شکاری

در نالیدن درویش تمام شب گوید

شهزاده بدلنوازی آن روز | بهر دل آن غریب دلسوز
گو از همه روز بیشتر تافت | آن روز برغبت دگر یافت
بر چرخ چو گوی مهر در گشت | شهزاده عنان کشید و برگشت
درویش چو گوی برزمین ماند | حیران شد و روی برزمین ماند
جائی که نشان گوی شه یافت | آنجا سر خود چو خاک ره یافت
جائی که اثر ز گوی شه داشت | برداشت بدیده ونگه داشت
افتاده چو گوی بود برجست | زد بر سر خود چو صولجان دست
کرد از سر حال ناله آغاز | وز ناله بلند کرد آواز
گفت از خودی خودم ملالست | عالم دگرست این چه حالست
بدحالم و هیچ گوی پامال | یارب که مباد کس بدین حال
زآن به که فسانه گوی گشتم | افسانه شهر و کوی گشتم
گوئی دل خود نزدست دادم | دو معرض گفت و گو فتادم
از من برشه سخن که گوید | من کیستم و زمن که گوید
مرغ دل من شکسته بالست | جان گوی شکسته خسته حالست

[illegible] ز سرو سمنبر یاد [illegible] ز — [illegible] سر گردانم بکوی دلبر
[illegible] گرفته دل چو گویم — حال دل خویش با که گویم
[illegible] قفل چیست در دست نادان — حال که مرهم چه داند
گر زخم نبود بسینه بکوی جانی — با که گویم که کیف جانی
ای یار خندهٔ جان گردان — تا کی مرا در وصال گردان
فردا که شوم ز خاک تن خلق رهی — خواهم ز تو بخشش فقر دنیی لوی
با کوی بروم ز میدان — یا سوی سپهر چون سپیدان
زین غم ز خود فراموش می‌ست — می‌نوش و جهان جان می‌ست
هر دم ز خیال نو [illegible] — [illegible] نو نقش نگار می‌کند
شاهان همه سال تحفه‌ش بود — دریا همه سال تحفه‌ش بود
چون همدم دیرساز [illegible] — از دور شنید نالهٔ [illegible]

در آمدن فقیر درویش گوید

[illegible] ز [illegible] دف بهوشش آمد — چون آمد روبرویش آمد
در گردن نهفت دید رویش — بر سر زده دست مو مویش
گفتا که کجا بدی [illegible] — سودای [illegible] دلربای
[illegible] دل [illegible] — گر [illegible] گشت حاصل
[illegible] [illegible] — در [illegible] سوز
[illegible] [illegible] — سودای [illegible]
[illegible] [illegible] — [illegible]
[illegible] [illegible] — [illegible]
[illegible] [illegible] — [illegible]

[illegible] دل [illegible]

این ناله و آه زاریت چیست — بی‌صبری و بیقراریت چیست
آن شیفته حال در جوابش — گریان به هزار غنطه لبش
گفت از رخ زرد و اشک آلم — معلوم کن و مپرس حالم
حال دل خویش با که گویم — گوید دگر اشک من چه گویم
هم کار دل من بجا رسیده — هم کارد با استخوان رسیده
این دیدهٔ اشکبار بنگر — وین روی چو لاله زار بنگر
روز من و روزگار من بین — بستان من و بهار من بین
ره گم شده در دلم نفس را — این حال مباد هیچ کس را
این حال چو دید همدم او — زد آه و گریست از غم او
دانست که حالش از چه زارست — در قید کدام شهسوارست
کرد از ره یاریش ملامت — کای رفته ز کوچهٔ سلامت
اینجا قدم استوار باید — گر سر برود قرار باید
از رفتن سر بکوی عشق — آخر چه سرو چه گوی در عشق
بحری که درو دو کون غرقست — اینجا سر گوی و چه فرقست
این گوی محبت است ازین کوی — نتوان سر خود گرفت چون گوی
چون گوی بکوی عشق بازی — سر باز که نیست عشق بازی
زین درد که هر نفس توان مرد — یک تن نه شنیده‌ام که جان برد
گر تیغ رسد مکش سر از پای — صد سر بوی بود درین کار
چون این سخنان شنید درویش — خط بر سر و جان کشید درویش
زان حال بصورت دگر گشت — وان درد که داشت هیچ‌تر گشت
بر صبر قرار داد دل را — بر داد جان نهاد دل را
دل غم روزگار خود گفت — وآنگاه ز جان نثار خود گفت

---

۱ حال دل خویش با که گویم — گوید دگر اشک من چه گویم
۲ هم کار دل من بجا رسیده — هم کارد با استخوان رسیده
۳ این دیدهٔ اشکبار بنگر — وین روی چو لاله زار بنگر
۴ روز من و روزگار من بین — بستان من و بهار من بین
۵ ره گم شده در دلم نفس را — این حال مباد هیچ کس را
۶ این حال چو دید همدم او — زد آه و گریست از غم او
۷ دانست که حالش از چه زارست — در قید کدام شهسوارست
۸ کرد از ره یاریش ملامت — کای رفته ز کوچهٔ سلامت
۹ اینجا قدم استوار باید — گر سر برود قرار باید
۱۰ از رفتن سر بکوی عشق — آخر چه سرو چه گوی در عشق
۱۱ بحری که درو دو کون غرقست — اینجا سر گوی و چه فرقست
۱۲ این گوی محبت است ازین کوی — نتوان سر خود گرفت چون گوی
۱۳ چون گوی بکوی عشق بازی — سر باز که نیست عشق بازی
۱۴ زین درد که هر نفس توان مرد — یک تن نه شنیده‌ام که جان برد
۱۵ گر تیغ رسد مکش سر از پای — صد سر بوی بود درین کار
۱۶ چون این سخنان شنید درویش — خط بر سر و جان کشید درویش
۱۷ زان حال بصورت دگر گشت — وان درد که داشت هیچ‌تر گشت
۱۸ بر صبر قرار داد دل را — بر داد جان نهاد دل را
۱۹ دل غم روزگار خود گفت — وآنگاه ز جان نثار خود گفت

یک سنه گرم هزار باشد — صرف ره شهریار باشد
جانم چو رود ز پیکر من — خواهم که ز دیده در سر من
در عرصه شاه کوی سازی — تا شاه کند بگوی بازی
وآنگاه مرا ز روی یاری — در منزل خاک چون سپاری
از روی وفا و مهربانی — بر تربت من اگر توانی
گوی نهی و صولجانی — کز پا ندرم بود نشانی
زینسان چو بهمنش سخن رفت — بس بر سر حال خویشتن رفت
هر سوی چو جستجو می گشت — بر روی زمین چو گوی می ست
می تاخت چو گوی گرد میدان — می ساخت ز درد آه چوگان
بر هر طرفی که راه کردی — حیران به زمین نگاه کردی

گفتن درویش حال خود با گوی

ناگاه ز دور دیده گوی — سرگشته و خسته دل چو او نی
سرگشته گوی بی قراری — رقاص بساط خاکساری
بر خاک نیاز رو نهاده — وز سر همه آرزو نهاده
زیر خ بسی جفا کشیده — در ماتمی آزها کشیده
گرد ستمش برو نشسته — آوازهٔ او بد نشسته
خشک و تر روزگار دیده — در دسر بی شمار دیده
هشد کوبه روزگار خورده — صد زخم ز دست یار خورده
در کوی وفا دویده عمری — با باد هوا دویده عمری
هم کرده ز بهر عشقبازی — هم کرده بخاک سرفرازی

درویش دوید برسر او — وز پای نشست در بر او
تا حال گذشته باز گوید — با گوی شکسته راز گوید
تعصب بگوی راز دل گفت — وز عجز خود و نیاز دل گفت
چون گوی شنید گفتگویش — بر خاک قدم نهاد درویش
از فرق نخست ره رفتش — وآنگه بزبان حال گفتش
کای شیفته ستم کشیده — صد گونه بلا و غم کشیده
بردم ز تو خاک راه رویم — تا پیش تو سر گذشت گویم
گویم چه گذشت برسر من — وز چرخ چه گشت برسر من
من نیز دلی شکسته دارم — همچون تو دروں خسته دارم
آن روز که حال من نکو بود — در پیش شهم صد آبرو بود
می کرد چو شب نگاه در من — حسرت می خورد ماه بر من
صد بار بدور من مه و خور — از رشک زدند بر زمین سر
امروز که بخت آبرویم — فرقی نبود ز خاک کویم
از گردش روزگار دوتا — ناگاه سر آمدم بدیوار
زین بازی چرخ بی عجب نیست — دنبال کدام روز شب نیست
گر روز و شب است و گر مه و سال — پیوسته کجا بود بیک حال
مه گرچه بدان کمال باشد — گه بدر گهی هلال باشد

خطاب کردن درویش با چوگان

از گوی چو درگذشت درویش — چوگان شکسته دید در پیش
افتاده و پا دراز کرده — پیوند ز غیر باز کرده
زدست شده ز کار مانده — وز پای فتاده زار مانده

سر باختن اختیار کرده — سر در سر عشق یار کرده

چون زلف بتان فتاده در پای — سر داده بباد و پای بر جای

ز جور سپهر خم گرفته — وز پیش ره عدم گرفته

پا در گذر بلا نهاده — سر زیر جفا نهاده

پا در گل و مانده سر به زانو — فی زور قدم نه زور بازو

بر خاک نهاده پهلوی خویش — انداخته غم در ایروی خویش

درویش که حال از و بتر داشت — از مهر سرش ز خاک بر داشت

در صورت حال و منظر کرد — آری زده جای دیگر کرد

آن بیهده گوی درد پرور — برداشت خروش ز سر درد

حال دل خود بصوت ناخوش — از دل بزبان جان گرفت

چون کان چو شنید حالت او — پر حال شد از مقالت او

سر تا بقدم همه زبان شد — آنجا همه تن زبان توان شد

گفتا که بریں خمیده قامت — روزی گذرد بصد قیامت

من هم غم روزگار دارم — صد شکوه ز دوست یار دارم

روزی که بدست شاه بودم — سر بر سر گوی ماه بودم

کو بر سر دوش شاه بودم — کو فرق سرم بماه سودم

گر رشک حلال کردی — گر در پی کوی جان کردی

امروز که مانده بر زمینم — بر خاک نشسته بین چنینم

کس را نه خبر ز زاری من — وز خواری و خاک بینی من

درویش چو دید زاری و — واں زاری و بیقراری و

اشک همه گوی و صوت جانسوز — بر گوی بگوشه کرد اں کرد

خنوط بین خناری کہ لیکن وارج ۱۲ دست ہے۔

از سیم سر شک گوی می ساخت — در صحن دو دیده گوی می باخت

چندان که ز جان خویش می رفت — مژگان ز دو دیده نیش می رفت

می رفت و زمین ببوسه می رفت — حال دل خسته سیدی گفت

با خود همه شب مقال می کرد — می گشت چو گوی و چوگان میرد

میدان دو دیده تاخت می کرد — وز هر مژه راه خواب می برد

چون گوی بهر سوی می گشت — وز دیده گهر دمبدم می ریخت

زد بوسه بدیده خاک می کرد — بر خاک بدیده پاک می کرد

زد بوسه بدیده راه می رفت — بر بوسه راه می گرفت

در چوگان بازی شاهزاده گوید

تا روز ز [illegible] — از هیبه نمود گوی زرین

شهزاده نشین خوب خواست — چون مهر درخشان بیاراست

چوگ سید ملکی [illegible] — وز غایت عشق و ناز بینی

[illegible] — بربست و زین خط خوبی

[illegible] — کوی و چوگان بست

[illegible] — می خواست نظر سندن شش

[illegible] — کس وز لقش نظر بشش

[illegible] — کس را سه بخل سندن

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible]

ن آب بر آبرش دویدی ن باد بگرد او رسیدی
بر کوی بجائیکی ستادی چابک تر از و نبود بادی
چون باد اگر بتد قرارش شهزاده چو باد شد سوارش
پیش و پسش از بتان سپاهی هر یک چو ستاره و چو ماهی
بر دوش گرفت هر جوانی مانند هلال صولجانی
در حسن زمه زیاده بودند هم بازی شاهزاده بودند
این حلقه ز زلف در بناگوش وان حلقه زلف در بناگوش
این جعد سیاه تاب داده وان غنچه غمزه آب داده
این طرف کلاه برشکسته وان بر گل تر گلاله بسته
این دست ز سیم ناب برده وان گوی ز آفتاب برده
این گوی نموده از زنخدان وان از سر زلف کرده چوگان
این کرده بزه کمان ابرو وان بسته گره کمند گیسو
این صف شکن بتان چینی وان غنچه دهان سیمینی
این هر دو بکوی سیم غبغب صد دست کرو ز ماه نخشب
آن برده ز لعبت ختائی صد بادسبق بدلربائی
شهزاده و آن بتان که بودند چون ماه و ستاره می نمودند
نظارگیان ز هر کناره دیدن همه گرد او ستاره
شهزاده چو از کنار میدان [illegible]
چون شه سر خود نهاد بر دست [illegible]
در خدمت آن بتان پریروی [illegible]
شاه از همه گوی حسن می برد [illegible]
گوی که شه از میان ربودی [illegible]

چوگان هلال و گوی گردون — چون صورت لام و نقطهٔ نون
یا صفر و الف برابر هم — افتاده نموده در خور هم
یا ماه برج تو اماں رفت — یا مهر بخانهٔ کماں رفت
یا طرّهٔ دلستان بر او — یا قامت عاشق و سر او
شهزاده چین و گوی بازی — درویش چو شمع جانگدازی
شهزاده و صولجان و خوبی — درویش و چو گوی پای کوبی
شهزاده و قصد گوی بردن — درویش و خیال جان سپردن
شهزاده و گوی و حال کردن — درویش و سماع و حال کردن
شهزاده بحسن خویش مغرور — درویش بعشقبازی از دور
شه گوی زدی و حال گفتی — درویش به صد خیال گفتی
کاشم سر دیده گوی بودی — تا شاه به صولجان ربودی

در فوت گدای زار گوید

ناگاه چو نگاه شاهزاده — افتاده بران زیافتاده
خندانی و دلبری نمودش — وز چستی و چابکی که بودش
گوی به کرشمه سوی او انداخت — [illegible]
بر تنگ نشسته بود درویش — [illegible]
آتش زده بود و مضطرب حال — [illegible]
زان بی سر و پا چو گوی نوبت — [illegible]
بر آتش دل چو آب زد جوشش — تا واله و شیفته رسید در گوشش
دل برد و دیده و سر آشفت — گردید گوی شه بر آمد

وآں گاہ بگریہ گاہ برداشت — وآں گوی ز خاک راہ برداشت

چوں بود ز جرعہ نیستی مست — جاں کوی صفت نہاد بر دست

با گوی بدست شاہ جاں دو — جاں ہاشت تا زمیں کہ تواں دو

جاں ہاشت و شاہ جاں جہاں گفت — آں سان تا زمیں کہ تواں رفت

ہاشتیں ز جانی جہیں ہاشت — گوی تو ز جاں دوستیں ہاشت

از ہر کہ دریں بساط سر باخت — چوگان عشق بیشتر ہاشت

ز ہاشت سر چو باز نبود — گوی از گفت باشت سر نبود

دیں جاں نبود بیافت جیحوں — دیں سبعہ در نیافت محسوں

ایں دو دو کوکب کشیدہ فرود — دیں زہرہ کہ کب جنید ہ باد

ایں بیہدہ کرہ ہوائی سرد و پست — ہاں خاک نشین ہاد پیمبر

می گشت بہ ہر طریق چوں گوی — تا ہاہ نہاد سر دریں کوی

چوں گوی ہزار پی سپر گشت — تا جاں چنیں میرشی گشت

جانی دو دو کرد از جہاں برد — دستی ز دو گوی از میاں برد

دانند رخت جاں بدنسال — آخر ہمہ بود ہمیں حال

در رہ وفا قدم ز سر ہاخت — تا آخر حال گوی سر ہاخت

تا چند علط بہست و پیش — رخت ز سر جاں بست درویش

در حالت شاہ بہر درویش

آں جاں کہ ز دیدہ ہست بنہ دہ — فی الحال ز سیب شدہ پیدا دہ

چوگاں بہشت و گوی ہمت — میدان ہمہ شاخ طوبی ہاد

در رشتہ صبح دم ز ہمت — تا گوی بہشت ہمہ ز دست

[illegible]

بر خاک نشست و زار بگریست — چون ابر که در بهار بگریست
بر برگ سمن گلاب می ریخت — سیماب بر آفتاب می ریخت
از تاب دل اضطراب می کرد — هر گرمیٔ آفتاب می کرد
وز عشق اگرت خبر ز خویش است — از جانب دوست عشق بیش است

در خاک سپردن درویش

شه را چو جمال او نظر بود — بر سر [illegible]
[illegible] — جای ز برای جسم پاکش
[illegible] — [illegible]
[illegible] — بر لوح بخون دل نگارید
این بود که داد داد در عشق — وین بود که سر نهاد در عشق
این بود که جان فدای دل کرد — سر صرف رهِ هوای دل کرد
این بود که قدر عشق دانست — برخواست ز کوی سر توانست
این بود که جان ببرد در حال — شد زندهٔ عشق و مُرد در حال
این بود که عشق پاک ورزید — [illegible] چو هر جان جوی نیرزید
این بود که نقد جان روان باخت — دل کرد گرو به عشق و جان باخت
زین گونه کسی که عشق بازد — معشوق به عشق او بسازد

در صفت عشق بازی و بید

ای بسته میان به عشق بازی — در عشق بود کمینه بازی
نقد دل و جان ز دست دادن — سر بانتن و زر بافتادن

[illegible]

عاشق نبود که جان نبازد — وز بهر گوی روان نبازد
عاشق ز بلا گذر ندارد — اندیشهٔ جان و سر ندارد
عاشق که بترک سر نه گوید — در عشق به از دگر نه گوید
زین جان [illegible] گفت نشانی — گر عاشق و عارفی بدانی
آنرا که به عشق اهتمام است — در عشق همین قدر تمام است

در حسب حال و تاریخ اتمام کتاب گوید

چون قامت من ز دست دوران — خم گشت مثال نون و چوگان
پنجاه گذشت سال عمرم — یک نیم شکست بال عمرم
چوگان فکر آزمودم — گوی سخن از میان ربودم
زاندیشه و خیال گفتم — دین نامه زروی حال گفتم
گفتم سخنی کزو بگویند — ارباب سخن پدیده گویند
گوی سخنم بسال دردد — هم صنعت و هم خیال دارد
زین رو سخنم همه خیال است — زان روی دگر تمام حال است
خالی ز خیال نیست حرفی — بی نقطه خال نیست حرفی
حرفی ز خیال نیست خالی — بیدا سخن درست حالی
هر بار که یک خیال بستم — صد بار ز جا چو گوی جستم
هر شب که درین خیال بودم — [illegible] بودم
بنی [illegible] تم تن و جان — گر گوی نمود و گاه چوگان
آنرا که سخن چو موی دارد — با من سر گفتگوی دارد
اینک شه عادل سخن دان — اینک من داد گوی و چوگان

[illegible]

کو در نظر ذی گرد تو اند | تا چند ز دور قصه خواند
دام که جوی این بیان بازد | برخیزد و کار خود بسازد
این نامه که ساخت نامه اش | مالی شده و حالنامه نامش
صد ره ز خیال خامه | از سال به حال رفت نامه
از حیثیت حال نامهٔ من | دیگر شده حال خامهٔ من
این حال که شعر عاطفی رست | ناید صفتش بهر قلم راست
این گفته که سر بسر خیال است | سهویست که آن مر حلال است
در اوج بلندی تن مه نو | کز مشرق جان گرفته پرتو
کردم بدو هفته بهر نامش | بجمود مه چارده تمامش
این نظم که چون دریست مطلق | در رشته برای گوش سلطان
چون بر عددش قلم نهادم | بر پانصد و یک رقم نهادم
گفتم که کم زیاده گوئی | دل گفت ز روی مهر جوئی
گر گوئی و تعریف بجمود گوئی | نز اهل صواب نیست بر گوئی
فی تاریخ معما ندانی | تاریخ بیان این معانی
چون کوکب سعد نامه یابد | روشن بتو لوئی خور نماید
این نقش که خلق بنده پرداخت | این گوی که از زر سخن ساخت
باد همه وقت دست نردان | تا گوی سپهر هست گردان

در خاتمه کتاب گوید

این نخل سخن همه کردی | این نامه ام ارجمند کردی
این داستان نبود در خیالم | تا گر تو شدی قرین حالم

[illegible]

باقیست شد بدین رسالہ ۔۔۔ ۔۔۔ بخوانش حوالہ
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

تا ہست فلک بقای شہ باد
بر دست فلک دعای شہ باد

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

جناب زاہد منیر عامر

دیوانِ میر سوز کا نسخۂ کراچی

ریاستوں میں خوش حالی نے دوسری توجہ کھا ہے بہ قیومت ہوگا۔ ویش ۔ ب ۔ ۔ ۔

مقدمہ میں ان کا مفصل تذکرہ ہوچکا ہے وہاں سے کوئی رویف لفظ مقدمہ میں کر دیا ہے۔

اس وقت یہ مجموعہ کل مجموعوں کا ۵۵ ۲۰۵۵ حصہ ہے جس کے ۲۲۸ اوراق پر مشتمل ہے سید یوسف علی خاں عزیز مرحوم نے اسے ۱۹۳۷ء میں ڈھونڈ کر پاکستان کی ملکیت میں لانے کی کوشش کی۔ جو کہ ۱۹۴۷ء کے ہنگامے میں ضائع ہوگئی۔ اس کے بعد ۱۹۵۲ء میں یہ مجموعہ پھر ملا۔ اس کے بعد یہ مجموعہ ۱۹۵۲ء سے ۱۹۶۲ء تک کراچی میں رہا۔ اس کے بعد یہ مجموعہ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۲ء تک کراچی میں رہا۔ اس کے بعد یہ مجموعہ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۲ء تک کراچی میں رہا۔ اس کے بعد یہ مجموعہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اب آیئے دوسرے مکتوب عراقی کی طرف:

میر حسن نے ترجمۂ تذکرہ میں لکھا ہے:

کہ اوضاع او رفیع است و عروض بند

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہائے ● الحاقی بندیوں کا اضافہ ● کتابت میں کمی کی گئی ہے ● نگار حروف کے مقامات پر تشدید استعمال کی گئی ہے۔

جہاں تک اس نسخہ کی قدر و قیمت کا تعین ہے تو یہ نسخہ مستند، تمام تر فضیلت رکھتا ہے لیکن مجھے خود اس قدر حتمی ہونے کا دعویٰ نہیں ہے کیونکہ مقابلہ تب ہی ممکن ہو گا جب مدن میں موجود دیوان سوز کا نسخہ کامل ترتیب اس عاجز کے سامنے آ جائے۔ اس نسخہ کی کچھ خصوصیات ہیں جنہیں میں نے مقدمہ میں درج کر دیا ہے یہ ساری خصوصیات مکمل طور پر نسخہ ہے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس نسخہ میں غزلیات کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے۔ یہ نسخہ مدن سے پہلے کا لکھا ہوا ہے اس لئے اس میں کچھ غزلیں زیادہ ہونے کی وجہ سے ۲۸ صفحات کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس نسخہ کا سائز ۱۰×۱۶ انچ ہے۔ نسخہ میں ۴۹۰ صفحات ہیں۔ اور ۱۰۰۰ تا ۵۴۵۶ تعداد پر مشتمل ہے۔

نسخہ کی زبان میں بھی کافی حد تک فرق ہے۔ مقدمہ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس نسخہ کا ہجے بہت اہتمام سے۔

سائز کی بات کریں تو یہ نسخہ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے خود نسخہ کے مطابق ہے اگر یہ متداول قدیم نسخہ سے کچھ مختلف ہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نسخہ زبانی حفظ سے تحریر کیا گیا ہے۔ ترقی ۱۰۰ تا ۱۰۰ ہے۔ اس نسخہ میں غزلوں کی تعداد ۱۳۳ ہے اور مختلف قارئین سے پڑھا گیا ہے۔ اس نسخہ کی ۱۱ غزلیں ایسی ہیں جو صرف اس نسخہ میں ہیں۔ اور کسی نسخہ میں نہیں ہیں۔ یہ غزلیں پیش کرتے ہیں۔ جو اس نسخہ کے علاوہ کسی نسخہ میں نہیں ہیں۔

نمونہ کے طور پر چند اشعار پیش کئے جا رہے ہیں۔

نکلی جو تیغ یار تو ہم نے سپر کی

کچھ ہم سے التفات نہیں دشمنی کا ہے

کاچر جو تھا تو تھا سو اسی میں ہنر کی زبان نے کیا ہے۔

ہیں جو کہ کل اس کی ہی ہیں ہے ہے

ہاتھ ہوں مشک میں ہے ہے

قلندر بخش جرأت نے کہا۔

رہی ہے ہے طاقت نہ قابو

صحت ہے ہے کاہے کو ہوتے کا ہے

[illegible] ذوق (بہادر شاہ) کا یہ مطلع بھی دیا ہے:

[illegible]

[illegible] قوالی میں:

[illegible] اے فلک پھر خدا وحشت دے گا ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے:

[illegible]

[illegible] قتل کی جاتی ہے:

[illegible]

[illegible] دل میں ہو گر ہوس وصل تو جا ہے گا ہے

[illegible]

[illegible]

ہے وہ عشاق میں گردن زدنی سو فتنہ

تشنہ کو میری سر راہ ہی رہنے دینا

[illegible]

خرمن قریب صد جان کر دوں میں قرباں

[illegible]

[illegible]

[illegible] اب کبھی تم سے ہو بیشتر کہ گا ہے

[illegible]

[illegible]

اب اسی غزل کی صورت نستعلیق میں ملاحظہ ہو:

[illegible]

ق ہو جو فردوس بریں بھی نکالے گا ہے (کذا)

دل میں شیشے کے بھی کرتے ہو پناہ گاہ ہے

۵

۶

ق

۷

۸

ق

۹

ق

۱۰

ق

مغلطات کی تصحیح۔

ل:

چوتھا شعر: معرضِ ثانی

ل: دل میں شیشے کے بھی کرتے ہو پناہ گاہ ہے

معرضِ ثانی

[illegible]

ک ا سرماہی رہنے دینا

[illegible]

معروف ثانی

[illegible]

معروف ثانی

[illegible]

ک ا مرے زخم اٹھنے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حوالہ جات وحواشی

[illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

۸۔ قائم چاندپوری، مخطوطہ ص ۱۲۱۔

۹۔ [illegible]

۱۰۔ [illegible] رلیبریا ۱۹۲۵ء ص ۲۸۸۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۵۰ ص ۱۵ اگست ۱۹۶۲ء)

[illegible]

[illegible]

۱۷۔ سعادت خاں ناصر: خوش معرکۂ زیبا و تبہ مشفق خواجہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۲ [illegible]

۲۳ [illegible]

پبلک ۱۲ فروری ۱۹۸۴ء ص ۲۳

۲۴ [illegible]

۱۹۷۳ء ج اول ص ۱۷

۲۵۔ [illegible]

۲۶ [illegible]

۱۹۸۸ء ج دوم ص ۲۲

[illegible]

[illegible]

۲۹ [illegible] شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۵۷ء ص ۱۹۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۳۲ [illegible]

ڈاکٹر کلیم سہسرامی
پروفیسر راجشاہی یونیورسٹی
بنگلہ دیش

دیوانِ ہاشم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۳۳۲ھ میں ۱۹۱۳ء نکلتے ہیں۔ قطعہ ملاحظہ ہو:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی زبان میں ادعا پیش کیا جاتا ہے،

(۱)

(۲)

(۳)

(۴)

(۵)

(۶)

(۷)

[illegible] حیدار مرحبِ قزاقی من
[illegible] خاکسہ برفرق کلمہ دانی من
[illegible]
باستوکی بدل فتد سہ وکار فی خود دفتر زبانی من

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۴)

[illegible]

(۵)

[illegible]

(۶)

[illegible]

(۷)

[illegible]

(۸)

[illegible]

(۹)

[illegible]

(۱۰)

[illegible]

(۱۱)

[illegible]

(۱۲)

(۱۳)

(۱۴)

(۱۵)

دیوانِ ہاشم کی آخری رباعی یہ ہے

(۱۶)

ڈاکٹر انور سعید اختر
ایسوسی ایٹ پروفیسر
شعبۂ اردو، علی گڑھ

شیخ غلام محمد اول اور ان کا ناری نامہ

[illegible] ہے کہ [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] ۱۹۴۹ء میں علامہ کی بیعت۔

شیخ غلام محمد دین پوری: [illegible]

[illegible]

[illegible] ڈاکٹر جمیل جالبی نے مصنف [illegible] ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ:

[illegible]

[illegible] وفات پائی لیکن یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔

متعلق بعض معلومات فراہم ہوجاتی ہیں۔

[illegible]

لفظ میں کرتے ہیں:

چودوں تن سوں بیسے بگرمت کا یہ لاہینا — تن کی مدک وے مبس اپنا تن میں تن ہوہینا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان کی مثنوی "کشف الوجود" متذکرہ میں لکھی گئی ہے۔ اس میں تصنع اور تصنع نہیں ہے۔ انھوں نے مثنوی سے اپنے
تدریس و تصنیف کا انداز قائم رکھا ہے۔ تصوف کی باتیں یہ مثنوی کی ہیں، مثنوی کشف الوجود

جیتا ہے کچھ خلوت سے	کل شے عالم ہے معرفت سے
سب ملک پیدا جس کے نور	عرش کرسی چندر سورج
بہشت ہو دوزخ یہ سماں	لوح و قلم ہیں ہو حیواں
سات سمندر کوہ و بیاباں	بن کھنڈ ہے جہاں جہاں
[illegible]	یہ بھی کئی لاکھ کروڑ
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

شاعر نے اپنے دور کی شاعری کی نظر سے دیکھا ہے۔ [illegible] ہے۔ شاعر نے [illegible] نیا
[illegible] کی ہے۔ [illegible] کرتے ہیں کہ [illegible] ہے مطلع، مقطع، [illegible] ہیں
[illegible] ہے۔ [illegible] کے علاوہ [illegible] ہیں [illegible] ہیں
بقول ڈاکٹر جمیل جالبی

[illegible] ہیں [illegible] ہے کہ [illegible] ہیں
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں
[illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

گیت کا مزاج بھی مثلاً چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ناری نامہ بالقرینہ اور اس کی تصویر

نیشنل میوزیم کراچی کے کتب خانوں کی [illegible] جیسے [illegible]

[illegible]

استطاعت اس کو اتنی تید کیا ہے۔

[illegible] فسر میں اس لحاظ سے اس تقریر [illegible] ایک

[illegible]

صفحوں کی تعداد ہے یعنی ۳۱۵ = ۳۲۰

اخبار دیل کے الفاظ میں فرماتے ہیں کہ:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شاعر دوسرے جہاں پر فلسفۂ آدمیت کی تبلیغ کی ہے۔

[illegible]

وہی ذات ہے تسبیح، عنصر یکجان ملے نہیں عنصر

[illegible]

[illegible]

پت ورت بی بی یک عمل انصاف کرنا سیکھ

[illegible]

سکھ سکھ سکھی بنجے سکھت پچھ مان کوئی پیدا نہیں

[illegible]

جو نار نرل بھوگئی

۱۔
۲۔
۳۔
۴۔
۵۔
۶۔
۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔

جو نار ہے فرماں ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مغرور ہو مستی نہ کر دل فیصلہ سوں بستی نہ کر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جیسا اچھو محبوب ہے پیچو ماں کوئی [illegible]

[illegible] پائل اگر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

—

[illegible]

[illegible]

(بند نمبر ۱۰۲)

[illegible]

اس کی صراحت ہے:

[illegible]

(بند نمبر ۱۰۳)

(بند نمبر ۱۰۴)

(بند نمبر ۱۰۵)

سوگند نہیں ہست در بچہ — عزم ہے ناپذیر تر

پس جانا تو ہے بہتر — یہ جانا کیا ہیں (بیدم ۲۸)

تشبیہ کا ایک اور خوش رنگ تصور ملتا ہے جس میں شوہر کی بیوی کی جدائی کو بیوہ ہونے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ شوہر بھی اپنی بیوی کا سوگ منا رہا ہے۔ [illegible] اس کی روحوں پر [illegible] اس کی جائز رسومات اور [illegible] کے ساتھ ہی جوڑا جا سکتا ہے۔ یہ بند ملاحظہ ہو:

جو نامرد اس سہارا کا — خلا سمجھے اس [illegible]

تو وہ [illegible] کا — یہ [illegible] (بیدم ۲۸)

زن کا جانشین نہ [illegible]

تو وہ [illegible] (بیدم ۲۸)

[illegible] سے [illegible] کا [illegible] ایک [illegible] ہے۔ [illegible] سے [illegible] کے [illegible] لیتے ہیں۔

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible]

جو مرد کی جدائی ہے — تو اس کی ناتوانی ہے

[illegible]

[illegible] — جو گئی سکھ ساتھ لے

[illegible]

سلسلہ — [illegible] — [illegible] ۔

	(منع)	(غصہ، غصّہ)	(کک، کِک)
	(دھلا، دھلا)	(اُچ، اُچ)	(جل، جل)
	(غار، غار)	(پپ، پَپ)	(ڈا، ڈا)
(موکا، موکھا)	(خوش، خوش)	(جڑ، جڑ)	(پتاں، پتاں)
(مطرب، مطرب)	(قرب، قرب)	(زاں، زاں)	(بھنور، بھنور)
	(طلب، طلب)	(ڈوڈ، ڈوڈ)	
(حلا، حلا)	(راس، راست)	(برنی، برنی)	
(نفع، نفع)	(پت، پت)		

ضرب المثل :- جیسا پیڑ ویسا گھنٹے (بند نمبر ۵۳)

(جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے)

فارسی مترادف مثل کا ترجمہ: گندم از گندم بروید جو از جو

[illegible]

قول حضرت علیؓ (بند نمبر ۳۲) :

[illegible]

شعلہ :- "یا ابوالحسن جل میرے رتن"

علی فقہ :- فوق الفقہ (بند نمبر ۱۵۱) (فقہ کے اوپر)

پنجابی اثر :- ناہوسی، توہسی، پہنچے،

واؤ ظرف کے ساتھ الفاظ :- روح بھائے، دیکھا جائے، ٹکا،

الف ناکد :- رکھا جائے، کھا جائے، جائے نہ

[illegible]

دیوان مصحفی کا خدا بخش ایڈیشن

متعدد دعوت پیش نظر رکھے ہیں میں نے کہتے تھے چار دن کا انتظام کیا ہے۔ مجھے دو دن پہلے ہی پہنچنا ہے۔ ۱۰ سائز کی فیس سے ۱۵ ہوں۔ مقدمہ ان سے دو دن زیادہ نہ رہ سکتے تھے۔ اس لئے وہ کام نہ کر سکے۔

مقصد کا دوسرا حصہ [illegible] کیسے [illegible] آپ نے [illegible] خط میں کھیا ہے کہ مقالہ میں

آپ کو یقین ہے کہ [illegible] ہوں گے؟

[illegible] کو میں [illegible] ہوں۔ [illegible] "کان" [illegible] ذوق کی زبان ہو سکتے ہیں [illegible] کہتے [illegible] ہوں کہ [illegible] کیا ہے ذوق کا پتہ [illegible] میں ہوں

آپ نے [illegible] دلچسپی [illegible] ہیں؟

مضمون کے بارے میں کچھ مزید باتیں:

[illegible] مقالہ [illegible] ہوں [illegible] ایک [illegible] ہوں [illegible] ہوں [illegible] ہوں

تصوف مخطوطات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے تحت رسائل سماع مکتوبہ خواجہ عبداللہ انصاری کا ذکر ہے اور اشارہ ہے عبداللہ انصاری کی تصنیف قادر دیدیا کے

مخطوطات میں پہنچتے ہیں جو متفرق مقالات چھپے گئے ہیں ان میں سے بعض مکمل قلمزد اشتہ ہیں

اور تعارف مخطوطات کے مبنی ہی تقاضوں کو بھی پورا نہیں کرتے مثلاً صفحہ ۳۹۳ پر گلدستہ کے نواد... اس مقالے

میں کہیں نہیں بتایا گیا کہ یہ مخطوطات کس کتب خانے میں ہیں صفحہ ۳۹۳ ۳۹۴ پر خواجہ انصار کے تعارف میں اس

کے کتابخانے کا ذکر ہے تو وہاں بھی نہیں ہے مگر کتاب کے مندرجات پر دو سطریں بھی نہیں کی گئیں اس کتاب کی دس فصلوں

کا تعارف لکھ دیا جاتا تو ان بیس لوگوں کتاب کی ساخت میں مدد ملتی صفحہ ۳۹۳ پر مقالہ نگار نصوص میں مندرجہ ذیل مطالب کی

کچھ ہمارا صفحہ تعلیقہ جو مقالہ نگار نے لکھا ہے اور نہایت ہی مبہم ہے اس سے کچھ پتا نہیں چلتا کہ مقالہ نگار کس کتاب

کو متعارف کرنا چاہتا ہے مقالہ نگار نے جن تصانیف کا ذکر کیا ہے ان میں سے بیشتر مطبوع الاسم ہیں

فیہا ہم نے چند رسائل ہیں اور بعض کے حوالے کتابوں میں مل گئے ہیں مثلاً مقالہ میں ضیاء الدین پنجی کا رسالہ مسلک ... ضیاء

الدین پنجی کی تصنیف سلک السلوک ہے جس سے ڈاکٹر مہدی محقق نے استفادہ کیا ہے جس کا رسالہ تصوف

شرف الدین حسن یزدی کا رسالہ والی ہے ... رسالہ تصوف کا ذکر ہے جو چھپ چکا ہے

ابو سعید ابوالخیر کا رسالہ تصوف ان میں سے کون سا رسالہ ہے؟

مختلف مقالات میں جن مخطوطات کا تعارف ہوا ہے ان کے سب دیل طبع ہو چکے ہیں ... سراج القلوب

طبع تہران ص ۱۰۱، اصل الخطاب ص ۱۹۸ ... وصیت نامہ ص ۱۰۱، جمل مختصر ص ۱۰۱، رسالہ یعقوب

بن عثمان غازی در سیرت بہاء الدین نقشبند ... وصیت نقشبند ص ۱۰۱ یہ سب مطبوعہ ہیں

اور یہ دونوں چھپے ہیں ان کا مقالہ دوبارہ ... میں ہے ... ص ۱۰۱ ... رسالہ ص ۱۰۱

نامہ میں ص ۱۰۱ یہ رسالہ بھی ... طبع ہو چکا ہے صفحہ ۱۰۱ پر شطرنج ... کلیات ... کا

ذکر ہے یہ اصل میں کتاب ... مقدمہ ہے جو تہران سے طبع ہوئی ہے

مخطوطات تصوف پاکستان کا یہ ... مجموعہ ... ہے ... یہ ... ہے

یہ جلد ... ہے ... کی تعداد ۱۰۱ ... ہے ... ۱۰۱ ہے

ان خرابیوں کے باوجود ... یہ ... ہے ... مخطوطات شائع

کرتے ہیں ان کی تعلیقات ... میں ... کو بھی ... چاہیے

امید ہے ... اس قریبی ... میں ... پیش ... ہے ... ہے

●●

تاریخ ہند: عہد وسطیٰ

© شعبہ تاریخ کادارالمطالعہ

ڈاکٹر [illegible]
[illegible]

شہنشاہ اکبر کا دارالترجمہ

مسلمانوں کی ابتدائی علمی اور فکری سرگرمیوں کی تاریخ کی [illegible] نہایت دلچسپ موضوع ہے۔ پہلے مرحلے میں مسلمان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہندوستان کی عہد کی مسلمان سلطنوں پر کوئی خاص شر [illegible]

[illegible]

صرف گجراتی اور عام اطلاعات فراہم کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[

مجلم VARAJIAMIHIRA فرزند ADITYADASA کی کتاب [illegible] جاسوری نے کیڈ اگرچہ [illegible] لیکن عداد [illegible]

"مختصر یہ کہ در انتظام امور سلطنت و در اقسام فنون خلافت چندان [illegible]

جہانبانی و ملک رانی می کردہ باشند۔"[۲۲۳]

[illegible] اکبر اپنی قوم ارطغا کے تمام [illegible] منتخب تھے۔ [illegible] ان سے [illegible] ان کے [illegible] ان کے [illegible] ان ک

[illegible] شخصیتوں کی تاریخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

[illegible] سوم [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ابوالفضل فرهود نقد اکبر، که با خلاق را که عبارت از فقیر باشد جوانی فانی صوفی مشرب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یو نقفس کا قدیم :

ذکر کیے اس نے "دورِ دوراز" [illegible] لکھا ہے۔[۴۳]

قدیم ترین نسخہ نیپالی نسخہ تھا جو ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء سے متعلق تھا۔ ۵۰۹ھ/۱۵۰۸ء میں دو اور نسخوں کی نسخہ برداری ہوئی تھی۔[۴۴] جو تھا نسخہ ۹۹۸ھ سے متعلق تھا۔

رامائن

۹۹۱ھ/۱۵۸۳ء میں [illegible] ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء میں [illegible] ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء میں [illegible] ۹۹۰ھ/۱۵۸۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہی شوخ نا تندباری دھندوکان "کردھا" و "پندوھا"۔"

فیضی کا رسول اکرمؐ کی ستائش کرنا بعد میں ماورا النہر کے [illegible] اس کے ابتدا اور خاتمے کی حیثیت حاصل ہے [illegible] دسطب پر مبنی کے شعری آثار میں [illegible]

[illegible] نام سے گیارہ مہینوں تک حکومانی کی۔[۶۲]

[illegible] مدراجتہاد اور اختیار میں موجود [illegible] فی [illegible] مسلمان [illegible] مرد [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ہے۔ [illegible] وہ کتاب "کتھا سرت ساگر" ہی ہو۔

طب [illegible]

[illegible] کے لیے ایک [illegible] بھی کسی حد تک [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

ترکی ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حواشی

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]: "طبقات اکبری" (کلکتہ ۱۹۱۳ء) جلد اول ص ۲۳۳، ۲۳۴۔

۶۔ I.O London MS 1362

۷۔ SACHAU, Alberuni's India, Preface P 20

۸۔ ابوالفضل علامی : آئینِ اکبری جلد اوّل ص ۹۹

۹۔ [illegible]
لاہور مصور تھا اور خود کو ایک ماہر مصور کی حیثیت سے جانتا تھا

۱۰۔ [illegible]
ہے کہ ہمایوں کی موت سنہ ۹۶۳ھ/۱۵۵۶ء کچھ ہی عرصہ قبل بنایا گیا ہو

۱۱۔ محمد عارف قندھاری : "تاریخ اکبری" (رامپور و دہلی ۱۹۶۲ء) ص ۲۹ - ۳۵

۱۲۔ [illegible]
[illegible]

۱۳۔ [illegible]

۱۴۔ [illegible]

۱۵۔ [illegible]

Sukthankar, Vishnu S. The Mahabharata.I (Poona 1933) P.VI

۴۴ بدایونی : "منتخب التواریخ" جلد دوم، ص ۳۷۳
۴۵ ایضاً ایضاً ص ۳۸۱
۴۶ Lowe, p 415 n 2
۴۷ ابوالفضل علامی: "آئین اکبری" جلد اول ص ۴۸
۴۸ ایضاً ایضاً ص ۵۰
۴۹ [illegible]
۵۰ بدایونی: "منتخب التواریخ" جلد دوم، ص ۳۷۵
۵۱ ایضاً ایضاً
۵۲ STREEY, PP 512 33
۵۳ وہی ماخذ، ص ۵۳۰
۵۴ ابوالفضل علامی: "اکبر نامہ" جلد سوم، ص ۵۵۰
۵۵ [illegible]

MARY No 184

۱ وہی ماخذ نمبر ۳۹۵ (No.385)
۲ BRITISH MUSEUM No Harl 3478, Rieu,1,4
۳ The Jesuits and the Great Mogul, p.207
۴ British Museum No Add 23.58
۵ ولیمسکان: "مذاہب عالم"، ص ۳۱۴
۶ The Jesuits and the great Mogul, p 204

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خدا بخش لائبریری کی چند اہم مطبوعات

[illegible]

اطلاعات عامہ

جناح صاحب

محمد علی جناح ملتان کے ایک نومسلم خوجہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو تقلِ دھن کرنے کا کھوکھ ڈھچہ گیا تھا۔ ان کے والد کاٹھیاواڑ سے کراچی منتقل ہو گئے تھے اور وہاں چمڑے کی تجارت کرتے تھے۔ یہیں محمد علی ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ بچپن سے ذہین، سنجیدہ مزاج اور حوصلہ مند تھے۔ وہ بمبئی کے ساتھ مطالعے میں مصروف رہتے تھے۔ اپنی اسکول کی تعلیم ختم کر کے وہ سولہ برس کی عمر میں قانون کی تعلیم پانے کے لیے انگلستان چلے گئے۔ روانگی سے پہلے ان کے والدین نے ہندوستانی خاندانوں کے دستور کے مطابق کم عمری کا لحاظ کیے بغیر ان کی شادی کر دی تھی۔ مگر کم سن بیوی تھوڑے ہی دن میں دنیا سے رخصت ہو گئی۔

لندن میں جناح صاحب نے بیرسٹری کا امتحان دو ہی سال میں پاس کر لیا مگر کم عمر ہونے کی وجہ سے ڈگری حاصل کرنے کے لیے دو برس اور رہنا پڑا۔ انگلستان کے قیام کے زمانے میں انھیں سیاسیات سے گہری دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ انھوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ آگے چل کر یہی زندگی اختیار کریں گے۔ اور اس کے لیے تیاری بھی شروع کر دی تھی۔ ڈاکٹر جوزف نے لکھا ہے کہ انھوں نے انگلستان کے قیام کے آخری دو سال میں سیاسی زندگی کے لیے جو ان کے پیش نظر تھی تیاری کے سلسلے میں اپنے طور پر مطالعہ شروع کر دیا تھا۔ جناح صاحب سے دادا بھائی کی دوستی نے بھی بڑا کام کیا۔ مگر یہ ہیں سیاست دانوں سے شناسائی ہو گئی ان کی وجہ سے میں سامراج کے نظریے کو سمجھنے لگا۔ ان دنوں لارڈ رپن کی پالیسی کا دور دورہ تھا۔ میں نے اس پالیسی کو بھی اچھی طرح جذب کر لیا۔ وہ میری زندگی کا خمیر بن گئی اور اس نے میرے اندر بڑا جوش اور سرور پیدا کر دیا۔"

۱۸۹۶ء میں محمد علی جناح کراچی واپس آئے اور اگلے سال انھوں نے بمبئی میں وکالت شروع کی۔ پہلے تین سال کچھ بیرسٹری اور تجارت کی۔ مگر ۱۹۰۰ء میں ان کو پریسیڈنسی مجسٹریٹ کی حیثیت سے عارضی ملازمت مل گئی۔ یہ سے وہ قانونی حلقوں میں معروف

ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے آپ کو دل و جان سے وکالت کے پیشے کے لیے وقف کر دیا اور اس میں کامیابی اور ترقی حاصل کرنے لگے۔ کچھ اپنی انتہائی مختصر و نیف اور کچھ گھڑے پن اور خود پسندی کی وجہ سے وہ سماجی زندگی سے الگ تھلگ رہتے تھے اور تنہائی کی زندگی بسر کرتے تھے مگر ان کی قابلیت، محنت اور دیانت داری کی بدولت لوگ انھیں قدر و عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

۱۹۰۶ء میں جب جناح صاحب اپنی ذاتی حالت کی طرف سے مطمئن ہو گئے تو انھوں نے سیاسی زندگی جس کی انھیں دس سال سے آرزو تھی شروع کر دی اور دادا بھائی نوروجی کی رہنمائی میں انڈین نیشنل کانگریس میں شریک ہو گئے۔ ۱۹۱۰ء میں وہ بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے امپیریل کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ یہاں وہ گوکھلے کے دوش بدوش آئین سازی کے مسائل میں کانگریس کے نقطۂ نظر کی حمایت کرتے رہے۔ ۱۹۱۳ء میں انھوں نے وقف علی الاولاد کے قانون کے پاس کرانے میں نمایاں حصہ لیا اور اس طرح مسلمان زمینداروں کی بڑی گراں قدر خدمت انجام دی۔ ان دنوں عمر میں پہلی اور شاید آخری بار جناح صاحب کسی شخص سے اتنے قریبی تعلقات ہو گئے تھے جسے دوستی کہا جا سکے۔ یہ گوپال کرشن گوکھلے تھے جن کی دلکش شخصیت کی موہنی نے ان کو رام کر کے چھوڑا۔ اپریل ۱۹۱۲ء میں وہ اور گوکھلے کچھ دن آرام کرنے کے لیے بنگلستان کے موسم بہار سے لطف اندوز ہونے گئے اور گرمیوں کے مہینے وہاں گزار کر واپس آئے۔ وہاں ان کی ملاقات مولانا محمد علی اور سید وزیر حسن سے ہوئی۔ دراں دونوں لیڈروں کے اصرار پر جناح صاحب مسلم لیگ میں شریک ہونے پر راضی ہو گئے تاکہ "لیگ کی پالیسی کو کانگریس کے ترقی پسندانہ اور قوم پرورانہ مقاصد کے مطابق بنایا جائے"۔

اب ان کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ وہ کانگریس اور لیگ دونوں کے ایک معتمد لیڈر تھے۔ ۱۹۱۴ء میں وہ ہندوستانی قوم کے سفیر کی حیثیت سے انگلستان بھیجے گئے کہ ہندوستان کو سیاسی اصلاحات دینے کے لیے جو بل زیر غور تھا اس کے سلسلے میں ہندوستانیوں کے خیالات کی نمائندگی کریں مگر ان دنوں آئرلینڈ کی شورش

اور وزیر اعظم یورپ میں بر سی کشیدگی کی وجہ سے نفس یا سی اصلاحات کے لیے سازگار نہ تھی۔ چنانچہ مل بھی متوفی ہو گئے اور دونوں کامریڈ واپس آ گئے۔ ان کے تھوڑے ہی دن بعد پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی۔

جناح صاحب مسلم لیگ میں اس لیے شریک ہوئے تھے کہ اسے کانگریس سے قریب لائیں۔ ان کی تحریک سے دسمبر ۱۹۱۵ء میں مسلم لیگ کا سالانہ جلاس کانگریس کے اجلاس کے ساتھ بمبئی میں ہوا جس میں گاندھی جی، مسز بیسنٹ اور مسز نائیڈو نے بھی شرکت کی۔ رہبت پسند مسلمانوں نے لیگ کے عام جلسے میں گڑبڑ پیدا کی جس کی وجہ سے اسے برخاست کر کے تاج محل میں دوسرا جلسہ کرنا پڑا۔ اگلے سال لکھنؤ میں پھر مسلم لیگ اور کانگریس کا جلاس ساتھ ساتھ ہوا۔ اس سے پہلے برطانوی پارلیمنٹ ہندوستان کو سیاسی اصلاحات دینے کا متوقع شدہ بل گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۱۹ء کے نام سے پاس کر چکی تھی اور کانگریس اور لیگ دونوں نے اسے ناقابل قبول قرار دیا تھا اور دونوں کی ایک مشترک کمیٹی اس پر غور کر رہی تھی کہ ہندوستانیوں کی طرف سے حکومت کی نئی تشکیل کے بارے میں کیا مطالبہ کیا جائے، اور اس میں مسلمانوں کے خصوصی حقوق کا کیا ہوں۔ اس کمیٹی کی متفقہ سفارش، جس کی کانگریس اور لیگ دونوں نے اپنے اجلاس لکھنؤ میں تصدیق کی، یہ تھی کہ ہندوستان کو برطانوی سلطنت کے اندر ایک خود مختار ڈومینین کا درجہ دیا جائے اور مسلمانوں کے لیے کچھ خصوصی حقوق، جن کی تشریح کر دی گئی تھی، رکھے جائیں۔ اس کے مطابق مسلمانوں کے لیے پنجاب اور بنگال میں جہاں ان کی اکثریت تھی ان کی آبادی کے تناسب سے کچھ کم اور دوسرے صوبوں میں اس تناسب سے کچھ زیادہ نشستیں رکھی گئی تھیں اور ایک اہم شرط یہ تھی کہ اگر مرکزی یا صوبائی کونسلوں میں کوئی خاص کاری تجویز پیش ہو جس کا اثر متعلقہ کونسل کے ہندو یا مسلمان ممبروں کے نزدیک ان کے فرقے کے مفاد پر پڑتا ہو اور ان میں سے تین چوتھائی اس تجویز کے مخالف ہوں، تو اس تجویز کو نظر انداز کر دیا جائے۔

قومی تحریک کی تاریخ میں معاہدہ لکھنؤ کی یہ اہمیت ہے کہ پہلی مرتبہ کانگرس

نے فرقہ وارانہ سیاست کو باضابطہ منظوری دی اور اس کے ساتھ سمجھوتا کیا۔ جناح صاحب کی زندگی میں اس کی اہمیت اور بھی زیادہ تھی۔ انھوں نے تعلیم یافتہ متوسط طبقے کے ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحد کر دیا تھا اور دونوں کے محترم اور معتمد لیڈر بن گئے تھے۔

ادھر اعتدال پسند کانگریس اور لیگ آئینی طریقے سے خود اختیاری حکومت کا مطالبہ کر رہی تھیں اُدھر مہاتما گاندھی ان دونوں کے یہ مطالبہ کو حاصل کرنے کے لیے پبلک ایجی ٹیشن سے کام لے رہی تھی اور کچھ خفیہ جماعتیں تخریب پسندی کا ہتھیار استعمال کر رہی تھیں۔ ان سب واقعات کے پس منظر میں ۱۹۱۷ء میں وزیر ہند مسٹر مانٹیگو نے اعلان کیا کہ برطانوی حکومت ہندوستانیوں کو ہندریج ملک کے انتظام میں شریک کرنا اور آگے چل کر ان سے مشورہ کے بعد حکومت خود اختیاری دینا چاہتی ہے۔ اگلے سال مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کا اعلان کیا گیا جن میں کونسلوں میں منتخب شدہ ممبروں کی تعداد بڑھانے اور ان کے اختیارات میں کچھ اضافہ کرنے کی تجویز تھی۔ کانگریس اور لیگ دونوں میں اعتدال پسند عناصر نے ان تجویزوں کا خیر مقدم کیا لیکن انتہا پسند اکثریت نے ان کو رد کر دیا اور ذمہ دار حکومت کے مطالبے پر اصرار کیا۔

اب تک جناح صاحب مسلم لیگ کو کانگریس کے ساتھ ساتھ آئینی سیاست کی راہ پر چلا رہے تھے۔ لیکن ۱۹۱۹ء میں کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ کانگریس عوامی تحریک کے طوفان میں جو ایک دم سے بڑے زور شور کے ساتھ اٹھا تھا بہہ گئی۔ وہ ایک آئینی جماعت کے بجائے ایک انقلابی جماعت بن گئی۔ اور اس نے ایک حد تک لیگ کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔ جناح صاحب کے لیے جنھوں نے لارڈ مارلے کی لبرلزم اور انگریزوں کے آئینی طریقوں کو اس طرح جذب کیا تھا کہ وہ ان کی "زندگی کا جز" بن گئے تھے، اس طوفانی سیاست کا ساتھ دینا دشوار ہو گیا۔

اس کی وجہ مقاصد

کا اب بات کا نہیں بلکہ صرف طریق کار کا اختلاف تھا۔ جناح صاحب خود برطانوی حکومت کے جابرانہ رویہ سے سخت بیزار تھے۔ وہ ۱۹۱۹ء کے اصلاحات کے ایکٹ سے

بالکل غیر مطمئن تھے۔ رولٹ۔ کیٹ کے پاس ہوتے ہی احتجاج کے طور پر امپیریل لیجسلیٹو کونسل سے استعفا دے چکے تھے۔ خلافت کے تارت کرنے" در پنجاب میں وحشیانہ مظالم کے خلاف بھی وہ غم و غصے کا اظہار کر چکے تھے۔ ۱۹۲۰ء میں مسلم لیگ کے اجلاس کلکتہ میں انھوں نے کہا تھا۔ "ایک کے بعد ایک ذلت آمیز اقدام، ایڈوسی ریایوسی، چرکے پر چرکا۔ ان باتوں کا صرف ایک ہی نتیجہ ہو سکتا ہے۔ روس میں ان سے بالشویک تحریک اٹھی تھی، آئرلینڈ میں سن فین تحریک' خدا کرے ہندوستان میں ان کا نتیجہ آزادی ہو"۔

یہاں تک وہ کانگریس اور مسلمانوں کی نیم سیاسی نیم مذہبی جماعتوں کے ساتھ تھے۔ لیکن عدم تعاون کی" وہ تلقین" جو خود ان کی "وہ درہم برہم کرنے" کے یکسر خلاف تھی، ان کو سخت ناپسند تھی۔ انھیں اندازہ تھا کہ خود مسلم لیگ کے بہت سے ممبر زمانے کی ہوا سے متاثر ہو چکے ہیں، اس لیے مصلحت اندیشی سے کام لے کر انھوں نے اپنے رفیقوں سے اپنی رائے منوانے کی کوشش نہیں کی بلکہ انھیں یہ ہدایت کی کہ اچھی طرح سوچ سمجھ کر خود فیصلہ کریں۔ دسمبر ۱۹۲۰ء میں جب کانگریس نے اپنے اجلاس ناگپور میں عدم تعاون کی پالیسی کو سرکاری طور پر منظور کیا تو جناح صاحب تنہا شخص تھے جنھوں نے اس کی مخالفت کی۔ اس کے بعد وہ کانگریس سے الگ ہو گئے۔ ہوم رول لیگ سے پہلے ہی الگ ہو چکے تھے۔ مسلم لیگ کے معمولی ممبر رہے مگر اس سے بھی ان کا جی اچاٹ ہو گیا۔

اگلے چند سال کا زمانہ ان کی ذاتی اور عمومی زندگی میں سخت کلفت اور افسردگی کا زمانہ تھا۔ ۱۹۱۸ء میں انھوں نے ایک رومانی کیفیت میں جوان پوتر میں پہلی اور آخری بار گرفتاری تھی دوسری شادی سر ڈنشا پٹت کی ۱۸ برس کی لڑکی سے کر لی تھی۔ مگر میاں بیوی کے درمیان نہ صرف عمر میں بلکہ مزاج اور مذاق میں اس قدر فرق تھا کہ شروع سے ہم آہنگی نہ ہونے کا احساس پیدا ہو گیا۔ جناح صاحب اپنے گہرے احساس فرض کی وجہ سے اپنی کمسن دولہن سے نبھانے کی انتہائی کوشش کرتے تھے مگر ان کی زندگی کا سکون برباد ہو گیا تھا۔ انھیں اپنی طبیعت اور عادت کے خلاف اپنی بیوی کی خاطر بمبئی میں سوسائٹی کی عیش و نشاط کی زندگی میں حصہ لینا پڑتا تھا اور بیرونی تفریح کے لیے یورپ کے سفر کرنے پڑتے تھے۔ لاڈ پالی نوجوانی اور متین و پروقار کہولت کا

al Jinnah. by Bolitho p 82

... زیادہ دن نہ نبھ سکا اور ۱۹۲۸ء میں میاں بیوی میں طلاق ہو گئی مصالحت کی سب ...
کوششیں ناکام رہیں یہاں تک کہ بیگم جناح مہینوں کا شدید علالت کے بعد ۱۹۲۹ء میں دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ اور جناح صاحب دس سال کی ازدواجی زندگی کی تلخیوں اور تلخ یادوں کے ساتھ پھر تنہا کی سنسان زندگی بسر کرنے لگے

۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۴ء تک جناح صاحب کے لیے گھر کی بربادی کے علاوہ کی طرح ملکی سیاست کی ... بھی نصف صدی تھی جو سنگ ... نصف وہ تھی کانگریس کے چھوڑنے کے بعد تیس سال تک تو وہ بیسویں صدی کی زندگی سے ... تک تھنگ رہے مگر ۱۹۲۳ء میں جب مرکزی اسمبلی سے ۱۹۱۹ء کی اصلاحات کے تحت ... ہوئی تھی دوسری انتخابات ہونے تو وہ مسلمانوں کے ... حلقے سے ... کے ... ہو گئے۔ ... یہ ... چھ سات سال تک کبھی چھ رفیقوں کے ... تو کبھی تن تنہا وہ ... دیوانہ وار چیختے رہے جس کے دو فوری مقاصد تھے ایک یہ کہ ... طریقوں سے ... ہندوستان کے لیے خود اختیاری حکومت حاصل کی جائے دوسرا یہ کہ قانون ساز مجلس میں مسلمانوں کو مساوی نمائندگی دے کر ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد قائم کی جائے۔ جہاں تک پہلے مقصد کا تعلق ہے اس کے لیے کانگریس اور مسلمانوں کی نمائندہ جماعتیں ... صاحب کی ... مگر دو دو ... آئینی راہ پر چلنے کو تیار نہ تھیں گاندھی جی کا دکھایا ہوا نیا اور ... عدم تعاون ... کا راستہ اختیار کر چکی تھیں جیسے جناح صاحب ... سب ... راستہ کہتے تھے دوسرے مقصد کے بارے میں اصولی حیثیت سے قریب قریب سب جماعتیں جناح صاحب سے متفق تھیں مگر اس کو عملی شکل دینے پر مختلف ... رائیں تھیں ۱۹۱۶ء میں جو معاہدہ لکھنؤ میں جناح صاحب کی کوششوں سے کانگریس اور مسلم لیگ میں ہوا تھا اس سے اب کوئی بھی مطمئن نہ تھا مگر اور پنجاب میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی جس شکایت تھی کہ اس معاہدے کی رو سے انھیں آبادی کے ... سے کم نمائندگی دی گئی ہے۔ دوسرے صوبوں میں ہندوؤں کو اعتراض تھا کہ مسلمانوں کو آبادی کے لحاظ سے جتنی سیٹیں ملنی چاہئیں تھیں اس سے زیادہ دی گئی ہیں قوم پرور ہندو مسلمان جداگانہ ... کے ان طلقوں کے حق کو جو معاہدہ لکھنؤ میں تسلیم کر لیا گیا تھا سادی جرم سمجھ کر

مسلم کرانا اور مشترک انتخابی حلقے قائم کرانا چاہتے تھے اس عام طمینانی سے فائدہ اٹھا کر جہت پسند و فرقہ وارانہ جماعتیں عوام کو بھڑکا کر فرقہ وارانہ فسادات کروا رہی تھیں انھوں نے ملک کی ساری فضا کو مسموم کر دیا تھا۔ جناح صاحب کئی سال سے یہ محسوس کر رہے تھے کہ اب فرقہ وارانہ مسئلے کو نئے سرے سے حل کرنے کی ضرورت ہے۔ ان پر حقیقت کھل گئی تھی کہ علاحدہ حلقہ ہائے انتخاب کے اصول نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ شعور کو بہت تیز اور شدید کر دیا ہے اور قومی اتحاد کی راہ میں بڑی زبردست رکاوٹ پیدا کر دی ہے وہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو مخلوط انتخابی حلقوں کے اصول پر راضی کریں اور اس کیلئے فراخدلی سے کام لینے کو تیار تھے کہ انھیں ان تحفظات سے بہتر اور زیادہ قابل عمل تحفظات دیئے جائیں جو معاہدۂ لکھنؤ کے مطابق دیئے گئے تھے۔

گو قومی سیاست کے نئے دور میں جو ۱۹۲۰ء سے شروع ہوا تھا جناح صاحب کا اثر عام طور پر ملک میں اور اس کے ترقی یافتہ مسلمانوں میں بہت کم ہو گیا تھا پھر بھی قریب قریب ہر ضلع کے لوگوں کو ان کے حب وطن اور ان کی سیاسی سوجھ بوجھ پر پورا اعتماد تھا۔ چنانچہ مارچ ۱۹۲۷ء میں جب ۳۰ مسلمان لیڈروں نے جن میں مختلف سیاسی خیالات کے لوگ شامل تھے دہلی میں جمع ہو کر فرقہ وارانہ مسئلہ پر غور کیا تو جناح صاحب جلسے کے صدر بنائے گئے اور جو تجویزیں منظور ہوئیں وہ مجموعی طور پر ان کے نقطۂ نظر کے مطابق تھیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان کے آئندہ دستور میں:-

(۱) آئین ساز مجلسوں کے لیے مخلوط حلقہ ہائے انتخاب ہوں مگر ہندو مسلمانوں کے لیے ایک مقررہ تناسب سے نشستیں محفوظ رکھی جائیں۔

(۲) سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے مسلم اکثریت کا ایک نیا صوبہ بنایا جائے۔

(۳) دو اور صوبوں کو جن میں مسلم اکثریت ہے یعنی شمالی مغربی سرحدی صوبے اور بلوچستان کو سیاسی اصلاحات دی جائیں۔

(۴) مرکزی قانون ساز مجلس میں مسلمانوں کو ایک تہائی نشستیں دی جائیں۔

(۵) مسلم اکثریت کے سب سے بڑے صوبوں پنجاب اور بنگال میں ہندوؤں اور مسلمانوں

کی نمائندگی ان کی آبادی کے تناسب سے ہو۔ جہاں تک اور صوبوں کا تعلق ہے مسلم اکثریت کے صوبوں میں کونسلوں میں نمائندگی اور نشستوں کو محفوظ کرنے کے سلسلے میں ہندوؤں کو وہی رعایتیں دی جائیں جو مسلمانوں کو ہندو اکثریت کے صوبوں میں حاصل ہوں۔

انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے اجلاس مدراس (دسمبر ۱۹۲۷ء) میں ان تجویزوں کو منظور کر لیا۔ اور اس رزولیوشن نے جو اس سلسلے میں پاس ہوا اس بات کی بھی ضمانت دی کہ ہر فرقے کو مذہبی عقیدہ و عمل کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور کوئی مسودہ قانون جس کا اثر ایک خاص فرقے کے مفاد پر پڑتا ہو مجلس قانون ساز میں اس وقت تک پیش نہیں ہو سکے گا جب تک اس فرقے کے منتخب شدہ نمبروں میں سے تین چوتھائی اس کے پیش ہونے پر راضی نہ ہو جائیں۔

مناسب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ۱۹۰۹ء کی طرح ایک بار پھر کانگریس اور مسلمانوں کے نمائندوں کے اتفاق رائے سے فرقہ وارانہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ لیکن یہ نہیں ہوا تھا۔ ۱۹۲۷ء کی تجویزوں پر مسلمان تو سختی متفق ہو گئے تھے لیکن ہندوؤں کا ایک بڑا حصہ خصوصاً پنجاب اور بنگال میں جو کانگریس کے ساتھ نہیں تھا ہندو مہاسبھا اور دوسری فرقہ پرور جماعتوں کے ساتھ تھا، ان تجویزوں کا سخت مخالف تھا۔ اس بات کو وہ اپنے خلاف انصاف سمجھتا تھا کہ مسلمانوں کے لیے پنجاب اور بنگال میں بھی جہاں ان کی اکثریت ہے نشستیں محفوظ کی جائیں۔ گو اس نے کہ عام حالات میں کانگریس ان حلقوں کی مخالفت کی پروا نہ کرتی۔ لیکن اتفاق سے ان دنوں ایسی عجیب و غریب صورت حال پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے کانگریس کو ملک کے بہت سے ایسے لوگوں کے ساتھ کام کرنا پڑا، اور اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ اتفاق کے لیے حاصل کرنے کی خاطر ملی کی تجاویز میں ترمیم کر دی گئی۔

کچھ دن پہلے دہلی میں مرکزی مسلم لیگ نے یہ رزولیوشن پاس کیا تھا کہ ایک گول میز کانفرنس منعقد کی جائے جس میں برطانوی حکومت اور ہندوستانی قوم کے نمائندے مل

کر ہندوستان کے آئینی مسئلہ پر غور کریں حکومت برطانیہ نے اس رزولیوشن کو قطعاً نظر انداز کر کے نومبر ۱۹۲۷ء میں ہندوستان کے مسئلے کی تحقیقات کے لیے اپنی طرف سے ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کیا۔ اس کے صدر سر جان سائمن، اور چھ ممبر تھے جن میں ایک بھی ہندوستانی نہ تھا۔ ہندوستان کی سبھی پارٹیوں نے، جن میں جناح صاحب کی مسلم لیگ بھی شامل تھی، کمیشن کے تقرر کو قوم کی توہین سمجھا، اور اس کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے اجلاس مدراس میں جس میں فرقہ وارانہ مسئلے کے حل کیلئے دہلی کی تجویزیں منظور کی تھیں سائمن کمیشن کے تو پر یہ رزولیوشن پاس کیا کہ مرکزی اور صوبائی قانون ساز مجالس کے ارکان اور ملک کی کل سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس بلائی جائے جو ملک کے لیے ایک نئے آئین کا مسودہ تیار کرے۔ اس کانفرنس نے ایسے ہی اجلاس میں پنڈت موتی لال نہرو کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی کہ آئین کے بارے میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔ چونکہ کانفرنس نے دہلی کی تجویز کو نظر انداز کر کے فرقہ وارانہ مسئلے کو بھی نئے سرے سے غور کرنے کا فیصلہ کیا تھا اس لیے مسلم لیگ نے جناح صاحب کی طرح اس کمیٹی میں حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ کمیٹی کی رپورٹ جو اگست ۱۹۲۸ء میں شائع ہوئی، فرقہ وارانہ مسئلے کا اس حل تجویز کیا گیا جو دہلی کی تجاویز سے بہت مختلف تھا۔ رپورٹ پر آخری مرتبہ غور کرنے کے لیے دسمبر ۱۹۲۸ء میں کلکتے میں آل پارٹیز کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ اس نے مسلمانوں میں قوم پرستی کی تحریک کو ایسی کاری ضرب لگائی جس سے وہ کبھی پوری طرح سنبھل نہ سکی۔ کلکتہ اجلاس کے دوران میں ہی سب سے بڑے کانگریسی مسلمان لیڈر مولانا محمد علی کو اس طرح ذلیل کیا گیا کہ وہ صرف کمیونسٹ کے جیسے کو چھوڑ کر چلے گئے۔ کانگریس سے بھی بددل ہو گئے۔ اس سے بڑے غیر کانگریسی مسلمان لیڈر خود جناح صاحب کے ساتھ اس سے بھی بدتر سلوک ہوا۔ نہ صرف ان کی پیش کی ہوئی ترمیموں کو جو جناح کے چودہ نکات کے نام سے مشہور ہیں یک قلم رد کر دیا گیا بلکہ یہ بھی کہا گیا کہ ان کو مسلمانوں کی نمائندگی کا کوئی حق نہیں۔ جناح صاحب کا دل ٹوٹ گیا اور انھیں ہندو مسلم اتحاد کی طرف سے، جو ان کی زندگی کا مشن تھا، مایوسی ہو گئی۔ [1]

[1] Indian Muslims, by Ram Gopal pp 205-206

مکہ ۔ رقمطراز ہیں کہ اس موقع پر انھوں نے خود سید خود دار حسان کو زار پہلی بار روتے ہوئے دیکھا۔[1]

جناح صاحب کی عائلی زندگی کی بربادی کا جو کچھ بھی پس منظر رہا ہو، اس میں حسان کی وفات کے ساتھ ایک اور باب بند ہو گیا۔ اب وہ بمبئی میں رہتے تھے، کبھی کبھی لندن بھی جاتے تھے، مگر اب ان کی زندگی کا مرکز و محور ہندوستان کی سیاست تھی۔ وہ ۱۹۳۴ء میں ہندوستان واپس آ گئے اور آئندہ سات برس یہ کام اس ہندوستان کے بھی مسلم پر غور کرنے کے لیے مسلم لیگ سے منعقد ہوئی اس میں جناح صاحب بھی ڈیلی گیٹ کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ پہلے اجلاس کے بعد انھیں کچھ ایسی بددلی ہوئی کہ شاید اس کانفرنس کا کچھ مفید نتیجہ نکلے گا۔ دوسرے اجلاس کی ناکامی دیکھنے کے بعد انھوں نے اپنے آپ کو سیاست سے بالکل الگ کر کے اپنے قانونی پیشے میں کھو دیا۔

مسلم لیگ کے ایک قابل اور مخلص جوان الگر
لیڈر لیاقت علی خاں نے جو اپنی دولہن کے ساتھ ۱۹۳۲ء میں لندن گئے تھے جناح صاحب کو یہ یقین دلایا کہ مسلم لیگی خیال کے مسلمانوں کو کی رہنمائی کی سخت ضرورت ہے اور وہ اس ضرورت کو شدت سے محسوس بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ اگلے دو سال میں جناح صاحب کئی بار ہندوستان آئے گئے اور مسلم لیگ کے جلسوں میں شریک ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں بمبئی کے مسلمانوں نے ان کی غیر موجودگی میں انھیں ایک بار پھر مرکزی لیجسلیٹو اسمبلی کا ممبر منتخب کیا اور اکتوبر ۱۹۳۵ء میں وہ مستقل طور پر ہندوستان واپس آ کر بمبئی میں رہنے لگے۔

(ماخذ ہندستانی مسلمان آئینہ ایام میں)

[1] Jinnah, by Bolitho p 40

جہانِ سید

جان ڈیون پورٹ کی کتاب کا چھپنا

[illegible] جان ڈیون پورٹ کی کتاب [illegible] قرآن کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] روپے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کچھ جان ڈیون پورٹ کے بارے میں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

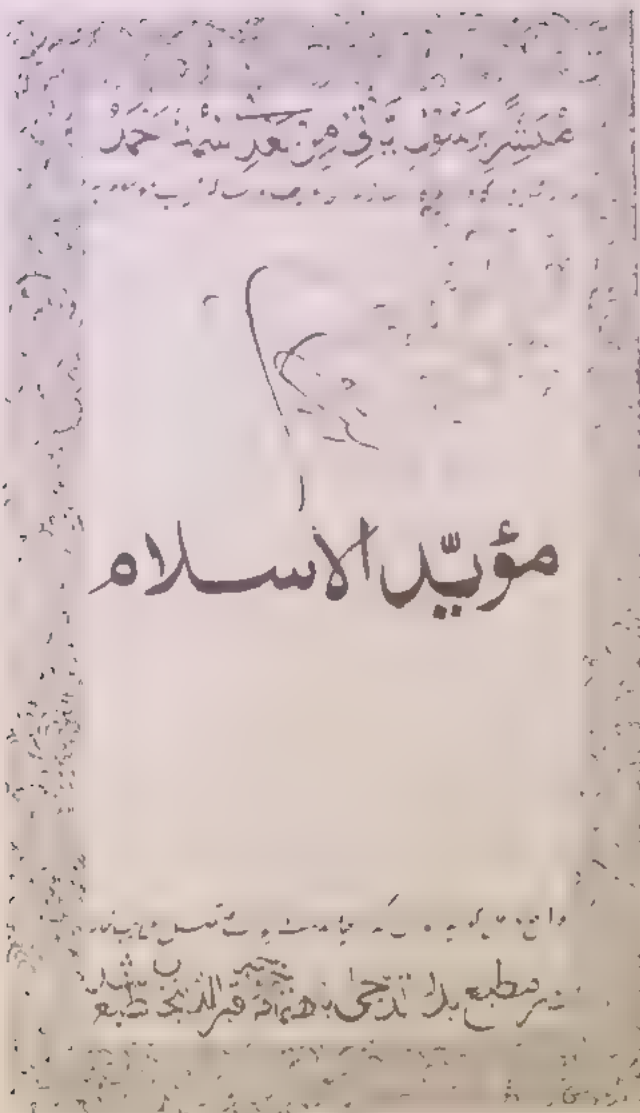
مؤيّد الاسلام

مؤلف

مؤلف اف جون ڈیون پورٹ صاحب مصنف کتب مضامین

وقایع عمری علی باشا الی بنانہ ـــــ رسالہ بزنی بل اودہ ـــــ

رسالہ بیان ملک کورک و جہای کورک مویدسوانح تاریخ محمد ـــــ

مجموعہ تواریخ و تصانیف مختلفہ مفید طلبا ـــــ

فہرست مضامین کتاب ہذا ـــــ

آنحضرت کا ذکر اور آپ کی وقایع عمر ـــــ

قرآن مجید اور اوس کی تہذیب کا بیان ـــــ

بطلان الزامات در باب آنحضرت ـــــ

محاسن قرآن شریف ـــــ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اس مانی کی عیب اون لوگوں کی بات سے کہ میری تجھ سے
فہم سے تجاوز کرتی ہیں کہ آنحضرت صلعم اللہ معجزہ نہیں دکھا سکتے اونہوں نے عقدہ
غریب بنایا تھا اور قرآن ایسا لکھا ہے جیسی کوئی جملہ لکھی جاتی ہیں اور صفحہ
اوسی قرآن کو پڑھیگا اوس کا یقین قرآن بالکل مختلف ہوگا ـــ اس کتاب کا بلاصفحہ
جلد ۲ صفحہ ۴۰۴ مسجد عرشہ ان **مؤلف** دیتی ڈولے وغیرہ تجارتی فائدہ
لیسلے طبع ہوئی مقام ۱۳۷ لونگمن ۱۱

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہانِ ودود

◉ یادِ شتبا ـــ ۰۰۰۰

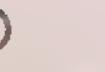

قاضی صاحب ہمارے عہد کے سب سے بڑے
اردو دانشور تھے۔ ایسے بیچے لوگوں سے جن کا سارا تعلق
سرمایہ چھوڑا ہے۔

آخری سالوں میں وہ بیمار رہتے تھے اور دھوپ
ڈل دیتے تھے۔ کبھی کبھی ہی نوشت کے سامنے بیٹھتے
کے سب دو چار سطریں لکھتے تھے۔ گمشدہ نوٹ بکوں
پر اس کی پرانی دستخطیں سادہ کاغذوں پر چھوٹے چھوٹے پرزوں کی شکل
میں موجود ہیں۔ کبھی کبھی ڈھونڈنے پر کوئی ایسا ٹکڑا
کوئی تحریر کسی کے نام کا غذ۔ ان پرزوں دستخطوں میں کسی
میں تو کسی نہ کسی لفظوں کی شکل میں کچھ نہ کچھ مکمل
ہی تحریر ملیں گی ——— ۱۲ اپریل ۸۲

آسفتہ، آہنگ، آوازگشتن کی تحقیق

[illegible]

— آہنگ (ع ا) [illegible] = بلندآوازگشتن یعنی
[illegible] یعنی [illegible]

— آوازگشتن (ع ا) = مشہور گردیدن (برہان) بلندآوازگشتن یعنی
[illegible]

[illegible]

[illegible]

لفظ بابو اور زمین کے بارے میں

— بابو ہندوستان کے دوسرے صوبوں
اردو کی ۲ لشکروں میں فوج ملاہ اور دوڑی
جس کی تفصیل حرکات دی گئی ہے:

فقیروں کا ہاتھ ہے مرگ چمالا

پاپا

یہ لفظ بھی ہے۔

لفظ 'امرود' کے بارے میں

فی۔ایس ایسوسی ایٹ، مولوی عبدالحق

دیوان یقین مرتبہ فرحت اللہ بیگ

دیوان یقین

بلوان یقین مرزا فرحت اللہ بیگ مرحوم کی مرتب کردہ اور اس پر آپ کا طویل مقدمہ ( ) کھا تھا جو لوگ ان کی رائے
میں تیسری قدیم کا ایک شاہکار ہے مرزا دبیر کا [illegible] اور [illegible] گم ہے یقین اس مقدمہ میں باقی لوگ
تیسری قدیم کا قائل ہے اسے ہو گا اور ان کی [illegible] دوم [illegible] مانتے ہیں۔

دساتیر

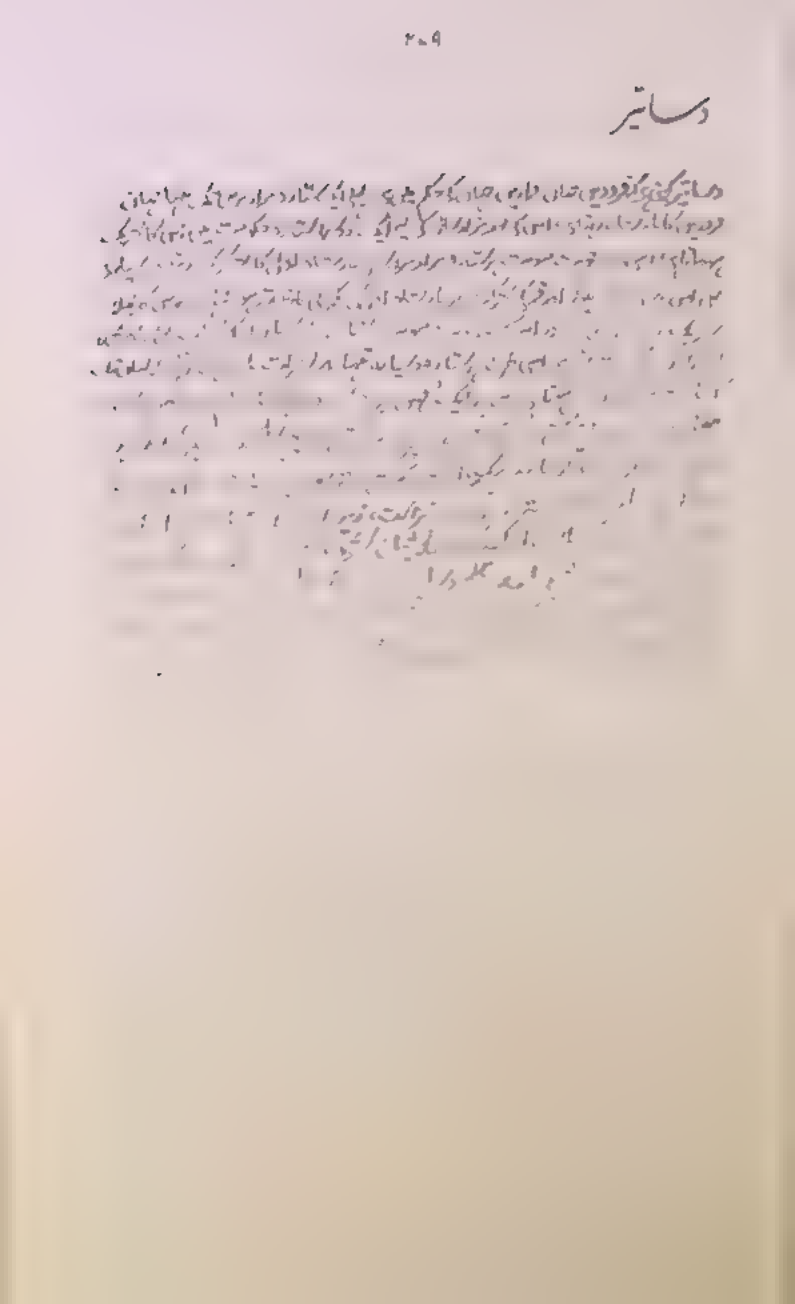

مظلہ العالی رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

آزاد نمبر" ایک نظم بھی ہے جو الدور نمبر کے پیش نامچوں کی طرح پر کی گئی تھی۔ یہ "انگریز پرستی" رہی تو اور کیا ہے؟ اگر پروفیسر صاحب کو [illegible] کے باوجود اردو ادب کے سفائین کو پہچاننے کا وقت نہیں ملتا۔

ابوالکلام آزاد پر کچھ یادداشتیں

[illegible] فروری ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۲ء: وہی جس کی بنا پر میں گرفتار ہوا تھا اس لئے میں
کا [illegible] یہ تھا کہ [illegible] ہندوستان کی [illegible] پر [illegible] فیصلہ
خاں کبھی کبھی اس موضوع پر آیا کرتا تھا۔ یہ لشکر بھی کبھی اور اب تک ہے
ہے۔ اس کی بنا پر مولانا آزاد کو لشکر گوں کی ترغیب ہوئی۔ آزاد کے بھی ہم اللہ
خاں سے کئی کتابیں (جو مسئلہ تدوین کی کل ۲۲۹) [illegible] کہ لشکر
میں لشکر کا کام ان کی تخلص کی اشتی ترتیب سے تھا تھا' اس کی یہ کا نام 'کل
آزاد' میں چھپا کرتا تھا۔ کی پہلی جلد کسی کی ایک گھڑی [illegible] میں
چھپی تھی۔"

۱۹۶۱ء میں [illegible] : سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گیا، اس کے کچھ ہی
بعد میں سرسید احمد خاں کی تحریروں سے پہلے پہل آشنا ہوا۔ اور جدید تعلیم سے متعلق ان کے خیالات
کا مجھ پر گہرا اثر ہوا۔ میں نے انگریزی سیکھنے کا تہیہ کر لیا' اور جلد ہی اس زبان سے کچھ واقفیت
حاصل کر لی۔ مگر میری کتابوں میں [illegible] یہ میرا بے ڈھب ذہن بچپن کا زمانہ تھا۔ پرانی عقائد کے خلاف ایک
اندر ہی اندر بغاوت کا احساس پیدا ہوا۔ یہی بات میں نے بعد میں [illegible] کی
کہ اختلاف [illegible] کی بنا ہی اختلاف [illegible] کا منبع [illegible] تو اسی سراغ کہیں
اور میں کی کیا وجہ کہ ہر فرقہ دوسرے فرقوں کو [illegible] قرار دیتا ہے۔ ان اختلافات
پر غور کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود مذہب کے متعلق شکوک پیدا ہو گئے۔ وقت کی
[illegible] میں گرفتار ہو گیا۔ اور آخر یہ فیصلہ کیا کہ [illegible] کچھ بھی نہیں ہے۔
[illegible]

[illegible]

گذارش گزارش، کاغذ، ماتم، ماتمی

— گذارش و گزارش۔

— گزارش [illegible]

— [illegible]

— ماتم اور ماتمی [illegible]

— ماتمی [illegible]

گزارش، کاغذ، غنچہ پیشانی، تسطیر وغیرہ

مکتوباتِ نائب سے لفظیات

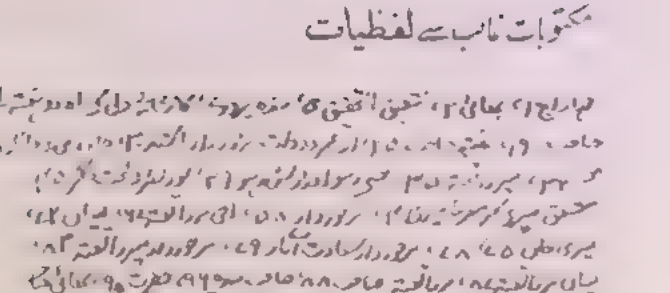

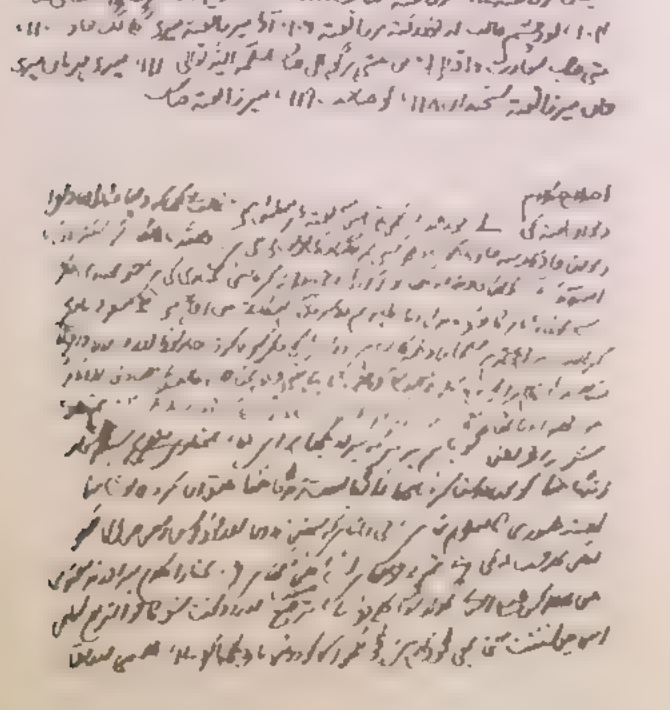

جہانِ آزاد

فتنۂ ارتداد اور مسلمان

مولانا ابوالکلام آزاد

فتنۂ ارتداد اور مسلمان

ملکانہ راجپوتوں کا معاملہ:

ہندوؤں اور مسلمانوں کے فرائض

عبادت کا طریقہ

[illegible]

شدھی سبھا کے سوال:

[illegible]

دو جماعتوں کی زیادتی :

کانگریس کے ناپسندیدہ تجاویز :

اشاریے

ڈاکٹر یوسف حسین نے جنوری ۱۹۶۰ء میں 'فکر و نظر' کے نام سے علی گڑھ یونی ورسٹی کے پہلے علمی مجلہ کی اشاعت شروع کی۔ ۱۹۶۵ء تک یوسف صاحب علی گڑھ کے پرو وائس چانسلر رہے اور 'فکر و نظر' ان کی ادارت میں نکلتا رہا۔ ۱۹۷۲ء میں ڈاکٹر مسعود حسین اس کے باقاعدہ ایڈیٹر ہوئے۔ ان کے بعد شعبۂ اردو سے اس کی ادارت وابستہ رہی۔ ۱۹۸۷ء سے ایک مستقل انتظام کے تحت ڈاکٹر شہریار اس کے ایڈیٹر ہیں۔

—— (ادارہ)

سید جمال الدین افغانی

فکر و نظر

کا

اشاریہ

۱۹۶۰ء — ۱۹۹۰ء

ڈاکٹر معین الدین انصاری

علی گڑھ سے اردو کا تعلق [illegible] تعلیمی [illegible]
[illegible] تو ان کے طور پر
[illegible] میں علی گڑھ سے ہی ۱۹۶۶ء میں اخبار سائنٹیفک سوسائٹی جاری کیا، اس کے بعد [illegible] ۱۸۷۰ء
[illegible] سے [illegible] ۱۸۷۵ء [illegible] ایک [illegible]
[illegible] ۱۸۷۵ء [illegible]

[illegible] علی گڑھ [illegible]
[illegible] ۱۸۷۵ء [illegible] ۱۸۷۵ء

کے عنوان سے بھی شائع ہو گئی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مجلس ادارہ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے شمارے سے [illegible] مجلس ادارہ کے [illegible] ان کے اسمائے گرامی دیے جانے لگے۔ اس کے ساتھ [illegible] یہ بھی ہوتا کہ "مجلہ متوسط اب تک کاغذ میں طبع ہوتا تھا" لیکن اب اسے بیشتر میں چھاپنے کا فیصلہ کیا۔ اسی اکتوبر ۱۹۶۶ء کے شمارے میں اس فیصلہ کی اطلاع ان الفاظ میں دی گئی:

"کاغذ کی نایابی کے ہم قائل ہیں، مگر جاپانی کاغذ کی [illegible] یہ ہے کہ ماہنامہ کی [illegible] یہ اب تک زیادہ سے زیادہ [illegible] بیشتر کی تعطیل کے [illegible] ہے اور [illegible] ہے۔ اس لیے ہم نے بیشتر کی طباعت کو ترجیح دی ہے۔"

اس جدید نظامِ تعلیم کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ [illegible] اور تحقیقی مضامین کے علاوہ کچھ اور سائنسی علوم پر بھی [illegible] جانے لگا جن میں معاشیات سے [illegible] نفسیات، ریاضیات، جغرافیہ اور ملک کی تعلیمی یا ایسی دیگر سے متعلق [illegible] مضامین بھی [illegible] ہونے لگے۔ مجلس ادارہ نے مندرجات میں وسعت [illegible] کوئی [illegible] کی حذف نہیں کیا ہے۔

۱۹۷۰ء کے بعد اس میں [illegible] صورت حال پیدا ہوئی [illegible] کی طباعت اب مستقل نہیں رہی اور اشاعتوں کے درمیان طویل وقفے ہونے لگے۔ ۱۹۷۰ء میں پروفیسر مسعود حسین خاں کے [illegible] ہوئے مجلس ادارت مرتب رہی۔ ان کے بعد پروفیسر خورشید [illegible] پروفیسر [illegible] محمد [illegible] پروفیسر [illegible] نقوی [illegible] کے بعد [illegible] ڈاکٹر [illegible] مجلس ادارت کے [illegible] دیے ہیں۔ [illegible] تفصیل [illegible]

ڈاکٹر یوسف حسین خاں	جلد [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	جلد [illegible]	[illegible]	[illegible]
مجلس ادارت	جلد ۱۵ شمارہ ۱	اکتوبر ۱۹۶۶ء تا	جلد ۱۸ شمارہ ۴
[illegible]	جلد [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	جلد [illegible]	[illegible]	[illegible]

۵۔ [illegible] جلد ۰ [illegible] ۰ شمارہ ۰ [illegible]

۶۔ [illegible] جلد ۱۱ [illegible] ۱۹۸۵ء جلد ۲۲ [illegible]

۷۔ ڈائرکٹری جلد ۱۳ شمارہ ۱۹۰۰ء [illegible]

[illegible] ان کی [illegible] ادبی [illegible] ان کی [illegible] ان کی [illegible] ان ک

فہرست

آدمیت ۲۵
ادبیات ۵
اردو ۹
انشا ۱۰
انگریزی ۱۱
اودھ ۱۲
بنگال ۱۳
بہار ۱۴
بیجاپور ۱۵
پنجاب ۱۶
تاریخ ۱۷
تاریخ: عہد قدیم ۱۷
ہندوستان ۱۷
ہندستان، تاریخ محمدی از مورخ ۱۸
جغرافیہ ۱۸
مشرق وسطیٰ ۲۴
مصر ۲۶
وسط ایشیا ۲۷
ترکی ۲۷
تصوف ۲۸
تعلیم ۲۹
طب ۲۹
حیوانات ۳۰
خطوط ۳۱
دکن ۳۲
دیوان ۳۳
ذخیرہ ۳۴
رسالہ ۳۴
سوانح ۳۵
شاعری ۳۶
صرف و نحو ۳۷
عربی ۳۸
فارسی ۳۹
فلسفہ ۴۰
قانون ۴۱
قواعد ۴۲
کتابیات ۴۳
لسانیات ۴۳
ادب ۴۴
ادب: تاریخ و تنقید ۴۴
اردو زبان ۴۷
اردو شاعری ۴۸
دکنی شاعری ۴۸

فکر و نظر

انشائیہ
افسانے

ادب

ادب — تاثر و تنقید

مرتبہ	عنوان	مضمون نگار	اشاعت	صفحات	قیمت
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	سید محمد اشرف	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اردو ادب۔ تاریخ و تنقید

[illegible]	[illegible]	محمد مسلمی کاظمی	[illegible]	۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	آلی احمد سرور	۱۹۹۰ء	۱	اکتوبر	۱۹۹۰ء	۲۵۰۹
[illegible]	[illegible]	محمود الٰہی	۱۹۹۰ء	۲	جولائی	۱۹۹۰ء	[illegible]
[illegible]	[illegible]	رشید احمد صدیقی	۱۹۹۰ء	۱	جنوری	۱۹۹۰ء	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۹۹۵ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۹۹۹ء	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	رشید صاحب کا اسلوب	منظر عباس نقوی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	قدیم ایرانی تہذیب نشتی صاحب اور اسلامی	محمد یحییٰ خاں	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	محمد اسد اللہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مولوی عبدالحق کے لیکچر		محمد عزیر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

انشائیہ

۱۔	[illegible]	محمد یحییٰ صبا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اردو زبان

	اردو رسم الخط	رشید محمد علی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۔	اردو زبان کی ابتدا اور ارتقا کا مسئلہ	مسعود حسین خاں	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اردو زبان — قواعد

اردو شاعری

	جدید اردو اور جدیدی کی روحانی اور مع						
	جدید شاعری کے اہم رجحانات						
۱۰	سماج اور شعر						
۱۱	قائم چاند پوری (انتخاب کلام)						
۱۲	قصۂ مہر افروز و دلبر						
۱۳	محمد شاہی دور کا پس منظر						

کا پہلا دور کہا جا سکتا ہے۔

اردو ناول

اردو ناول۔ تاریخ و تنقید

نمبر شمار	نام	مصنف / مرتب	تعداد جلد	سال	ناشر	قیمت
۴	فتوحات ـــــ تصنیف و تحقیق	مسعود حسین خاں	۳	۱۹۸۰ء		۵۴۰.۰۰

ارضیات

۱	گوشۂ البرز	ـــــ	۱۲	۲	۱۹۷۵ء	۲۱۰.۵۵

اسلامیات

۱	ـــــ اسلامی علوم	مرزا احمد	۳	۱۹۶۲ء		۸۹.۶۰
۲	مسلم ـــــ تحقیق	محمد ـــــ صدیقی	۱۱	۱۹۷۰ء		۸۵۰.۵۶
۳	اسلام ـــــ	عبدالحمید خان	۲	۱۹۷۶ء	لاہور	۱۹۰.۲۵

مولوی محمد شفیع صاحب نے اپنے مشہور حاشیہ تحقیق میں اصل مقالے کے حصے میں ترمیم کی ہے [illegible] اصل مقالہ کو ترجمہ کرنے کے بعد [illegible] مصنف نے اپنے حواشی شامل کیے ہیں جس سے علم و تحقیق اور علوم و اشیاء کی معلومات میں اضافہ ہوا ہے [illegible] ہے۔

مولوی محمد شفیع صاحب نے اپنے حاشیہ تحقیق میں [illegible] اسی نسخہ کا تعارف کرایا گیا ہے۔

۵	[illegible]	[illegible]	۴	۱۹۷۳ء	لاہور	۲۰
۶	[illegible]	[illegible]	۲	۱۹۷۳ء	[illegible]	۲۰
۷	[illegible]	[illegible]	۲	۱۹۷۵ء	[illegible]	۷۹.۲۵

نمبر شمار	موضوع		صفحہ				صفحات
۷	حدیث لاسبق الا فی خف او حافر یا تیر اندازی	شبیر احمد قاسمی	۳				۳۱-۳۰
۸	حکمت رواقی اور حکمت اسلامی کا تقابلی جائزہ	احمد حسن	۲۵	۲			۵۰

اقبال اور سر محمد اقبال

۱	قرآن اور اس کے شارحین		۷	۳	اپریل	۱۹۷۰ء	۸۵-۷۳
۲	" " قسط ۲	"	۹	۱	اکتوبر	"	۶۹-۶۸
۳	" " قسط ۳	"	۹	۲	جنوری	۱۹۷۱ء	۶۱-۵۲
۴	اقبال اور شاعر میں قرآن کی سہل کتاب	"	۸	۳	اکتوبر	"	۲۶-۱۹
۵	اقبال اور وحدت	محمد سلیم	۰	۱	جنوری	۱۹۷۰ء	۶۰-۶۹
۶	اقبال کا اشتراکیت اور اسلامی تہذیب کا تصادم	محمد نور	۸	۲	اپریل	۱۹۷۲ء	۴۹-۴۱
۷	" " (قسط ۲)	"	۸	۲	جولائی	"	۴۶-۳۸
۸	قرآن کا تصور انقلاب	محمد اسلام	۱۸	۴	جولائی	۱۹۸۱ء	۲۴-۰۶
۹	قرآن کا تصور تعلیم	[illegible]	۵	۰	[illegible]	۱۹۷۴ء	۵۹-۵۰
	اقبال کا [illegible]	[illegible]	۵		جنوری	[illegible]	۶۵-۶۵
۱۱	اقبال کا فلسفہ خودی	سید رفیع الدین	۲	۲	اپریل	۱۹۷۶ء	۱۱۱-۱۰۱
۱۲	اقبال کی شاعری کا حرکی پہلو	قمر رئیس	۲۰	۲-۱	جنوری جولائی	۱۹۸۲ء	۴۸-۲۳
۱۳	شیکسپیئر کا ایک خط		۲	۴	اکتوبر	۱۹۶۱ء	۱۱۸-۱۱۵

۱۰ کی ۱۹۳۳ء کو لکھا گیا خط ۔ ۔ ۔

۱								
۲								
۳								
۴								
۵								
۶								
۷								
۸								
۹								
۱۰								
۱۱								
۱۲								
۱۳								
۱۴								
۱۵								
۱۶								
۱۷								
۱۸								
۱۹								
۲۰								
۲۱								
۲۲								
۲۳								
۲۴								
۲۵								
۲۶								
۲۷								
۲۸								
۲۹								
۳۰								
۳۱								
۳۲								
۳۳								
۳۴								
۳۵								
۳۶								
۳۷								
۳۸								
۳۹								
۴۰								

نمبر شمار	عنوان	مصنف/مؤلف	جلد	شمارہ	ماہ	سال	صفحات
	ترکی ادب						
۱	جدید ترکی ادب	اکمل ایوبی	۱	۲	مارچ	۱۹۶۲ء	۹۶
۲	عاشق پاشا کی تاریخ تصوف	—	۷	۲		۱۹۷۵ء	۱۶۰

(۱) عاشق پاشا (۱۲۷۲ء-۱۳۳۳ء) کا شمار ترکی کے صاحب طرز نثر نگاروں میں ہوتا ہے۔ اس کی تصنیف ترکی تصوف کی ابتدائی کتابوں میں سے ہے۔ یہ مضمون اس کتاب کے مقدمے کا ترجمہ ہے۔

۳	مولانا روم کے ترکی اشعار	اکمل ایوبی	۱۵	۱	جنوری	۱۹۶۴ء	۹۶-۱۴
	انشائیے						
۱۰	بکر زغار اور اس کا مصنف	مفتی محمد رضا انصاری	۱۲	۳		۱۹۷۲ء	۴۵-۴۰
۱۱	تصوف اور اس کے غیر اسلامی ماخذ	ڈاکٹر عبید	۱۱	۲		۱۹۷۱ء	۵-۴۸
۱۲	تصوف پر ایک نظر	صہیب رحمانی	۴	۱	جنوری	۱۹۶۳ء	۱۰۵-۱۱۹
۱۳	تصوف قبل از اسلام	محمد ہمایوں خان	۰	۲۰	جنوری جون	۱۹۸۳ء	۱-۲۳
۱۴	تصوف کی حقیقت	۔ ۔	۱۸	۲۰۱	۔۔	۱۹۸۱ء	۳۰-۴۸
۱۵	رہنمائے سالکین	حسین شاہد	۱۲	۳		۱۹۷۲ء	۱-۳۲
۱۶	مزاج الصوفت	قاضی عبدالودود	۳	۲	اپریل	۱۹۶۱ء	۹۰-۱۰۰

(۱) مزاج الصوفت ایک تنقیدی جائزہ ہے جو قاضی عبدالودود نے تصوف کی کتاب [illegible] کے مصنف کی مفتی سلسلہ رحمت علی خاں پر لکھی تھی۔ اس پر مرزا غالب کا دیباچہ ہے۔ یہ مضمون اسی کے سلسلہ میں ان کے مقدمات سے متعلق ہے۔

۱۷	مرورالصدور در ذم البدور	حسین محمد خاں	۳	۳	مارچ	۱۹۰۰ء	۲۰-۳

(۱) [illegible] تنقید ہے [illegible] پر۔ [illegible] کا شمار [illegible] میں ہوتا ہے۔ [illegible] ایک

نہیں ہیں۔ [illegible] کی تصنیف [illegible] یہ مضمون [illegible] کا ترجمہ ہے۔

۱۸	[illegible]	[illegible]	۳	[illegible]	[illegible]	۱۹۰۰ء	۹۵-۰

۱	غواصِ معانی کے قدر داں بیچنے	سحبی دت سرما	۲	۳	جنوری	۱۹۷۳ء	۹۸-۱۰۲
	تکملہ		۲	۰۰	۰	۰	۱۰۳-۱۱۱
۲	[illegible]	حقیق احمد نظامی	۳		جنوری	۰	۱۲۱-۱۲۷

[illegible] ۱۹۷۵ء [illegible] ۱۹۷۶ء [illegible]

[illegible]

۳	مقدمات شاہ کلب اللہ [illegible] آبادی	حقیق احمد نظامی	۲	۲	اپریل	۱۹۶۱ء	۱۱۵-۱۲۱

تعلیم

۱	آدابِ متعلمین و معلمی	[illegible] علی وسیمی	۲	۳	[illegible]	۱۹۷۲ء	۱-۱۰
۲	[illegible]	صابرہ زیدی	۷	۲	جنوری	۱۹۶۴ء	۱-۷

تنقید ادب

۱	[illegible]	بارون جان شروانی	۲	۲	اکتوبر	۱۹۷۱ء	۱۰۳-۱۱۲

جغرافیہ

۱	[illegible]	[illegible]	۴	۱۰۱	۱ جلد [illegible]	۱۹۷۵ء	۵۴-۲۸
۲	[illegible]	محمد ضیاء الدین علوی	۲	۲	[illegible]	۱۹۷۷ء	۹۵-۲۰
۳	[illegible]	فخر الدین احمد	۹	۲	اپریل	۱۹۶۹ء	۶۱-۷۰

حیوانات

۱	[illegible]	[illegible]	۱۴	۲	[illegible]	۱۹۷۵ء	۱۲۶-۱۳۴

نمبر شمار	نام	نام مصنف	تعداد	سائز	سن اشاعت	قیمت
۲	جدید مطبوعات (PHOTOZINCO)	رحمت محمود خان	۱۵	۳ × ۲	جولائی ۱۹۸۲ء	۳۱-۲۵
۳	حیوانی حلیہ اور اس کے اصول	ڈاکٹر ت و مسعود عالم	۹		اکتوبر ۱۹۷۶ء	۹۰-۸۱
۴	طبعی پرتو	ڈاکٹر رحمت یاسین	۲	۲ × ۲	۱۹۸۳ء	۵۰-۴۵

کتب شاری

۱	حافظ تاج الدین شہشاہی	شہید شوکت	۳	۴	اکتوبر ۱۹۸۲ء	۱۲۰

[illegible] کتب خانہ کے اب اہم ستارے تھے یا بنا دیے گئے تھے۔ جدید دور کی شاہکار کتابوں سے وابستہ تھے [illegible] کا [illegible] کتب خانہ [illegible]

[illegible] کی تاریخ [illegible] پر روانہ ہونے والے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

نمبر شمار	عنوان	مصنف	صفحات	سن	مہینہ	سن	قیمت
۱۴	سائنٹفک سوسائٹی کے مقاصد و مشن (خطبہ افتتاحی اجلاس)	پروفیسر محمد عبدالسلام	۵	۱	جنوری	۱۹۶۴ء	۱۹۰-۱۴۱
۱۵	" " " " (قسط ۵)	" "	۵	۲	اپریل	"	۲۵۰-۱۹۳
۱۶	" " " " (قسط ۶)	" "	۵	۳	جولائی	"	۳۰۰-۲۵۱
۱۷	سائنٹفک سوسائٹی اور سید کی پہلی تقریر	مشتاق حسین	۳	۴	اکتوبر	۱۹۶۴ء	۱۴۴-۱۲۷

سائنٹفک سوسائٹی کے قیام کا ذکر، اس کے مقاصد کے متعلق سر سید کی تقریر، جو ۹ جنوری ۱۸۶۴ء کو غازی پور میں دی گئی تھی

۱۸	سر سید کی سائنٹفک سوسائٹی	اسلم عباسی	۱۲	۲		۱۹۷۲ء	۹۸-۸۱

سر سید اور عثمان

۱	[illegible]	ڈاکٹر محمد عبدالرؤف	۱	۲	جولائی	۱۹۶۰ء	۲۴-۲۱
۲	[illegible]	اسلم عباسی	۱۱	۱		۱۹۶۱ء	۱۲۰-۱۱۳
۳	آزاد راہ اور رہنما	سید حامد	۲۲	۳-۱	جنوری ستمبر	۱۹۸۵ء	۱۸-۱۳
۴	سر سید اور قومی فریق	ڈاکٹر [illegible]	۱۱	۲		۱۹۶۱ء	۸۰-۹۲
۵	سر سید کا ایک لکچر	مشتاق حسین	۲	۲	جولائی	۱۹۶۲ء	۱۲۵-۱۱۹

لکچر سنہ فصلی پر؛ لکچر سر سید نے یکم جون ۱۸۶۶ء کو سائنٹفک سوسائٹی سے وابستہ ہونے کے بعد غازی پور میں دیا تھا

۶	سر سید کا معربی تعلیم کا تصور اور اس کا نفاذ علی گڑھ میں	رشید احمد صدیقی	۶	۲	اپریل	۱۹۶۵ء	۷۰-۳۵
۷	" " (قسط ۲)	"	۷	۲	[illegible]	[illegible]	۳۵-[illegible]
۸	" " (قسط ۳)	"	۷	۳	اکتوبر	"	۲۷-۱
۹	" " (قسط ۴)	"	۷	۱	"	۱۹۶۶ء	۶۲-۴۱
۱۰	" " (قسط ۵)	"	۷	۲	"	۱۹۶۷ء	۱۲۰-۱
۱۱	" " (قسط ۶)	"	۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	مضمون	مصنف/مرتبہ	صفحات	ماہ	سال	صفحات
۱	[illegible]	[illegible]	۸	۲	جنوری	۱۹۷۸ء	۵۶-۴۹
۲	[illegible]	[illegible]	۲	۲۰۱	[illegible]	۱۹۶۰-۶۲	۴۲-۱۵
۳	[illegible]	[illegible]	۱۰	۲۰۳	۰	۱۹۶۰	۱۰۸-۹۵
۵	[illegible]	[illegible]	۴	۴	اکتوبر	۱۹۶۲ء	۵۰-۲۸
۶	سرسید کے چند غیر مطبوعہ خطوط	[illegible]	۴	[illegible]	جنوری	۱۹۶۰ء	۱۲۱-۱۱۷

[illegible] ۱۹۶۵ء [illegible] سرسید کے سات [illegible] خطوط

۱۰	سرسید کے دو غیر مطبوعہ خطوط	مختار الدین احمد	۰	[illegible]	۱۹۶۰ء	۳	-

۲ ستمبر ۱۸۹۸ء اور ۲۸ جنوری ۱۸۹۵ء [illegible] سرسید کے دو خطوط

۸	سرسید کے تین غیر مطبوعہ خطوط	[illegible]	۱	۳	جولائی	۱۹۶۰ء	۱۳۰-۱۲۱
۹	[illegible]	[illegible]	۱	۱	جنوری	۰	۱۵۰-۲۲
۱۰	[illegible]	[illegible]	۲۲	۲۰۱	جنوری / ستمبر	۱۹۶۵ء	۲۲۳-۲۰۱
۲۱	سوانح سرسید کا ایک قدیم واقعہ	محمود الٰہی	۷	۱	جنوری	۱۹۶۵ء	۵۵-۴۹
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۵	۲۰۲	[illegible]	۱۹۶۸ء	۲۲۰-۲۰۰
۲۳	مطبوعہ رقوم	حقیق احمد صدیقی	۲۲	۲۰۱	جنوری / ستمبر	۱۹۸۵ء	۳۳۰-۲۳
۲۴	مکاتیب سرسید	(اداریہ)	۰	[illegible]	جنوری	۱۹۶۰ء	۲۰-۲۵

[illegible] ۱۹۶۵ء [illegible] سرسید کے [illegible] خطوط

[illegible] سرسید کے [illegible] خطوط

۲۵	مکاتیب سرسید	اکبر علی خاں	۰	۰	[illegible]	۱۹۶۰ء	۳۹-۲۵

[illegible] سرسید کے [illegible] خطوط

۱							
۲							
۳							
۴							
۵							
۶							
۷							
۸							

[illegible]

۹							
۱۰							

[illegible]

۱۱							
۱۲							
۱۳							
۱۴							
۱۵							

نمبر شمار	نام	مصنف / مرتب	جلد	حصہ	ماہ	سال	صفحات
۶	[illegible]	محمد خلیل الرحمٰن خان	۱۱			۱۹۴۰ء	۶۰۰
۷	[illegible]	سید الظفر چغتائی	۱۰	۲	مارچ	۱۹۴۰ء	۱۲۰

عربی ادب

۱	[illegible]	محمد رشید ندوی	۱۹	۳	جولائی دسمبر	۱۹۴۱ء	۳۰۲
۲	[illegible]	مسعود نور علوی الکلوجی	۲	۱	جنوری مارچ	۱۹۴۳ء	۳۸ ۲۱
۳	[illegible]	[illegible]	۲۱	۳	جولائی دسمبر	۱۹۴۲ء	۲۷۶
۴	[illegible]	سمیع اللہ اسد	۱۶	۱-۲		۱۹۴۹ء	۱۹۲-۲
۵	[illegible]	علام مصطفیٰ	۱۶	۱-۲		۱۹۴۱ء	۲۲-۱
۶	[illegible]	حامد حسین خان	۲۰	۳		۱۹۴۳ء	۹۲-۵۹
۷	[illegible]	محمد رشید ندوی	۱۸	۱	جنوری	۱۹۴۰ء	۴۵ ۷۰
۸	[illegible]	عبدالباری	۱۶	۲		۱۹۴۹ء	۸۲-۵۰
۹	[illegible]	سید احتشام احمد ندوی	۴	۲	اپریل	۱۹۴۳ء	۶۲ ۷۰
	[illegible]	محمد رشید ندوی	۱۶	۲-۱		۱۹۴۹ء	۲۱۰۰۱۸۴
	[illegible]	عبدالدین	۱۹	۲-۳	جولائی دسمبر	۱۹۴۱ء	۵۰ ۱
۲	[illegible]		۹	۳		۱۹۴۹ء	۲۲۵
۳	[illegible]	سید محمد خان	۱	۳	جنوری	۱۹۴۰ء	۹
۱۴	فرزدق	حامد حسین خان	۱۹	۲-۱		۱۹۴۹ء	۱۹۰۸۵
۵	[illegible]	محمد مہدی انصاری	۱۰	۱		۱۹۴۲ء	۲۰ ۴
۶	[illegible]	غلام مرتضیٰ	۱۹	۱-۲		۱۹۴۹ء	۲۹۰۲۳
۱۰	[illegible]	عبدالدین	۱۸	۱	جنوری	۱۹۴۰ء	۴ ۱

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	تعداد	سنہ اشاعت	قیمت
۱۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] [illegible]

۲۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

علم جراحت (SURGERY)

رموز جراحت

۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

علم طب

۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

علم کتاب خانہ

۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر	نام	مضمون نگار	جلد	نمبر	سال	صفحات
۳	کتاب نما	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اپریل ۱۹۴۳ء	۷۳-۷۴
۴	[illegible]	[illegible]	۵	[illegible]	جون ۱۹۴۸ء	۶۱-۹۹

علی گڑھ تحریک

[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵	[illegible]	اکتوبر ۱۹۴۳ء	۳۰۱-۳۱۵
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	جنوری ۱۹۴۵ء	۳۵۱-۳۶۴
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	جولائی ۱۹۴۳ء	۴۰-۷۹
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اپریل ۱۹۴۱ء	۵۶-۸۱
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۷	[illegible] (قسط ۲)	[illegible]	۳	۱	جنوری ۱۹۴۳ء	۱-۳۸
۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۸۹-[illegible]
۸	[illegible] (قسط ۲)	[illegible]	۳	۱۲	[illegible]	۱۳۱-۱۸۲
۹	[illegible] (قسط ۲)	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۳	[illegible]	[illegible]	۲۳	[illegible]	۱۹۴۲ء	۷۰-۵

غالب اور مولانا سید سلیمان ندوی

[illegible]	[illegible]	[illegible]	۹	۲	۱۹۴۹ء	۱۱۱-۱۱۵
[illegible]	آل احمد سرور	[illegible]	۹	۲	[illegible]	۱۲۲-۱۱۲
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

سرشمار	عنوان	مصنف / مرتب	صفحات	سطور	ماہ	سال	متعلقات
۴	غالب کی حاشیہ آرائی	کبیر احمد جائسی	۴	۰		۱۹۰۶ء	۳۶۰۰
۵	غالب کے اشعار فارسی کا ایک مجموعہ	نامعلوم مرتب	۲	۰	اپریل	۱۹۷۰ء	۹۰۰۱

غالب کے کلیات نظم فارسی کے مختلف نسخوں کا تقابلی مطالعہ — ڈاکٹر عبدالحمید ماہر — ۱۹۶۸ء — ۱۲۰۰

۶	غالب کے کچھ سن و سال	حامد حسین قریشی	۲	۰		۱۹۷۲ء	۴۳۰۰
۷	غالم غالب کا تاریخی مطالعہ	ڈاکٹر حسین قنوجی	۱۵	۲۰۰		۱۹۶۹ء	۵۰۰۴۲
۸	فارسی شاعری پر غالب کا اثر	محمد علی اسکی	۶	۰		۱۹۷۰ء	۱۰۰۵۰
۹	قنوجی ایڈیشن کا تنقیدی مطالعہ	سید وحید اشرف	۹	۰		۰	۵۲۰۲۰
۱۰	غالب کا بچپن	واقف کاروی	۹	۰		۰	۹۲۰۷۹
۱۱	نامعلوم	مرتبہ غلام	۰		تحریر	۱۹۶۷ء	۹۰۰۹۱

غالب کی یہ فارسی قنوجی جسے "نامعلوم" یا "مرتبہ غلام" سے منسوب کیا جاتا ہے، اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود ایک اہم دستاویز ہے۔ اس میں غالب کے ابتدائی فارسی کلام کا ایک بڑا حصہ محفوظ ہے، جو بعد کی اشاعتوں میں یا تو حذف کر دیا گیا یا اس کی ترتیب بدل گئی۔ اس نسخے کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ اس میں کاتب کی غلطیوں کو بھی مصنف کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے، جس سے غالب کی فارسی دانی پر غلط اعتراضات کیے گئے۔ اس مقالے میں ان تمام مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں کاتب کی غلطی کو غالب کی لغزش سمجھ لیا گیا۔

۱۲	انتخاب غالب	مرتبہ محمد عارف	۹	۰		۱۹۷۹ء	۴۰۹۱
۱۳	نظم طباطبائی کی تنقید اور غالب	مرتبہ جمیع		۴۰		۱۹۷۰ء	۱۰۰۹۳

نادر ادب

۱	[illegible]	[illegible]	۰	۳۰	[illegible]	۱۹۶۸ء	۶۰۰۰
۲	اخلاق [illegible]	[illegible]	۳	۰	[illegible]	۱۹۶۲ء	۲۲۰۰
۳	[illegible]	[illegible]	۰		تحریر	۱۹۷۰ء	۹۱۰۹۱

"پروین اعتصامی" اور "فرخ زاد" کی شاعری اور فنی [illegible]

۴	قطعۂ [illegible]	[illegible]	۳۳	۳	اکتوبر	۱۹۷۳ء	۸۴۰۲۵

[illegible] [illegible] [illegible] [

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۹	فسانۂ عجائب	کبیر احمد جائسی	۰	۲		۱۹۸۰ء	۱۵۰
۱۵	غزل تیزی	نجمی ادیبی	۰	۱	جنوری	۱۹۸۲ء	۸۰-۷۵
۱۶-	عہد حاضر کی ادبی روایت	کبیر احمد جائسی	۷	۳	جولائی	۱۹۸۵ء	۱۴۰-۹۶
۱۷-۱۸	عہد شاہجہانی کا ایک قابل توجہ شاعر یعنی سعید قریشی	امیر حسن عابدی	۴	۱	جنوری	۱۹۸۲ء	۲۲۰-۹۵
۱۸-	فراقؔ خیالی اور ہندوستان	۔۔۔ احمد	۰	۰	اکتوبر	۱۹۸۵ء	۳۹۰

فراقؔ خیالی فارسی رقعات کا ایک اہم اور ضخیم مجموعہ ہے جس کے مرتب مولانا امین یوسف ہیں۔ اس میں دوسری صدی ہجری سے اواسط نویں صدی ہجری کے تقریباً دو سو مشاہیر کے دو سو خطوط شامل ہیں۔

۱۹-	مثنوی شمع و پروانہ	اکبر الدین صدیقی	۱۲	۲	اکتوبر	۱۹۸۳ء	۵۹۰-۵۷۲
۲۰-	" " (قسط ۲)	"	۱۳	۲	دسمبر	۱۹۸۳ء	۱۸۰-۱

"شمع و پروانہ" اہل شیراز کی مشہور مثنوی ہے۔ قسط اول میں اس کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اور دوسری قسط میں اس کا متن بمعہ کیا گیا ہے۔

۲۱-	حیات الشعراء	عبدالقادر ۔۔۔	۴	۲	جولائی	۱۹۸۳ء	۵۹۴-۵۹۱

حیات الشعراء میر محمد حسین محسن کاکوروی تلمیذ انشا کا تذکرہ ہے جس میں شیخ علی حزیں اور سراج الدین علی خاں آرزو کے ادبی مناقشے پر بحث کی ہے۔ اس کا ایک علمی نسخہ مجلس تحقیقات اردو میں محفوظ ہے۔ زیر نظر مضمون میں اسی نسخہ کا تعارف کرایا گیا ہے۔

۲۲	مرقع بہادر و اصفہانی	علی حسین ۔۔۔ محمد ۔۔۔ حسین	۱۰	۲	جولائی	۱۹۸۰ء	۶۰-۹۰
۲۳	مولانا صلاح الدین قلندر اور ان کے جدامجد مخدوم شاہ	۔۔۔ محمد	۶	۲	اپریل	۱۹۶۵ء	۲۳
۲۴	مؤسس الاحرار مصنفہ احمدی لچھواڑی حیدرآبادی	۔ ۔ ۔	۲	۴	اکتوبر	۱۹۹۶ء	۵۲۰-۵

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	جلد نمبر	شمارہ نمبر	سال	صفحہ نمبر

مولانا آزاد لائبریری کی جانب سے شائع ہونے والا یہ سہ ماہی مجلہ اپنے مضامین کی وجہ سے علمی حلقوں میں مقبول ہے۔ اس کے مضمون نگاروں کی اس فہرست کا تعارف کرایا گیا ہے۔

۵۵	عباسی آثار	خلیق احمد نظامی	۴	نمبر ۱	۱۹۷۰ء	۲۹-۱۳۲

"عباسی آثار" مصنف کی کتاب "شعر العجم" کا ایک باب ہے۔ اس میں عباسی دور کی علمی و ادبی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ عباسی خلفاء کی سرپرستی میں عربی کے علاوہ فارسی شعراء اور ادباء کی خدمات کا ذکر ہے۔ مولانا آزاد لائبریری میں اس کا قدیم ترین نسخہ محفوظ ہے۔ جہاں اس نسخہ کا تعارف کرایا گیا ہے

۲۶	قطعی بعد اعتبار ایڈیشن	محمد علی	۲۰	۲	مخطوطہ	۶۹-۵۹
۲۸	جہاں مقالہ کا سال تصنیف	شمیم احمد حسینی	۲	۳	جولائی ۱۹۹۱ء	۵۱-۵۵
۲۹	چہار مقالہ	نذیر احمد	۳	۲	اپریل ۱۹۷۲ء	۱۱۲-۱۰۸

"چہار مقالہ" کا اصل نام "مجمع النوادر" ہے۔ اس کا نسخہ فارسی نثر کی اہم ترین کتابوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کا مصنف احمد بن عمر بن علی نظامی عروضی سمرقندی ہے جس نے ۵۵۰ھ کے قریب اسے تالیف کیا۔ یہ کتاب تاریخ، علم کی علمی اور ادبی حیثیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

فارسی زبان

۱	ایسے جملہ کا فارسی لفظ جو اُردو میں	امیر علی خان ہاشمی	۱۲	۲	۱۹۸۲ء	۵۲-۳۲
۲-	پہلوی زبان	سید وحید اشرف	۹	۳	۱۹۶۹ء	۶۴-۴۲
۳-	فارسی افعال کے مسائل	نذیر احمد	۵	۳	جولائی ۱۹۶۳ء	۷۲-۴۷
۴-	فارسی زبان کا ارتقاء	علی اصغر مکتدر، مشفق خواجہ، ضیاء الدین اصلاحی	۱۱	۳	۱۹۷۱ء	۵۵-۴۵
۵	ہائے لفظی اور اس سے متعلق دستور کے واقعاتی مسائل	نذیر احمد	۱۳	۱-۲	۱۹۷۲ء	۷۲-۵۲

فارسی لغات

۱	تبیان نیر	قاضی عبدالودود	۲	۳	جولائی ۱۹۶۱ء	۵۲-۳۰

نمبر شمار	عنوان	مصنف / مرتب	جلد	حصہ	ماہ	سال	صفحات
۲	دکن کی ایک قدیم اردو بیاض	سید حسن	۳	۳	جولائی	۱۹۷۲ء	۹۵-۸۰
۳	فرہنگ نامۂ قواس	نذیر احمد	۷	۲	"	۱۹۷۵ء	۵۵-۱

فرانسیسی ادب

۱	بالزاک کا آرٹ	یوسف حسین خان	۲	۲	اکتوبر	۱۹۷۱ء	۹۲-۸۱

بالزاک (BALZAC) فرانس کا مشہور ناول نگار تھا۔

فلسفہ

۱	اسلامی تہذیب جدید و مکمل	محمد عبدالحق	۳	۳	جولائی	۱۹۵۱ء	۳۹-۲۵
۲	برٹرینڈ رسل کا تحلیلی فلسفہ	عبدالحق	۹	۲	جنوری	۱۹۷۸ء	۱۰
۳	" " " (قسط ۲)	"	۹	۳	اکتوبر	۱۹۷۸ء	۳۲-۱۵
۴	جدیدیت کے بنیادی تصورات	وحید اختر	۹	۳	جولائی	۱۹۷۸ء	۴۳-۱۵
۵	بیسویں صدی کا ایک ممتاز برطانوی فلسفی	محمد عبدالحق	۱۹	۱	جنوری تا مارچ	۱۹۸۲ء	۶۳-۳۷
۶	" " (قسط ۲)	"	۲۰	۳-۴	"	۱۹۸۳ء	۳۲-۱۰
۷	" " (قسط ۳)	"	۲۱	۲	جنوری تا مارچ	۱۹۸۴ء	۲۹
۸	فلسفہ سائنس اور مذہب	ذوالفقار احمد	۲	۳-۴	جولائی تا دسمبر	۱۹۷۰ء	۹۲-۸۱
۹	اسلوبیہ کا نظریہ اور تنقید	عبدالحق	۲	۲	اپریل	۱۹۷۰ء	۶۹-۵۵

کتاب نما

۱	کتاب نما (تصنیفات اسلامی)	سید حیدر علی	۱۹	۳-۴	جولائی تا دسمبر	۱۹۸۲ء	۳۷-۵۴
۲	کتاب نما (مصنفین نمبر)	نذیر احمد	۲	۱	جنوری	۱۹۷۱ء	۱۱۹-۹۲

نمبر شمار	مضمون / مقالہ	جلد	شمارہ	ماہ	سال	صفحات
کتابیات						
۱	[illegible]	۱۳	۳	[illegible]	۱۹۸۰ء	۲۹-۱۹

* مرتبہ ذاکر حسین کی تصانیف کی وضاحتی فہرست۔

[illegible]

۱	[illegible]	[illegible]	۵	[illegible]	۱۹۶۹ء	۵۰-۸۳
۲	[illegible]	[illegible]	۵	[illegible]	[illegible]	۴۰-۲۲
۳	[illegible]	[illegible]	۵	[illegible]	[illegible]	۹۱-۱۰۵
۴	[illegible]	[illegible]	۹	[illegible]	۱۹۷۸ء	۷۰-۹۳
۵	[illegible]	[illegible]	۹	۴	۱۹۷۹ء	۱۲۲-۹۹
۶	[illegible]	[illegible]	۹	۴	[illegible]	۱۲۰-۷
۷	[illegible]	[illegible]	۹	۴	[illegible]	۱۰۰-۵۱
۸	[illegible]	[illegible]	۸	۳	۱۹۷۸ء	۸۷-۸۱
۹	[illegible]	[illegible]	۹	۴	۱۹۷۹ء	۸۳-۷
۱۰	[illegible]	[illegible]	۹	۴	[illegible]	۴۳-۱۷

[illegible]

۱	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]	۱۰-۱
۲	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	[illegible]	۷۰-۵۱
۳	[illegible]	[illegible]	۸	۲	[illegible]	۸-۱۷
۴	[illegible]	[illegible]	۸	۳	[illegible]	۹۱-۷۸

[illegible]

۱	[illegible]	[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]	۱۰۳-۹۴

نمبر شمار	عنوان	مصنف / مرتب	جلد	تعداد صفحات	ماہ	سال	قیمت
	مذاہب						
۱۔	اعمال نامہ بایزید انصاری	حقیقت احمد نظامی	۱		اگست	۱۹۷۰ء	۱۲۵-۱۷۵
	"حالات" تحریک روشنائی کے بانی بایزید انصاری (۹۵۸ء-۱۰۲۸ء) کے حالات جس ایک اہم مخطوطے پر مبنی ہے اس کا ایک قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری میں موجود ہے۔ اس مضمون میں اسی نسخے کا تعارفی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔						
۲۔	مذاہب پر ایک نظر	نذیر احمد	۱	۲	اپریل	۱۹۷۰ء	۳۲-۱۰
۳	[illegible]		۱	۲	جولائی	۰	۵۹۲۲
	مشرقی وسطیٰ						
۱	[illegible]	محمد اقبال انصاری	۱۳	۴	دسمبر	۱۹۷۳ء	۵۲-۵۴
۲	[illegible]	[illegible]	۱۲	۲		۱۹۷۲ء	۸۰-۹۵
	معاشیات						
۱۔	ابو یوسف کا معاشی فکر	عنایت اللہ صدیقی	۵		نومبر	۱۹۶۴ء	۹۵-۱۰۴
	قاضی ابو یوسف حنفیہ کے [illegible] ہارون رشید کے [illegible] نے میں بغداد کے قاضی القضاۃ تھے۔ کتاب الخراج [illegible] ان کی مشہور تصنیف ہے جس میں انتظامی و مالی امور [illegible] موضوع پر اصول اور [illegible] کی حیثیت سے [illegible]						
۲	[illegible]	محمد [illegible]	۹	۳	[illegible]	۱۹۶۹ء	۲۱-۲۲
۳	[illegible]	ادریس احمد قریشی	۱	۲		۱۹۷۰ء	۶۴-۶۶
۴	[illegible]	محمد [illegible]	۸	۲	[illegible]	۱۹۷۰ء	۵۰-۵۸
۵۔	جواہر لال نہرو اور ہندوستان کی معاشی ترقی	[illegible]	۸	۳	اپریل	۱۹۷۰ء	۴۴-۵۱

۳۰	عنوان	مصنف	صفحہ	شمارہ	ماہ	سال	صفحہ تا
۷	برطانوی عہد کا معاشی نقد	اولاد احمد صدیقی	۹	۲	جنوری	۱۹۷۲ء	۲۱-۵
۸	قدیم ہندوستان میں اقتصادی نظام	نور محمد	۵	۲-۱	مارچ جون	۱۹۷۹ء	۷۰-۹۲
۹	کمپنی اور ہم	ڈاکٹر احمد صدیقی	۱۲	۲-۱		۱۹۷۲ء	۱۱۱-۲۲

مشمولہ ماہنامہ اقتصادیات کے ۲۵ ڈیڑھ سو صفحات کی کتابت و اشاعت کی تفاصیل سے وضاحت

۹۔	انگریز اور ان کا عہد	ڈاکٹر احمد صدیقی	۷	۱	اکتوبر	۱۹۷۲ء	۴۵

اس مضمون کا مقصد ہندوستان کی معاشی مسائل کا تنقیدی جائزہ لینا ہے جو انیسویں صدی کے نصف آخر سے لیکر پہلی جنگ عظیم تک ہندوستان کی معیشت زیر بحث رہے ہیں اس مسائل پر جن اشخاص نے اظہار خیال کیا ہے ان میں دادا بھائی نوروجی، جسٹس رانا ڈے، رومیش چندر دت کے علاوہ بعض دیسی اخبارات کے اداریے بھی قابل ذکر ہیں۔ جن اس وقت کو کھلے کے کارنامے اور شخصیت سے بحث ہے

	معاملات حاضرہ کی ترتیب سرخیاں	نجم الحسن	۱۲	۲-۱		۱۹۷۳ء	۱۹-۵
	معاشی حالات پر تبصرے کے سلسلے کا مضمون						
۹	کالم	ڈاکٹر احمد صدیقی	۷	۱	اکتوبر	۱۹۷۲ء	۹۳-۹۱
۱۰	معاشیات پر کالم	" "	۱۱	۳		۱۹۷۱ء	۹۳-۸۹
۱۱	نظریہ قدر کے	" "	۱۳	۳	دسمبر	۱۹۷۳ء	۵۳-۳۶
۳	ہندوستان کی برآمدات	ڈاکٹر احمد صدیقی	۳	۱	جنوری	۱۹۷۲ء	۳۱-۱
۵	ہماری معاشی مصروفیات	احمد سعید ملیح آبادی	۹	۳	اکتوبر	۱۹۷۰ء	۲۹-۱
۶	ہندوستان کی مصروفیات میں		۷	۳	جولائی	۱۹۷۷ء	۱۵-۱
۱۲	ہندوستان کے سرکاری شعبے میں	ڈاکٹر محمد امین	۷	۳	اپریل	۱۹۷۰ء	۹۳-۸۳
۸	ہندوستان میں [illegible]	[illegible]	۱۰	۱		۱۹۷۰ء	۱۰۲-۹۳

نمبر شمار	عنوان	مصنف کے نام	صفحہ	ماہ	سال	نمبر
۱۹۔	ہندوستان میں ۱۹۵۰ء	ڈاکٹر احمد صدیقی	۱۷	۳-۲	۱۹۵۰ء	۹-۱

مصر

۱۰۔	انیسویں صدی میں مصر کے تعلیمی رجحانات اور شیخ محمد عبدہ	محمد رستم	۲		۱۹۹۰ء	۱۵۱-۱۲۲
۱۱۔	مصر کی ایک سیاسی اور سماجی تحریک	" "	۳-۲		۱	۱۰۸-۲۱۰

منطق

۱۲۔	حدیث و نحو میں منطق کی اہمیت	محمد ولی الدین	۳	۲-۱	۱۹۵۰ء	۱۷۸-۱۹۲

نباتات

۱۳۔	جنین شجر کی مصنوعی پرورش اور اس کی اہمیت	ریاست حسین	۵		۱۹۶۸ء	۸۸-۹۸

نفسیات

۱۴۔	[illegible]	[illegible]	۳	۲	۱۹۶۲ء	۱۹۰-۱۹۰

۱۵۔ YOU CAN RESIST TEMPTATION BY SHILEY BLANTON کا اردو ترجمہ

۱۶۔	انسانی فطرت کے حدود و قیود	[illegible]	۳	۵	۱۹۶۹ء	۲۲۰-۲۳۰
۱۷۔	انگریزی حکمراں طبقہ کا کردار کا نفسیاتی مطالعہ	ڈاکٹر احمد صدیقی	۳	۱	جولائی ۱۹۶۸ء	۷-۱۳۰
۱۸۔	ایک نفسیاتی مسئلہ	[illegible]	۱	۱	اکتوبر	۷۱-۲۹۰

۱۹۔ A N NASAON کے ایک مضمون کا ترجمہ۔

۲۰۔	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	[illegible]	۲۲۰-۲۲۵

نمبر	مضمون نگار	صفحہ	کالم	ماہ	سال	صفحات
	جدید نفسیات اور انسان کے اخلاق					
۶	۱۔ [illegible]	۱	۲	[illegible]	۱۹۶۰ء	۵۳-۶۲
	۲۔ [illegible]					
۷	علامات القصہ	ابن فرید	۴	جولائی	۱۹۶۸ء	۴۴-۴۸
۸	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	۱۹۶۰ء	۵۳-۶۲
۹	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	۱۹۶۰ء	۱۹-۲۲
۱۰	[illegible]	[illegible]	۲-۳	[illegible]	[illegible]	۴۲-۴۷
۱۱	[illegible]	[illegible]	۲	[illegible]	۱۹۶۴ء	۲۷-۴۶

وسط ایشیا

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ہندوستان

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	فرزالدین احمد	۱۰	۳-۴	[illegible]	۱۹۶۰ء	۳۵-۵۰
[illegible]	نصر غفار	۲۱	۳-۴	جولائی [illegible]	۱۹۶۸ء	۲۵-۳۶
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر	مضمون	صفحہ	تعداد صفحات	ماہ	سن
۵	سترہویں صدی کا ایک فرانسیسی سیاح کے تاثرات	خلیق احمد نظامی	۲	اپریل	۱۹۶۰ء / ۱۳۷۹ھ

فرانسیسی سیاح برنیئر BERNIER کے سفر ہندوستان سے متعلق یہ تحقیقی مقالہ

۶	سلاطین گجرات کا ایک نادر تاریخ	نذیر احمد	۱	۴ صفحات	۱۹۶۰ء / ۱۳۷۹ھ

تاریخ گجرات کا ایک مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس مضمون میں اسی مخطوطہ کی حصہ حیثیت بیان کی گئی ہیں۔

۷	طبقات کبریٰ	صدیق احمد نظامی	۲	۲ جزوی	۱۹۶۲ء / ۱۳۸۱ھ

طبقات کبریٰ محمد اکبری کے مشہور مورخ نظام الدین احمد بخشی کی تاریخ ہے جس کا قدیم ترین قلمی نسخہ مولانا آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس مضمون میں اسی نسخہ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

۸	محمود شاہ تغلق کے ایک فرمان کی [illegible]	[illegible]	۳	جزوی	۱۹۶۲ء	۸۹-۹۳
۹	[illegible]	[illegible]	۲	جزوی	۱۹۶۳ء / ۱۳۸۳ھ	۲۰-۲۹
۱۰	[illegible]	[illegible]	۲	جزوی	۱۹۶۳ء / ۱۳۸۳ھ	۸۳-۹۷
۱۱	ہندوستان کی دینی تعلیم	خورشید احمد فارس	۷	جزوی	۱۹۶۵ء / ۱۳۸۵ھ	۳۱
۱۲	ہندوستانی اصطلاحی معیار کی بلندی اور نقائے لیے اچھے انتخاب کی ضرورت	قمر حسین عارفی	۲		۱۹۶۵ء / ۱۳۸۵ھ	۲۷-۳۵
۱۳	[illegible]	معراج الحق	۱۶	۳۰۳ صفحات	۱۹۶۵ء / ۱۳۸۵ھ	۱۶

ہندوستان کی خارجی تحریک آزادی

۱	[illegible]	خلیق نظامی	۲۲	۳	جزوی	۱۹۶۵ء / ۱۳۸۵ھ	۱۰۵-۱۲۶
۲	[illegible]	میر زاہد حسین	۲	۱			۲۹-۳۲
۳	[illegible]	محمد فاضل صدیقی	۱	۱			۷۲-۷۳

نمبر	نام	مضمون	جلدیں	نمبر	تاریخ		
۴	[illegible]	مسعود شریف علی	۲۲	۴	اکتوبر	۱۹۵۵ء	۴۰۱۹۲
۵	[illegible]	اخلاق احمد	۱۰	"	"	"	۶۵ ۵۲
۶	[illegible]	محمد صلاح الدین خان	۷	"	"	"	۲۱ ۱۰
۷	[illegible]	[illegible]	۷	"	"	"	۴۲ ۲۸
۸	[illegible]	[illegible]	۱۰	"	"	"	۱۳
۹	[illegible]	عتیق احمد صدیقی	۱۰	"	"	"	۲۵ ۲۰
	[illegible]	وحید رحمٰن					۱۲۰ ۶
۱۰	[illegible]	[illegible]	۱۰	"	"	"	۲۷ ۱۶
۱۲	[illegible]	[illegible]	۱۰	"	"	"	۱۲۵-۱۱۹
۱۳	[illegible]	شہاب الدین نظامی	۱۰	"	"	"	۴۵-۳۲
۱۴	[illegible]	[illegible]	۱۰	"	"	"	۱۱۸ ۱۰۶

ہندی ادب

۱	[illegible]	[illegible]	۵	۲	[illegible]	۱۹۰۵ء	۶۲ ۱۰
۲	سید غلام نبی رسلین بلگرامی کے [illegible]		۶	"	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۵۶
۳	[illegible]	[illegible]	۱۰	۳	جولائی	۱۹۶۰ء	۴۹ ۳۱
۴	[illegible]	فرزانہ حسن فقہی	۹	۲	[illegible]	[illegible]	۹۷ ۸۸
۵	[illegible]	سری نواسی اسوف	۵	۲	جولائی	۱۹۶۰ء	۱۳ ۹۲

ایرانی ادب

۱	[illegible]	سلوت محمد اطہر صدیقی	۱	"	[illegible]	۱۹۶۰ء	۶۲ ۴۵

مشاہیر ظفر

آئینے میں

۸۔ مرحوم | رشید احمد صدیقی | ۱۲۳ | ۱۹۵۵ء

۹۔ بابو جادو چند رچکرورتی | ایم اے پٹھان | ۱۲۳ | ۱۹۵۵ء

سے سبکدوش ہوئے۔ ان کے عہد

۸۔ پرنسپل ضمیر ڈوریک | کلیس باقر | ۲۲ | ۱۹۵۰ء | مجدد کا عہد ۱۹۵۵ء

انتقال کیا اور وفات تک بحیثیت پرنسپل کام کرتے رہے۔

۹۔ پرنسپل ضمیر ڈورمادیسن | ظفر الاسلام | ۱۹۵۵ء

۱۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] ۱۹۰۹ء میں [illegible] سے [illegible] کی حیثیت سے [illegible] ۱۹۰۹ء سے [illegible] ۱۹۰۹ء سے [illegible]

۱۱	پروفیسر ڈبلیو اے [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ARCHBOLD ۱۹۰۹ء اکتوبر ۱۹۰۹ء میں [illegible] سے [illegible] کے [illegible] ۱۹۰۹ء کو [illegible] ۱۹۰۹ء سے [illegible]

۱۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] ۱۹۰۹ء میں [illegible] سے [illegible] ۱۹۰۹ء سے [illegible] ۱۹۰۹ء سے [illegible] ۱۹۰۹ء

نمبر شمار	نام	عہدہ	مقام	مدت	تنخواہ	کیفیت
۹	پروفیسر عبدالمجید [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۸۔	پروفیسر کفیل احمد چودھری	[illegible]	محمد افضل	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۸۔	پروفیسر محمد [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۹۔	پروفیسر ہادی حسن	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰	پروفیسر [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	[illegible]	[illegible]	سید احمد صدیقی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] کے [illegible] علی سلسلہ [illegible] آبادی پر [illegible] مضمون۔

۲۲۔	جسٹس سعید محمود	جسٹس دربار سندھ [illegible]	[illegible]	جنوری ۱۹۶۵ء	[illegible]	[illegible]
۲۳۔	[illegible]	واقع مسلی علاقی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جسٹس محمود سر سعید محمد خاں کے دوسرے بیٹے تھے ۱۹۰۰ء میں ۱۵ سال کی عمر میں میٹرک کیا۔ پہلے گورنمنٹ کالج لاہور میں [illegible] کالج لاہور سے بی اے کیا۔ ۱۹۰۶ء میں قانون کی ڈگری حاصل کی۔ وطن واپس آ کر وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔ ترقی کر کے ایڈووکیٹ جنرل کے عہدے تک پہنچے۔ ۱۹۴۷ء میں سندھ سے آ کر [illegible] کے [illegible] میں [illegible] ہوئے۔ [illegible] میں سپریم کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں مسلم یونیورسٹی کالج [illegible] کے [illegible] کے سکریٹری رہے۔ ۱۹۶۵ء میں [illegible] ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں [illegible] پریس [illegible] پائی۔ مسلم یونیورسٹی کی [illegible] میں [illegible]۔

۲۵۔	جسٹس رفعت حسین	سیکرٹری [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۶۔	چارلس ایچ [illegible]	محمد سالم قدوائی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [

مرتبہ		مصنوعی ہاتھ									

۱۹۰۲ء علی گڑھ کالج میں ۱۸ سال کی عمر میں داخلہ لیا۔ ۱۹۰۶ء میں علیحدگی اختیار کرلی۔ اور ۱۹۰۷ء میں ایم۔ اے۔ او کالج کے اسسٹنٹ سیکریٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۸ء میں ایل۔ ایل۔ بی کیا۔ ۱۹۲۳ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۰ء میں ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۴۸ء میں تقریباً اسی برس کی عمر میں اسلامبنڈ میں وفات پائی۔

۲۷	چودھری خلیق الزماں	سٹاف محمد	۲۴		جنوری ۱۹۰۷ء	۱۹۰۷ء	۲۵-۱۵۰
۲۸	حاجی اسمٰعیل خاں (رئیس میرٹھ)	ن علی جولی	۲۲	۲۰۰۱	جولائی ۱۹۰۸ء نومبر ۱۹۰۸ء	۱۹۰۸ء	۲۰-۱۰۰۱

حاجی محمد اسمٰعیل خاں رئیس میرٹھ، سرسید کے مخلص احباب میں سے تھے۔ سرسید کی قلبی تڑپ سے متاثر حامی تھے۔ سرسید کے انتقال سے ایک ہفتہ قبل ان کی کوٹھی دارالقاضی واقع سول لائن علی گڑھ میں منتقل ہوئے اور یہیں اتوار کے ۲۰ مارچ ۱۹۰۱ء کو انتقال کیا۔ حاجی اسمٰعیل خاں کی وفات ۱۹۰۱ء میں ہوئی۔

۲۹	حالی کی دو کیسب قدیمیں	فخار الدین احمد	۱	۴۳		۱۹۰۰ء	۲۳-۷
۳۰	حبیب الرحمٰن خاں شروانی	عبد الصمد	۲۳			۱۹۰۲ء	۶۳-۵۱
۳۱	حسرت کے سو سال	حامد حسن قادری	۱۰۵	۲	اکتوبر ۱۹۰۳ء	۱۹۰۵ء	۸۹-۹۵
۳۲	حسرت موہانی	نور الحسن نقوی	۲۴		جون ۱۹۰۸ء جولائی ۱۹۰۹ء	۱۹۰۸ء ۱۹۰۹ء	۱۶۸-۱۶۵
۳۳	حکیم احمد شجاع	شہپر رسول	۱۱	۰۰	۰۰	۰۰	۱۹۸-۱۸۳

حکیم احمد شجاع ۱۹۰۵ء میں ۱۰ سال کی عمر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے۔ یہاں سے ۱۹۳۱ء میں طبیہ کالج دہلی سے بعد میں طبیہ کالج میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۶ء میں یہیں انگریزی، عربی، فارسی کے سینئر پروفیسر مقرر ہوئے۔ مشہور ڈرامہ نگار آغا حشر کاشمیری کے ساتھ متعدد ڈرامے لکھے۔ اور سٹیج کے لئے

۴ فروری ۱۹۵۹ء کو لاہور میں انتقال ہوا۔

۳۴	حضرت امیر حسن۔ نگار و شخصیت	خلیق احمد نظامی	۵	۴	اکتوبر	۱۹۶۳ء	۱-۲۲
۳۵	حمید سنگا صاحب	ہارون خاں شروانی	۱۲	۲۰۰۱		۱۹۷۲ء	۲۰-۲۴

۳۵							

سر محمد اکبر حیدری کے حیدرآباد کے تعلق سے اور حضور نظام کے صدر اعظم کی حیثیت سے حالات

۳۶	خان بہادر مولوی حبیب اللہ خان	شہاب الدین عارفی	۵۳		۱۹۸۷ء		۲۴۵-۲۴۷

خان بہادر صاحب حضور ۱۹۰۸ء کو ریاست حیدرآباد میں پیدا ہوئے ۱۹۳۲ء میں علی گڑھ سے بی اے کیا آپ کو علی گڑھ اور علی گڑھ والوں سے تعلق خصوصی تھا آپ نے زندگی میں بارہ تصنیف و تدوین کی مقبول ہوئے آپ کی علمی سے ۳۲ سال ۴۰ کو علمی خدمات کے صلہ میں ۱۹۸۷ء میں حکومت ہند نے ی م ا پ ۱۹۸۷ء میں حاصل کیا یہ ۔ سنی حیثیت سے ۔ ۔ ۔

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	جلد	شمارہ	ماہ	سال	صفحہ نمبر
۴۴	خواجہ محمد یوسف	فرخ جمالوی	۲۳			۱۹۸۷ء	۹۲-۱۰۵

خواجہ محمد یوسف کے حالات زندگی اور ان کی ادبی خدمات کا جائزہ۔

۴۵۔	خواجہ منظور حسین	[illegible]	۲۲			۱۹۷۶ء	۲۰۵-۲۱۲

[illegible] ۱۹۲۶ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے [illegible] کیا [illegible] ۱۹۲۸ء سے ۱۹۴۸ء تک مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں [illegible] اور پھر [illegible] ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۹ء تک [illegible] پاکستان [illegible] سے کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں۔

۴۶۔	خوشتر گرامی ناظر	افغار احمد	۲۳			۱۹۸۷ء	۴۱۹-۴۲۰
۴۷۔	ڈاکٹر سر ضیاء الدین	عزت علی قاسمی	۱۱				۳۰-۱۳۲
۴۸۔	ڈاکٹر ضیاء الدین احمد	رشید احمد صدیقی	۱۱	۲		۱۹۴۱ء	۳۵-۳۶
۴۹۔	ڈاکٹر ذاکر حسین	خواجہ الدین احمد	۲۲				۱۳۲-۱۳۸
۵۰۔	ڈاکٹر سید محمود	عبدالباری	۲۳			۱۹۸۷ء	۹۵-۱۲۶

[illegible] ۱۹۲۶ء میں [illegible] کیا [illegible] ۱۹۲۸ء سے [illegible] ۱۹۴۸ء تک [illegible] کے شعبہ اردو میں [illegible] اور پھر [illegible] ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۹ء تک [illegible] پاکستان [illegible] سے

۵۱۔	[illegible]	صوفی محمد [illegible]	۲۲			۱۹۸۷ء	۲۰۰-۲۱۵
۵۲۔	[illegible]	خورشید الاسلام	۲۲				۹۳-۱۰۰
۵۳۔	[illegible]	ضیاء الحق چودھری	۲۲				۲۱۸-۲۲۱

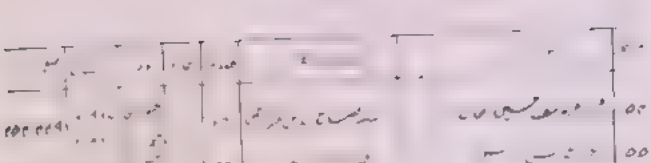

۵۴ | ۔۔۔ سعد حسین ۔۔۔ | ۔۔۔ | ۔۔۔ |

۸۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۔ شیخ محمد عبداللہ۔ آپ نے ۱۹۷۸ء میں [illegible]

۸۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۶	علامہ شبلی نعمانی	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۷	[illegible]	مسیح محمد ہاشم	[illegible]	[illegible]
۸۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۸۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

بیسویں صدی جواہر لال نہرو پر ایک تاثراتی مضمون۔

۹۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۶	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹۹	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

۸۸۰	مسز سدا نسس	ظفر الاسلام	۲۲	۱	۵۱۹۸۸	۱۵،۰۲۵۱

MEHRA SEERGE MARY KISSONS

۹۰						
۹۱						
۹۲		اکسل ایورلی	۲۱		جولائی ۱۹۹۲ جنوری ۱۹۹۳ جون ۱۹۹۳	۸۵۰۶۹
۹۳		والٹر رام	۲۲		مجموعی ۱۹۹۲ ۱۹۹۳	

۹۴ میں ۹۵ سے ۹۸ تک ۹۹ سے ۱۰۲ تک ۱۰۳ سے ۱۰۶ تک ۱۰۷ سے ۱۱۰ تک ۱۱۱ سے ۱۱۴ تک ۱۱۵ سے ۱۱۸ تک ۱۱۹ سے ۱۲۲ تک ۱۲۳ سے ۱۲۶ تک ۱۲۷ سے ۱۳۰ تک ۱۳۱ سے ۱۳۴ تک ۱۳۵ سے ۱۳۸ تک ۱۳۹ سے ۱۴۲ تک ۱۴۳ سے ۱۴۶ تک ۱۴۷ سے ۱۵۰ تک ۱۵۱ سے ۱۵۴ تک ۱۵۵ سے ۱۵۸ تک ۱۵۹ سے ۱۶۲ تک ۱۶۳ سے ۱۶۶ تک ۱۶۷ سے ۱۷۰ تک ۱۷۱ سے ۱۷۴ تک ۱۷۵ سے ۱۷۸ تک ۱۷۹ سے ۱۸۲ تک ۱۸۳ سے ۱۸۶ تک ۱۸۷ سے ۱۹۰ تک ۱۹۱ سے ۱۹۴ تک ۱۹۵ سے ۱۹۸ تک ۱۹۹ سے ۲۰۲ تک ۲۰۳ سے ۲۰۶ تک ۲۰۷ سے ۲۱۰ تک ۲۱۱ سے ۲۱۴ تک ۲۱۵ سے ۲۱۸ تک ۲۱۹ سے ۲۲۲ تک ۲۲۳ سے ۲۲۶ تک ۲۲۷ سے ۲۳۰ تک ۲۳۱ سے ۲۳۴ تک ۲۳۵ سے ۲۳۸ تک ۲۳۹ سے ۲۴۲ تک ۲۴۳ سے ۲۴۶ تک ۲۴۷ سے ۲۵۰ تک ۲۵۱ سے ۲۵۴ تک ۲۵۵ سے ۲۵۸ تک ۲۵۹ سے ۲۶۲ تک ۲۶۳ سے ۲۶۶ تک ۲۶۷ سے ۲۷۰ تک ۲۷۱ سے ۲۷۴ تک ۲۷۵ سے ۲۷۸ تک ۲۷۹ سے ۲۸۲ تک ۲۸۳ سے ۲۸۶ تک ۲۸۷ سے ۲۹۰ تک ۲۹۱ سے ۲۹۴ تک ۲۹۵ سے ۲۹۸ تک ۲۹۹ سے ۳۰۲ تک ۳۰۳ سے ۳۰۶ تک ۳۰۷ سے ۳۱۰ تک ۳۱۱ سے ۳۱۴ تک ۳۱۵ سے ۳۱۸ تک ۳۱۹ سے ۳۲۲ تک ۳۲۳ سے ۳۲۶ تک ۳۲۷ سے ۳۳۰ تک ۳۳۱ سے ۳۳۴ تک ۳۳۵ سے ۳۳۸ تک ۳۳۹ سے ۳۴۲ تک ۳۴۳ سے ۳۴۶ تک ۳۴۷ سے ۳۵۰ تک ۳۵۱ سے ۳۵۴ تک ۳۵۵ سے ۳۵۸ تک ۳۵۹ سے ۳۶۲ تک ۳۶۳ سے ۳۶۶ تک ۳۶۷ سے ۳۷۰ تک ۳۷۱ سے ۳۷۴ تک ۳۷۵ سے ۳۷۸ تک ۳۷۹ سے ۳۸۲ تک ۳۸۳ سے ۳۸۶ تک ۳۸۷ سے ۳۹۰ تک ۳۹۱ سے ۳۹۴ تک ۳۹۵ سے ۳۹۸ تک ۳۹۹ سے ۴۰۲ تک ۴۰۳ سے ۴۰۶ تک ۴۰۷ سے ۴۱۰ تک ۴۱۱ سے ۴۱۴ تک ۴۱۵ سے ۴۱۸ تک ۴۱۹ سے ۴۲۲ تک ۴۲۳ سے ۴۲۶ تک ۴۲۷ سے ۴۳۰ تک ۴۳۱ سے ۴۳۴ تک ۴۳۵ سے ۴۳۸ تک ۴۳۹ سے ۴۴۲ تک ۴۴۳ سے ۴۴۶ تک ۴۴۷ سے ۴۵۰ تک ۴۵۱ سے ۴۵۴ تک ۴۵۵ سے ۴۵۸ تک ۴۵۹ سے ۴۶۲ تک ۴۶۳ سے ۴۶۶ تک ۴۶۷ سے ۴۷۰ تک ۴۷۱ سے ۴۷۴ تک ۴۷۵ سے ۴۷۸ تک ۴۷۹ سے ۴۸۲ تک ۴۸۳ سے ۴۸۶ تک ۴۸۷ سے ۴۹۰ تک ۴۹۱ سے ۴۹۴ تک ۴۹۵ سے ۴۹۸ تک ۴۹۹ سے ۵۰۲ تک ۵۰۳ سے ۵۰۶ تک ۵۰۷ سے ۵۱۰ تک ۵۱۱ سے ۵۱۴ تک ۵۱۵ سے ۵۱۸ تک ۵۱۹ سے ۵۲۲ تک ۵۲۳ سے ۵۲۶ تک ۵۲۷ سے ۵۳۰ تک ۵۳۱ سے ۵۳۴ تک ۵۳۵ سے ۵۳۸ تک ۵۳۹ سے ۵۴۲ تک ۵۴۳ سے ۵۴۶ تک ۵۴۷ سے ۵۵۰ تک ۵۵۱ سے ۵۵۴ تک ۵۵۵ سے ۵۵۸ تک ۵۵۹ سے ۵۶۲ تک ۵۶۳ سے ۵۶۶ تک ۵۶۷ سے ۵۷۰ تک ۵۷۱ سے ۵۷۴ تک ۵۷۵ سے ۵۷۸ تک ۵۷۹ سے ۵۸۲ تک ۵۸۳ سے ۵۸۶ تک ۵۸۷ سے ۵۹۰ تک ۵۹۱ سے ۵۹۴ تک ۵۹۵ سے ۵۹۸ تک ۵۹۹ سے ۶۰۲ تک ۶۰۳ سے ۶۰۶ تک ۶۰۷ سے ۶۱۰ تک ۶۱۱ سے ۶۱۴ تک ۶۱۵ سے ۶۱۸ تک ۶۱۹ سے ۶۲۲ تک ۶۲۳ سے ۶۲۶ تک ۶۲۷ سے ۶۳۰ تک ۶۳۱ سے ۶۳۴ تک ۶۳۵ سے ۶۳۸ تک ۶۳۹ سے ۶۴۲ تک ۶۴۳ سے ۶۴۶ تک ۶۴۷ سے ۶۵۰ تک ۶۵۱ سے ۶۵۴ تک ۶۵۵ سے ۶۵۸ تک ۶۵۹ سے ۶۶۲ تک ۶۶۳ سے ۶۶۶ تک ۶۶۷ سے ۶۷۰ تک ۶۷۱ سے ۶۷۴ تک ۶۷۵ سے ۶۷۸ تک ۶۷۹ سے ۶۸۲ تک ۶۸۳ سے ۶۸۶ تک ۶۸۷ سے ۶۹۰ تک ۶۹۱ سے ۶۹۴ تک ۶۹۵ سے ۶۹۸ تک ۶۹۹ سے ۷۰۲ تک ۷۰۳ سے ۷۰۶ تک ۷۰۷ سے ۷۱۰ تک ۷۱۱ سے ۷۱۴ تک ۷۱۵ سے ۷۱۸ تک ۷۱۹ سے ۷۲۲ تک ۷۲۳ سے ۷۲۶ تک ۷۲۷ سے ۷۳۰ تک ۷۳۱ سے ۷۳۴ تک ۷۳۵ سے ۷۳۸ تک ۷۳۹ سے ۷۴۲ تک ۷۴۳ سے ۷۴۶ تک ۷۴۷ سے ۷۵۰ تک ۷۵۱ سے ۷۵۴ تک ۷۵۵ سے ۷۵۸ تک ۷۵۹ سے ۷۶۲ تک ۷۶۳ سے ۷۶۶ تک ۷۶۷ سے ۷۷۰ تک ۷۷۱ سے ۷۷۴ تک ۷۷۵ سے ۷۷۸ تک ۷۷۹ سے ۷۸۲ تک ۷۸۳ سے ۷۸۶ تک ۷۸۷ سے ۷۹۰ تک ۷۹۱ سے ۷۹۴ تک ۷۹۵ سے ۷۹۸ تک ۷۹۹ سے ۸۰۲ تک ۸۰۳ سے ۸۰۶ تک ۸۰۷ سے ۸۱۰ تک ۸۱۱ سے ۸۱۴ تک ۸۱۵ سے ۸۱۸ تک ۸۱۹ سے ۸۲۲ تک ۸۲۳ سے ۸۲۶ تک ۸۲۷ سے ۸۳۰ تک ۸۳۱ سے ۸۳۴ تک ۸۳۵ سے ۸۳۸ تک ۸۳۹ سے ۸۴۲ تک ۸۴۳ سے ۸۴۶ تک ۸۴۷ سے ۸۵۰ تک ۸۵۱ سے ۸۵۴ تک ۸۵۵ سے ۸۵۸ تک ۸۵۹ سے ۸۶۲ تک ۸۶۳ سے ۸۶۶ تک ۸۶۷ سے ۸۷۰ تک ۸۷۱ سے ۸۷۴ تک ۸۷۵ سے ۸۷۸ تک ۸۷۹ سے ۸۸۲ تک ۸۸۳ سے ۸۸۶ تک ۸۸۷ سے ۸۹۰ تک ۸۹۱ سے ۸۹۴ تک ۸۹۵ سے ۸۹۸ تک ۸۹۹ سے ۹۰۲ تک ۹۰۳ سے ۹۰۶ تک ۹۰۷ سے ۹۱۰ تک ۹۱۱ سے ۹۱۴ تک ۹۱۵ سے ۹۱۸ تک ۹۱۹ سے ۹۲۲ تک ۹۲۳ سے ۹۲۶ تک ۹۲۷ سے ۹۳۰ تک ۹۳۱ سے ۹۳۴ تک ۹۳۵ سے ۹۳۸ تک ۹۳۹ سے ۹۴۲ تک ۹۴۳ سے ۹۴۶ تک ۹۴۷ سے ۹۵۰ تک ۹۵۱ سے ۹۵۴ تک ۹۵۵ سے ۹۵۸ تک ۹۵۹ سے ۹۶۲ تک ۹۶۳ سے ۹۶۶ تک ۹۶۷ سے ۹۷۰ تک ۹۷۱ سے ۹۷۴ تک ۹۷۵ سے ۹۷۸ تک ۹۷۹ سے ۹۸۲ تک ۹۸۳ سے ۹۸۶ تک ۹۸۷ سے ۹۹۰ تک ۹۹۱ سے ۹۹۴ تک ۹۹۵ سے ۹۹۸ تک ۹۹۹ سے ۱۰۰۲ تک

۹					مجموعی ۱۹۹۲ ۱۹۹۳	۲۱۲ ۲۱۱
۹۱						۲۹۰۲۹۵
۹۲						۱۲۶ ۱۱۵
۹۳						۱ ۰
۹۴			۲۲			۱۰۳ ۹۰
۹۵			۲۴		مجموعی ۱۹۹۲ ۱۹۹۳	۱ ۰
۹۶			۲۱			۲۰۱ ۲۰۰

جیسے صبیحہ بیگم نے ۱۹۹۲ء میں ۱۹۹۳ء میں پیدا ہونے والے ۹۴ بچوں کی ۱۹۹۲ء میں ۱۹۹۳ء میں ۱۹۹۴ء میں ۱۹۹۵ء میں ۱۹۹۶ء میں ۱۹۹۷ء میں ۱۹۹۸ء میں ۱۹۹۹ء میں ۲۰۰۰ء میں ۲۰۰۱ء میں ۲۰۰۲ء میں ۲۰۰۳ء میں ۲۰۰۴ء میں ۲۰۰۵ء میں ۲۰۰۶ء میں ۲۰۰۷ء میں ۲۰۰۸ء میں ۲۰۰۹ء میں ۲۰۱۰ء میں ۲۰۱۱ء میں ۲۰۱۲ء میں ۲۰۱۳ء میں ۲۰۱۴ء میں ۲۰۱۵ء میں ۲۰۱۶ء میں ۲۰۱۷ء میں ۲۰۱۸ء میں ۲۰۱۹ء میں ۲۰۲۰ء میں ۲۰۲۱ء میں ۲۰۲۲ء میں ۲۰۲۳ء میں ۲۰۲۴ء میں ۲۰۲۵ء میں ۲۰۲۶ء میں ۲۰۲۷ء میں ۲۰۲۸ء میں ۲۰۲۹ء میں ۲۰۳۰ء میں ۲۰۳۱ء میں ۲۰۳۲ء میں ۲۰۳۳ء میں ۲۰۳۴ء میں ۲۰۳۵ء میں ۲۰۳۶ء میں ۲۰۳۷ء میں ۲۰۳۸ء میں ۲۰۳۹ء میں ۲۰۴۰ء میں ۲۰۴۱ء میں ۲۰۴۲ء میں ۲۰۴۳ء میں ۲۰۴۴ء میں ۲۰۴۵ء میں ۲۰۴۶ء میں ۲۰۴۷ء میں ۲۰۴۸ء میں ۲۰۴۹ء میں ۲۰۵۰ء میں ۲۰۵۱ء میں ۲۰۵۲ء میں ۲۰۵۳ء میں ۲۰۵۴ء میں ۲۰۵۵ء میں ۲۰۵۶ء میں ۲۰۵۷ء میں ۲۰۵۸ء میں ۲۰۵۹ء میں ۲۰۶۰ء میں ۲۰۶۱ء میں ۲۰۶۲ء میں ۲۰۶۳ء میں ۲۰۶۴ء میں ۲۰۶۵ء میں ۲۰۶۶ء میں ۲۰۶۷ء میں ۲۰۶۸ء میں ۲۰۶۹ء میں ۲۰۷۰ء میں ۲۰۷۱ء میں ۲۰۷۲ء میں ۲۰۷۳ء میں ۲۰۷۴ء میں ۲۰۷۵ء میں ۲۰۷۶ء میں ۲۰۷۷ء میں ۲۰۷۸ء میں ۲۰۷۹ء میں ۲۰۸۰ء میں ۲۰۸۱ء میں ۲۰۸۲ء میں ۲۰۸۳ء میں ۲۰۸۴ء میں ۲۰۸۵ء میں ۲۰۸۶ء میں ۲۰۸۷ء میں ۲۰۸۸ء میں ۲۰۸۹ء میں ۲۰۹۰ء میں ۲۰۹۱ء میں ۲۰۹۲ء میں ۲۰۹۳ء میں ۲۰۹۴ء میں ۲۰۹۵ء میں ۲۰۹۶ء میں ۲۰۹۷ء میں ۲۰۹۸ء میں ۲۰۹۹ء میں ۲۱۰۰ء میں ۲۱۰۱ء میں ۲۱۰۲ء میں ۲۱۰۳ء میں ۲۱۰۴ء میں ۲۱۰۵ء میں ۲۱۰۶ء میں ۲۱۰۷ء میں ۲۱۰۸ء میں ۲۱۰۹ء میں ۲۱۱۰ء میں ۲۱۱۱ء میں ۲۱۱۲ء میں ۲۱۱۳ء میں ۲۱۱۴ء میں ۲۱۱۵ء میں ۲۱۱۶ء میں ۲۱۱۷ء میں ۲۱۱۸ء میں ۲۱۱۹ء میں ۲۱۲۰ء میں ۲۱۲۱ء میں ۲۱۲۲ء میں ۲۱۲۳ء میں ۲۱۲۴ء میں ۲۱۲۵ء میں ۲۱۲۶ء میں ۲۱۲۷ء میں ۲۱۲۸ء میں ۲۱۲۹ء میں ۲۱۳۰ء میں ۲۱۳۱ء میں ۲۱۳۲ء میں ۲۱۳۳ء میں ۲۱۳۴ء میں ۲۱۳۵ء میں ۲۱۳۶ء میں ۲۱۳۷ء میں ۲۱۳۸ء میں ۲۱۳۹ء میں ۲۱۴۰ء میں ۲۱۴۱ء میں ۲۱۴۲ء میں ۲۱۴۳ء میں ۲۱۴۴ء میں ۲۱۴۵ء میں ۲۱۴۶ء میں ۲۱۴۷ء میں ۲۱۴۸ء میں ۲۱۴۹ء میں ۲۱۵۰ء میں ۲۱۵۱ء میں ۲۱۵۲ء میں ۲۱۵۳ء میں ۲۱۵۴ء میں ۲۱۵۵ء میں ۲۱۵۶ء میں ۲۱۵۷ء میں ۲۱۵۸ء میں ۲۱۵۹ء میں ۲۱۶۰ء میں ۲۱۶۱ء میں ۲۱۶۲ء میں ۲۱۶۳ء میں ۲۱۶۴ء میں ۲۱۶۵ء میں ۲۱۶۶ء میں ۲۱۶۷ء میں ۲۱۶۸ء میں ۲۱۶۹ء میں ۲۱۷۰ء میں ۲۱۷۱ء میں ۲۱۷۲ء میں ۲۱۷۳ء میں ۲۱۷۴ء میں ۲۱۷۵ء میں ۲۱۷۶ء میں ۲۱۷۷ء میں ۲۱۷۸ء میں ۲۱۷۹ء میں ۲۱۸۰ء میں ۲۱۸۱ء میں ۲۱۸۲ء میں ۲۱۸۳ء میں ۲۱۸۴ء میں ۲۱۸۵ء میں ۲۱۸۶ء میں ۲۱۸۷ء میں ۲۱۸۸ء میں ۲۱۸۹ء میں ۲۱۹۰ء میں ۲۱۹۱ء میں ۲۱۹۲ء میں ۲۱۹۳ء میں ۲۱۹۴ء میں ۲۱۹۵ء میں ۲۱۹۶ء میں ۲۱۹۷ء میں ۲۱۹۸ء میں ۲۱۹۹ء میں ۲۲۰۰ء میں ۲۲۰۱ء میں ۲۲۰۲ء میں ۲۲۰۳ء میں ۲۲۰۴ء میں ۲۲۰۵ء میں ۲۲۰۶ء میں ۲۲۰۷ء میں ۲۲۰۸ء میں ۲۲۰۹ء میں ۲۲۱۰ء میں ۲۲۱۱ء میں ۲۲۱۲ء میں ۲۲۱۳ء میں ۲۲۱۴ء میں ۲۲۱۵ء میں ۲۲۱۶ء میں ۲۲۱۷ء میں ۲۲۱۸ء میں ۲۲۱۹ء میں ۲۲۲۰ء میں ۲۲۲۱ء میں ۲۲۲۲ء میں ۲۲۲۳ء میں ۲۲۲۴ء میں ۲۲۲۵ء میں ۲۲۲۶ء میں ۲۲۲۷ء میں ۲۲۲۸ء میں ۲۲۲۹ء میں ۲۲۳۰ء میں ۲۲۳۱ء میں ۲۲۳۲ء میں ۲۲۳۳ء میں ۲۲۳۴ء میں ۲۲۳۵ء میں ۲۲۳۶ء میں ۲۲۳۷ء میں ۲۲۳۸ء میں ۲۲۳۹ء میں ۲۲۴۰ء میں ۲۲۴۱ء میں ۲۲۴۲ء میں ۲۲۴۳ء میں ۲۲۴۴ء میں ۲۲۴۵ء میں ۲۲۴۶ء میں ۲۲۴۷ء میں ۲۲۴۸ء میں ۲۲۴۹ء میں ۲۲۵۰ء میں ۲۲۵۱ء میں ۲۲۵۲ء میں ۲۲۵۳ء میں ۲۲۵۴ء میں ۲۲۵۵ء میں ۲۲۵۶ء میں ۲۲۵۷ء میں ۲۲۵۸ء میں ۲۲۵۹ء میں ۲۲۶۰ء میں ۲۲۶۱ء میں ۲۲۶۲ء میں ۲۲۶۳ء میں ۲۲۶۴ء میں ۲۲۶۵ء میں ۲۲۶۶ء میں ۲۲۶۷ء میں ۲۲۶۸ء میں ۲۲۶۹ء میں ۲۲۷۰ء میں ۲۲۷۱ء میں ۲۲۷۲ء میں ۲۲۷۳ء میں ۲۲۷۴ء میں ۲۲۷۵ء میں ۲۲۷۶ء میں ۲۲۷۷ء میں ۲۲۷۸ء میں ۲۲۷۹ء میں ۲۲۸۰ء میں ۲۲۸۱ء میں ۲۲۸۲ء میں ۲۲۸۳ء میں ۲۲۸۴ء میں ۲۲۸۵ء میں ۲۲۸۶ء میں ۲۲۸۷ء میں ۲۲۸۸ء میں ۲۲۸۹ء میں ۲۲۹۰ء میں ۲۲۹۱ء میں ۲۲۹۲ء میں ۲۲۹۳ء میں ۲۲۹۴ء میں ۲۲۹۵ء میں ۲۲۹۶ء میں ۲۲۹۷ء میں ۲۲۹۸ء میں ۲۲۹۹ء میں ۲۳۰۰ء میں ۲۳۰۱ء میں ۲۳۰۲ء میں ۲۳۰۳ء میں ۲۳۰۴ء میں ۲۳۰۵ء میں ۲۳۰۶ء میں ۲۳۰۷ء میں ۲۳۰۸ء میں ۲۳۰۹ء میں ۲۳۱۰ء میں ۲۳۱۱ء میں ۲۳۱۲ء میں ۲۳۱۳ء میں ۲۳۱۴ء میں ۲۳۱۵ء میں ۲۳۱۶ء میں ۲۳۱۷ء میں ۲۳۱۸ء میں ۲۳۱۹ء میں ۲۳۲۰ء میں ۲۳۲۱ء میں ۲۳۲۲ء میں ۲۳۲۳ء میں ۲۳۲۴ء میں ۲۳۲۵ء میں ۲۳۲۶ء میں ۲۳۲۷ء میں ۲۳۲۸ء میں ۲۳۲۹ء میں ۲۳۳۰ء میں ۲۳۳۱ء میں ۲۳۳۲ء میں ۲۳۳۳ء میں ۲۳۳۴ء میں ۲۳۳۵ء میں ۲۳۳۶ء میں ۲۳۳۷ء میں ۲۳۳۸ء میں ۲۳۳۹ء میں ۲۳۴۰ء میں ۲۳۴۱ء میں ۲۳۴۲ء میں ۲۳۴۳ء میں ۲۳۴۴ء میں ۲۳۴۵ء میں ۲۳۴۶ء میں ۲۳۴۷ء میں ۲۳۴۸ء میں ۲۳۴۹ء میں ۲۳۵۰ء میں ۲۳۵۱ء میں ۲۳۵۲ء میں ۲۳۵۳ء میں ۲۳۵۴ء میں ۲۳۵۵ء میں ۲۳۵۶ء میں ۲۳۵۷ء میں ۲۳۵۸ء میں ۲۳۵۹ء میں ۲۳۶۰ء میں ۲۳۶۱ء میں ۲۳۶۲ء میں ۲۳۶۳ء میں ۲۳۶۴ء میں ۲۳۶۵ء میں ۲۳۶۶ء میں ۲۳۶۷ء میں ۲۳۶۸ء میں ۲۳۶۹ء میں ۲۳۷۰ء میں ۲۳۷۱ء میں ۲۳۷۲ء میں ۲۳۷۳ء میں ۲۳۷۴ء میں ۲۳۷۵ء میں ۲۳۷۶ء میں ۲۳۷۷ء میں ۲۳۷۸ء میں ۲۳۷۹ء میں ۲۳۸۰ء میں ۲۳۸۱ء میں ۲۳۸۲ء میں ۲۳۸۳ء میں ۲۳۸۴ء میں ۲۳۸۵ء میں ۲۳۸۶ء میں ۲۳۸۷ء میں ۲۳۸۸ء میں ۲۳۸۹ء میں ۲۳۹۰ء میں ۲۳۹۱ء میں ۲۳۹۲ء میں ۲۳۹۳ء میں ۲۳۹۴ء میں ۲۳۹۵ء میں ۲۳۹۶ء میں ۲۳۹۷ء میں ۲۳۹۸ء میں ۲۳۹۹ء میں ۲۴۰۰ء میں ۲۴۰۱ء میں ۲۴۰۲ء میں ۲۴۰۳ء میں ۲۴۰۴ء میں ۲۴۰۵ء میں ۲۴۰۶ء میں ۲۴۰۷ء میں ۲۴۰۸ء میں ۲۴۰۹ء میں ۲۴۱۰ء میں ۲۴۱۱ء میں ۲۴۱۲ء میں ۲۴۱۳ء میں ۲۴۱۴ء میں ۲۴۱۵ء میں ۲۴۱۶ء میں ۲۴۱۷ء میں ۲۴۱۸ء میں ۲۴۱۹ء میں ۲۴۲۰ء میں ۲۴۲۱ء میں ۲۴۲۲ء میں ۲۴۲۳ء میں ۲۴۲۴ء میں ۲۴۲۵ء میں ۲۴۲۶ء میں ۲۴۲۷ء میں ۲۴۲۸ء میں ۲۴۲۹ء میں ۲۴۳۰ء میں ۲۴۳۱ء میں ۲۴۳۲ء میں ۲۴۳۳ء میں ۲۴۳۴ء میں ۲۴۳۵ء میں ۲۴۳۶ء میں ۲۴۳۷ء میں ۲۴۳۸ء میں ۲۴۳۹ء میں ۲۴۴۰ء میں ۲۴۴۱ء میں ۲۴۴۲ء میں ۲۴۴۳ء میں ۲۴۴۴ء میں ۲۴۴۵ء میں ۲۴۴۶ء میں ۲۴۴۷ء میں ۲۴۴۸ء میں ۲۴۴۹ء میں ۲۴۵۰ء میں ۲۴۵۱ء میں ۲۴۵۲ء میں ۲۴۵۳ء میں ۲۴۵۴ء میں ۲۴۵۵ء میں ۲۴۵۶ء میں ۲۴۵۷ء میں ۲۴۵۸ء میں ۲۴۵۹ء میں ۲۴۶۰ء میں ۲۴۶۱ء میں ۲۴۶۲ء میں ۲۴۶۳ء میں ۲۴۶۴ء میں ۲۴۶۵ء میں ۲۴۶۶ء میں ۲۴۶۷ء میں ۲۴۶۸ء میں ۲۴۶۹ء میں ۲۴۷۰ء میں ۲۴۷۱ء میں ۲۴۷۲ء میں ۲۴۷۳ء میں ۲۴۷۴ء میں ۲۴۷۵ء میں ۲۴۷۶ء میں ۲۴۷۷ء میں ۲۴۷۸ء میں ۲۴۷۹ء میں ۲۴۸۰ء میں ۲۴۸۱ء میں ۲۴۸۲ء میں ۲۴۸۳ء میں ۲۴۸۴ء میں ۲۴۸۵ء میں ۲۴۸۶ء میں ۲۴۸۷ء میں ۲۴۸۸ء میں ۲۴۸۹ء میں ۲۴۹۰ء میں ۲۴۹۱ء میں ۲۴۹۲ء میں ۲۴۹۳ء میں ۲۴۹۴ء میں ۲۴۹۵ء میں ۲۴۹۶ء میں ۲۴۹۷ء میں ۲۴۹۸ء میں ۲۴۹۹ء میں ۲۵۰۰ء میں ۲۵۰۱ء میں ۲۵۰۲ء میں ۲۵۰۳ء میں ۲۵۰۴ء میں ۲۵۰۵ء میں ۲۵۰۶ء میں ۲۵۰۷ء میں ۲۵۰۸ء میں ۲۵۰۹ء میں ۲۵۱۰ء میں ۲۵۱۱ء میں ۲۵۱۲ء میں ۲۵۱۳ء میں ۲۵۱۴ء میں ۲۵۱۵ء میں ۲۵۱۶ء میں ۲۵۱۷ء میں ۲۵۱۸ء میں ۲۵۱۹ء میں ۲۵۲۰ء میں ۲۵۲۱ء میں ۲۵۲۲ء میں ۲۵۲۳ء میں ۲۵۲۴ء میں ۲۵۲۵ء میں ۲۵۲۶ء میں ۲۵۲۷ء میں ۲۵۲۸ء میں ۲۵۲۹ء میں ۲۵۳۰ء میں ۲۵۳۱ء میں ۲۵۳۲ء میں ۲۵۳۳ء میں ۲۵۳۴ء میں ۲۵۳۵ء میں ۲۵۳۶ء میں ۲۵۳۷ء میں ۲۵۳۸ء میں ۲۵۳۹ء میں ۲۵۴۰ء میں ۲۵۴۱ء میں ۲۵۴۲ء میں ۲۵۴۳ء میں ۲۵۴۴ء میں ۲۵۴۵ء میں ۲۵۴۶ء میں ۲۵۴۷ء میں ۲۵۴۸ء میں ۲۵۴۹ء میں ۲۵۵۰ء میں ۲۵۵۱ء میں ۲۵۵۲ء میں ۲۵۵۳ء میں ۲۵۵۴ء میں ۲۵۵۵ء میں ۲۵۵۶ء میں ۲۵۵۷ء میں ۲۵۵۸ء میں ۲۵۵۹ء میں ۲۵۶۰ء میں ۲۵۶۱ء میں ۲۵۶۲ء میں ۲۵۶۳ء میں ۲۵۶۴ء میں ۲۵۶۵ء میں ۲۵۶۶ء میں ۲۵۶۷ء میں ۲۵۶۸ء میں ۲۵۶۹ء میں ۲۵۷۰ء میں ۲۵۷۱ء میں ۲۵۷۲ء میں ۲۵۷۳ء میں ۲۵۷۴ء میں ۲۵۷۵ء میں ۲۵۷۶ء میں ۲۵۷۷ء میں ۲۵۷۸ء میں ۲۵۷۹ء میں ۲۵۸۰ء میں ۲۵۸۱ء میں ۲۵۸۲ء میں ۲۵۸۳ء میں ۲۵۸۴ء میں ۲۵۸۵ء میں ۲۵۸۶ء میں ۲۵۸۷ء میں ۲۵۸۸ء میں ۲۵۸۹ء میں ۲۵۹۰ء میں ۲۵۹۱ء میں ۲۵۹۲ء میں ۲۵۹۳ء میں ۲۵۹۴ء میں ۲۵۹۵ء میں ۲۵۹۶ء میں ۲۵۹۷ء میں ۲۵۹۸ء میں ۲۵۹۹ء میں ۲۶۰۰ء میں ۲۶۰۱ء میں ۲۶۰۲ء میں ۲۶۰۳ء میں ۲۶۰۴ء میں ۲۶۰۵ء میں ۲۶۰۶ء میں ۲۶۰۷ء میں ۲۶۰۸ء میں ۲۶۰۹ء میں ۲۶۱۰ء میں ۲۶۱۱ء میں ۲۶۱۲ء میں ۲۶۱۳ء میں ۲۶۱۴ء میں ۲۶۱۵ء میں ۲۶۱۶ء میں ۲۶۱۷ء میں ۲۶۱۸ء میں ۲۶۱۹ء میں ۲۶۲۰ء میں ۲۶۲۱ء میں ۲۶۲۲ء میں ۲۶۲۳ء میں ۲۶۲۴ء میں ۲۶۲۵ء میں ۲۶۲۶ء میں ۲۶۲۷ء میں ۲۶۲۸ء میں ۲۶۲۹ء میں ۲۶۳۰ء میں ۲۶۳۱ء میں ۲۶۳۲ء میں ۲۶۳۳ء میں ۲۶۳۴ء میں ۲۶۳۵ء میں ۲۶۳۶ء میں ۲۶۳۷ء میں ۲۶۳۸ء میں ۲۶۳۹ء میں ۲۶۴۰ء میں ۲۶۴۱ء میں ۲۶۴۲ء میں ۲۶۴۳ء میں ۲۶۴۴ء میں ۲۶۴۵ء میں ۲۶۴۶ء میں ۲۶۴۷ء میں ۲۶۴۸ء میں ۲۶۴۹ء میں ۲۶۵۰ء میں ۲۶۵۱ء میں ۲۶۵۲ء میں ۲۶۵۳ء میں ۲۶۵۴ء میں ۲۶۵۵ء میں ۲۶۵۶ء میں ۲۶۵۷ء میں ۲۶۵۸ء میں ۲۶۵۹ء میں ۲۶۶۰ء میں ۲۶۶۱ء میں ۲۶۶۲ء میں ۲۶۶۳ء میں ۲۶۶۴ء میں ۲۶۶۵ء میں ۲۶۶۶ء میں ۲۶۶۷ء میں ۲۶۶۸ء میں ۲۶۶۹ء میں ۲۶۷۰ء میں ۲۶۷۱ء میں ۲۶۷۲ء میں ۲۶۷۳ء میں ۲۶۷۴ء میں ۲۶۷۵ء میں ۲۶۷۶ء میں ۲۶۷۷ء میں ۲۶۷۸ء میں ۲۶۷۹ء میں ۲۶۸۰ء میں ۲۶۸۱ء میں ۲۶۸۲ء میں ۲۶۸۳ء میں ۲۶۸۴ء میں ۲۶۸۵ء میں ۲۶۸۶ء میں ۲۶۸۷ء میں ۲۶۸۸ء میں ۲۶۸۹ء میں ۲۶۹۰ء میں ۲۶۹۱ء میں ۲۶۹۲ء میں ۲۶۹۳ء میں ۲۶۹۴ء میں ۲۶۹۵ء میں ۲۶۹۶ء میں ۲۶۹۷ء میں ۲۶۹۸ء میں ۲۶۹۹ء میں ۲۷۰۰ء میں ۲۷۰۱ء میں ۲۷۰۲ء میں ۲۷۰۳ء میں ۲۷۰۴ء میں ۲۷۰۵ء میں ۲۷۰۶ء میں ۲۷۰۷ء میں ۲۷۰۸ء میں ۲۷۰۹ء میں ۲۷۱۰ء میں ۲۷۱۱ء میں ۲۷۱۲ء میں ۲۷۱۳ء میں ۲۷۱۴ء میں ۲۷۱۵ء میں ۲۷۱۶ء میں ۲۷۱۷ء میں ۲۷۱۸ء میں ۲۷۱۹ء میں ۲۷۲۰ء میں ۲۷۲۱ء میں ۲۷۲۲ء میں ۲۷۲۳ء میں ۲۷۲۴ء میں ۲۷۲۵ء میں ۲۷۲۶ء میں ۲۷۲۷ء میں ۲۷۲۸ء میں ۲۷۲۹ء میں ۲۷۳۰ء میں ۲۷۳۱ء میں ۲۷۳۲ء میں ۲۷۳۳ء میں ۲۷۳۴ء میں ۲۷۳۵ء میں ۲۷۳۶ء میں ۲۷۳۷ء میں ۲۷۳۸ء میں ۲۷۳۹ء میں ۲۷۴۰ء میں ۲۷۴۱ء میں ۲۷۴۲ء میں ۲۷۴۳ء میں ۲۷۴۴ء میں ۲۷۴۵ء میں ۲۷۴۶ء میں ۲۷۴۷ء میں ۲۷۴۸ء میں ۲۷۴۹ء میں ۲۷۵۰ء میں ۲۷۵۱ء میں ۲۷۵۲ء میں ۲۷۵۳ء میں ۲۷۵۴ء میں ۲۷۵۵ء میں ۲۷۵۶ء میں ۲۷۵۷ء میں ۲۷۵۸ء میں ۲۷۵۹ء میں ۲۷۶۰ء میں ۲۷۶۱ء میں ۲۷۶۲ء میں ۲۷۶۳ء میں ۲۷۶۴ء میں ۲۷۶۵ء میں ۲۷۶۶ء میں ۲۷۶۷ء میں ۲۷۶۸ء میں ۲۷۶۹ء میں ۲۷۷۰ء میں ۲۷۷۱ء میں ۲۷۷۲ء میں ۲۷۷۳ء میں ۲۷۷۴ء میں ۲۷۷۵ء میں ۲۷۷۶ء میں ۲۷۷۷ء میں ۲۷۷۸ء میں ۲۷۷۹ء میں ۲۷۸۰ء میں ۲۷۸۱ء میں ۲۷۸۲ء میں ۲۷۸۳ء میں ۲۷۸۴ء میں ۲۷۸۵ء میں ۲۷۸۶ء میں ۲۷۸۷ء میں ۲۷۸۸ء میں ۲۷۸۹ء میں ۲۷۹۰ء میں ۲۷۹۱ء میں ۲۷۹۲ء میں ۲۷۹۳ء میں ۲۷۹۴ء میں ۲۷۹۵ء میں ۲۷۹۶ء میں ۲۷۹۷ء میں ۲۷۹۸ء میں ۲۷۹۹ء میں ۲۸۰۰ء میں ۲۸۰۱ء میں ۲۸۰۲ء میں ۲۸۰۳ء میں ۲۸۰۴ء میں ۲۸۰۵ء میں ۲۸۰۶ء میں ۲۸۰۷ء میں ۲۸۰۸ء میں ۲۸۰۹ء میں ۲۸۱۰ء میں ۲۸۱۱ء میں ۲۸۱۲ء میں ۲۸۱۳ء میں ۲۸۱۴ء میں ۲۸۱۵ء میں ۲۸۱۶ء میں ۲۸۱۷ء میں ۲۸۱۸ء میں ۲۸۱

۹۷	مولانا حافظ حسنی خاں	محمد ضیاء الدین نقشبندی	۲۲
۹۸	مولانا عبدالرزاق کانپوری	سعیدہ باقر	۰
۹۹	مولانا عبدالوہاب [illegible]	[illegible]	[illegible]

عبد حافظ کے عربی کے مشہور [illegible] ہیں [illegible] (۱۹۴۸-۵۱۹۹۱ء) [illegible]

[illegible] کے علاوہ [illegible] بھی [illegible]

[illegible] کراچی میں وفات پائی۔

[illegible]

[illegible]

۱۰۱	مولانا محمد علی جوہر	[illegible]	[illegible]
۱۰۲	مولانا وحید الدین سلیم	[illegible]	[illegible]
۱۰۳	مولوی چراغ علی	[illegible]	[illegible]
۱۰۴	مولوی فاطر اللہ	[illegible]	[illegible]
۱۰۵	مولوی زین العابدین	[illegible]	[illegible]
۱۰۶	مولوی سمیع اللہ خاں	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰۸	مولوی عنایت اللہ دہلوی	محمد صابر	۲۸

مولوی عنایت اللہ [illegible] اللہ [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] ہیں [illegible] علمی [illegible] کے [illegible] تھے

۱۱۵	نواب احمد سعید خاں چھتاری	الحاج حسین احمد		

ے ۔۔۔ تک علی گڑھ کالج کے سکریٹری رہے۔

۹				

ے ۔۔۔ تک علی گڑھ کالج کے سکریٹری رہے۔

۱				

ے ۲۹ نومبر ۱۹۴۹ء تک وائس چانسلر رہے۔

۱۱				

تبصرے

[illegible]	اسلوب احمد انصاری	۱	۴	اکتوبر	۱۹۶۰ء	۱۵۵-۱۴۳
[illegible]	محمد زبیر	۲	۲	اپریل	۱۹۶۱	۲۲۰-۲۱۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]				
دیوان غالب (نسخۂ عرشی)	[illegible]	[illegible]				
[illegible]	[illegible]	[illegible]				
[illegible]	[illegible]	[illegible]				
[illegible]

جناب عبدالرؤف خاں
[illegible]

خدا بخش لائبریری جرنل ۶۹-۱۹۸۴ء کے بارے میں

[illegible]

● مثلاً [illegible] حضرت حسین وحید الدین کوچاقی [illegible] ۱۹۹۸ء [illegible] حضرت [illegible] اس [illegible] ان [illegible] ان [illegible] ان

عبدالرؤف خاں

جناب مصطفےٰ خاں شروانی

[illegible]

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔

مخلص

[illegible]

○

[illegible]

Pandey on Aurangzeb

Sir, — Mr V Sagar in his letter (The Hindu, May 12) disputes the contention of Mr Bishambhar Nath Pandey, former Governor of Orissa, of Emperor Aurangzeb's rule (1658-1707) being 'just and benevolent'. No doubt there is some substance in what Mr Sagar says about Aurangzeb's extraordinary action in the demolition of the sacred temple for the misconduct of the Mahant in dishonouring a Hindu Princess. Unfortunately, however, Aurangzeb has been painted as an utterly orthodox ruler which is not quite true. A person who in 1659 fought and defeated his eldest brother, Dara Shikoh,

[illegible]

Shah Jahan's death. This could not be treated as just or benevolent action. Actually Aurangzeb was a seasoned [illegible] means fair or foul. This tendency is reflected in some of the Emperor's actions in granting Jagirs to some of the temples [illegible]

The matter had legal ramifications as late as in 1950 when a

the supporting documents contained a firman of Emperor Aurangzeb conferring a jagir and cash gift on this temple.

It would therefore be a distortion of historical facts to paint Emperor Aurangzeb as yet another Muslim fanatic.

Mustafa K. Sherwani, [illegible]
The Hindu, May 9, 1[illegible]

[illegible] ۷ sagar [illegible]

[illegible]
[illegible] ۱۹۹۲ء

○

[illegible]

خواجہ حسن نظامی (۱۹۴۱ء) میں تحریر فرماتے ہیں:

[illegible]

[illegible] دوستی یکجائی اور ہم آہنگی متاثر ہوئیں۔

[illegible] سال کی عمر میں ۲ فروری ۱۹۱۲ء کو انتقال ہوا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

[illegible]

The line reads —

بذل فرقتی خسته دل تمام او
که مرد زوجه خوبت محمدی خانم

[illegible]

The correct translation of the epitaph is, in my humble opinion, be as follows :—

"Cry (بذل, *Urdu word*) *Furqati* in mourning over her, for the wife of (زوجه خوبت) Muhammadi Khanam is dead."

Thus the line contains the poet's name, Furqati, the composer of these verses, who was a friend of the deceased lady. The author's laudable object in engraving these verses on the tombstone was to perpetuate the memory of the departed lady and the stone as a whole invest the epitaph with considerable human interest.

Some of the inscriptions dealt with by Mr. Syed Muhammad are of great historical importance and we have been at pains to publish their facsimiles and also to give brief accounts of the careers of the personages mentioned therein.

(7) *Inscription No. 74 on Kasim Ali's mosque.* Here again we have the case of No. 47, the 2nd hemistich has been read as the 1st and *vice versa*. Moreover the word [illegible] in the 1st hemistich, meaning 'to date' has been omitted by the scribe. The [illegible] is also wrong, being written as [illegible] instead of [illegible]. The last word [illegible] is also wrong. Lastly the chronogram value of the Arabic line [illegible] is 1111 instead of 1111 which is the final word [illegible] at the end, [illegible] to 1114 A.H., a date far more appropriate and much enjoined with the date given in the following words of the main inscription which is in Persian verse. It was no doubt with the object of recording the date of the construction of the Mosque in Arabic that these alterations were made in an important Quranic verse.

(8) *Inscription No. 105 on Mir Abdullah's tomb.* The word which has been read by Mr Syed Muhammad as 'Amthal-i-wa-kas' (the best ones who were completed') are really 'Amthal-i-Ayras' (پیرس امثال) 'equals and companions'.

(9) *Inscription No. 108 on Mian Khan's tomb in the compound of Shaikh Hasan's Mosque.* The first couplet reads

میاں خان کہ در عنفوان شباب

بساط حیاتش نصف در نوشت

which Mr Syed Muhammad translates as—

Mian Khan in the beginning of whose youth,
Death was written as the carpet of his life.

But [illegible] means 'ended up' so the verse should be translated as—

Mian Khan whose carpet of life Death wrapped up in the middle.

(10) [illegible] in the Shah Suleiman's tomb [illegible] Shaikh Hasan's Mosque.

read I to Shaista Kh[illegible] Shaista
[illegible] that the Emper
or H[illegible] of Nawab
Sha[illegible] f[illegible] Ir[illegible] arrogan
N[illegible] h as
Qu[illegible] the fact
that [illegible] Shaista
[illegible] the d[illegible]

[illegible] I [illegible] In this
[illegible] five
[illegible] Th[illegible] which the inscription obviously
should be read as follows:—

(1) چو بن مسجد شنیدہ گوہری
طفیل شاہ اورانگی بنا یافت

(2) بہ تاریخ ہمچنیں کلک تقدیر
رقم زد کعبہ ثانی بنا یافت

And the translation would be:—"When with the help of God, and through the grace of Shah Arzāni this mosque was constructed the pen of Fate wrote down as a chronogram the date "A second Kāba has been erected".'

(3) *Inscription No. 72 on Shah Rustam Hai's tomb in the compound of a mosque in the Sabzibāgh quarter.*

In the third line of this inscription Mr Syed Muhammad has read Nawāb Shaista Khān as Nawāb Makram Khān. To translate [illegible] of Nawāb Shaista Khān [illegible] Mr Syed has read [illegible] Nawāb Makram Khān. Mr Syed has also read [illegible] the fact that [illegible]

The verse in question reads:—

اگر من نا جوانمردم بگردار
تو بر من چون جوانمردی گذر کن

(5) کردم سوال سال بنایش ز پیر عقل
گفتا بگو حرامی خیر انعام حق

which the author translates as —

In the reign of the Emperor *Jahangir the light of the eye*,
The just, generous, wise and intelligent Parvez Shah

* * * *

Constructed this choice building *under his supervision* and *which* is
As firm as a rock in the pursuit of the precepts of Mohammad

* * * *

I asked about the date of construction from the old wisdom,
Which said Say, it is a place *to walk to* paradise'.

In the light of the readings offered by me, however the translation of the verses should be as follows —

'*During the viceroyalty of* Prince Parvez, *the light of the eyes of the Emperor Jahangir*, who is just in judgment and generous with wisdom.

* * * *

This especial (خاص) building was *constructed by Nazar Khweshgi who* is steadfast like a mountain, in obeying the Law (شرع) of Muhammad.'

* * * *

I questioned the old man of wisdom about the year of its construction and he replied, *Say O Khirāmi* This place is the best resort'.

The inscription might be *in situ* but there is nothing in the inscription to indicate that it was originally put up on a mosque.

(3) *Inscription No. 9 on the Idgah of Sa'd Khan* — The last but one word in the sixth line of this inscription should be *Khush*, not *Arsh*.

(4) *Inscription No. 12 on Haji Chand's Mosque* —Mr. Syed Muhammad finds it difficult to make out how Haji Chand was

amended According to Mr Syed Muhammad the mosque was built in 1036 A H by Prince Parvez under his supervision but as that Prince died in 1037 A H at Burhanpur the author believes that although the Prince began the construction of the mosque it was finished after his death As a matter of fact however the inscription clearly mentions in the 3rd line the construction of the building by a highly respectable officer of the Prince named 'Nazar Khweshgi' i e Nazar Bahadur a Khweshgi Afghan of Qasur near Lahore who later on held a rank of 1 500 under Jahangir and of 4 000 under Shah Jahan and died in the year 1062 A.H at Lahore (Maathirul Umarâ, Vol. III, pages 818 ff) The syllable *Ba* read by the author of the article at the beginning of the name Nazar Khweshgi does not appear on the stone as will be seen from the facsimile published with this note.

The chief reason why Mr Syed Muhammad falls into this error, seems to be his failure to read the *izafat* at the end of the word *chashm* in the first line of the inscription Obviously it was Prince Parvez and not the Emperor Jahangir who was the light of the other's eyes.

Lastly the fact that Khurâmi (خرامی) in the last line was the poetic name of the composer of the verses has been lost sight of altogether with the result that the author is faced with a construction quite unusual in Persian and has to give a translation which he would not have given otherwise

The lines in question read :—

(۱) در عهد نور چشم جهانگیر بادشاه
پرویز شاه عادل و نادل بعقل و رائی
(۲) ... ...
... ...
(۳) کرد این بقایق حاص نظر حویسکی که هست
در پیروی شرع محمد چون کوه پتی
(۴) ... ...
.. ..

A Note on 'Old Muslim Inscriptions at Patna'.

By M. Hamid Kuraishi, Esq., B.A., Archæological Survey of India.

In the recent (September-December, 1930) issue of the Journal of the Bihar and Orissa Research Society Mr Syed Muhammad, B.A., B.L., has published a lengthy article on 'Old Muslim inscriptions at Patna' complete with lithography, index, etc. An effort has been made by the author to include in the article all available Persian and Arabic inscriptions from the time when the town formed part of the extensive kingdom of Sultan Husain Shah of Bengal to the year 1857 A.C. Much as the work is to be appreciated certain defects have crept in here and there which it is the object of this note to correct. In the first place there are a number of Printer's mistakes in the Persian and Arabic texts of the inscriptions, which it is hoped will be duly rectified in the errata. Secondly in some of Mr Syed Muhammad's readings of the inscriptions the requirements of Persian grammar and idiom have been apparently overlooked. It is not my purpose here to deal with each individual inscription but a few of the more obvious corrections have been made in the hope that the author who seems to take a keen interest in Muslim epigraphy may be encouraged to be more careful in future.

(1) *Inscription No. 6 on the Mausoleum of Shah Arzani.*—The reading of [illegible] *Bismillah* [illegible] Arzani in other rhymes properly nor gives [illegible] nor indeed does it give the date 1128 which should be the alphabetical value of the chronogram and which is arrived at by the addition of the epigraph. Obviously the person should be read as 'Shah Fanaat Arzani'. This reading will rhyme properly, make the chronogram equivalent to 1028 A.H., and give the full name of the saint at the same time.

(2) *Inscription No. 8 on the Pathar-ki Masjid.*—In this important inscription some serious mistakes require to be

W

Wa[illegible] 101
Wa[illegible] 85

Z

Za[illegible] 31
Zaf[illegible] 33
Zafaqar Al 84
Zulfaqar, Al Wlan 1 3

R

Rahim-un-nisa	...	...	...	...	89
Rahma	...	...	...	...	41
Rarah	...	...	...	...	24
Rata		...		...	80
Rustam Ali (Shah)	...	...	...	...	72

S

Sadiq Zakir, Muhammad	...	...	...	99
Sadr	...	...	...	68
Saif Khan			...	9, 10
Sakina			...	46
Sardman			...	84
Shafia, Ismail	...		...	89
Shah Abdul Hasan			...	78
Shah Bagha Muhammad [illegible] Jahan			...	9
Shah Alam II			...	73
Shah Alam II			...	34, 40, 69
Shah Jahan II		...	...	66
Shah Jahan II			...	90
Shah Jahan				76
Shah Jahan		...	...	89
Shah Jahan II		...	...	9
Shah Kamal		...	...	24
Shah Muhammad Riaz		...	...	67
Shah Nawaz Khan		...	...	32
Shah		...	...	13
Shah Shuja		...	...	25
Shah Tuna			...	92
Shah Zaman		...	...	89
Shah Zaman		...	...	23
Shah Zaman	...	...	...	100
Shahbaz Khan		...	...	18, 21
Shakur	...	...	...	78
Shamsher (Commander		...	...	6
Sher Shah Suri		...	...	42
Sher Shah Suri [illegible]		...	...	69
Syed Shah Mahfuz		...	...	45

T

Taherah Al			...	111
Taj	...	...	...	28

Mosrá 66
Mehdi Ali Khan 106
Mian Khan 105
Mir Abdullah 105
Mir Afzal 91
Mir Ashraf 85
Mir Farzand Ali 48
Mir Madarullah 58
Mir Saadat Ali 96
Mirza Aziz 67
Mirza Masum 8
Mirza Nuri 8
Muhammad (Prophet) 9, 12, 40, 47, 58, 59, 61, 72, 74, 82, 83, 88, 89, 94
Muhammad 13
Mohammad Ali 38
Mohammad Ali Kashmiri 10
Mohammadi Khanum 110
Mohammad Moqim 16
Mohammad Murad Shahanshah Sah 1
Mohammad Yahya Khan 85
Mohammad Yusuf Meshedi 29
Mohsin 101
Mu'inuddin 18
Murad Shah 30
Muradunnissa 78
Murtuza II 84
Murtuza Nasabravi 90
Mustafa=Prophet Mohammad) 89

N

Najaf 92
Najaf Ali 99
Nasir Khan, Khan Mucrram 1

O

Omar (Caliph) 12, 40, 74, 89
Orman (Caliph) 42, 43, 74, 89

P

Pacmber Baksh 104
Parvez Shah 8
Patna 11

I

Ibadullah Arab 97
Ibrahim (Abraham) 87, 89
Ibrahim, Sy. Nur Mir 87, 89, 89, 89
Ibrati 95, 97, 99, 105, 106
Ishki 88

J

Jafar 19
Jehangir 2, 8
Jam 9
Jamaluddin 60
Jamshed 8
Jibrail 105
Jurcman ... ... — ... 94
Junaid 97

K

Kaaba 34, 97, 99
Karim Ali 79
Karimnagar 4
Karim Nur (Shah) ... 87
Karamullah Shah ... 32
Khalam Ali ... 95
Khanqah 91
Koka Khan 37
Kulsumunnisa 107

L

[illegible] 13

M

[illegible] 64
[illegible] ... 33
[illegible] 105
[illegible] 9
[illegible] 47
Manva 12
Mariam (ex Mary) 42
Mashrul Haque 21

C

Calcutta ... 68
Coombe and Co. ... 68

D

Daud Khan ... 19

F

Fakhruddowla 25
Farhat ... 101
Fatma ... 39
Fatima 36
Fatima 93
Fazal Ali 45
Feroz Jung ... 84
Farrukh Sayar (Emperor)

G

Gholam Hussain 98
Gholam Hussain, Shah ... 56
Gholam Hussain, Shah 90
Gholam Mohiuddin 68
Gholam Mohammad 77
Gholam Yehya 43, 50, 51

H

Hafiz Roshan Mohammad Khan 61
Haider (Caliph Ali) 40, 99
Haider 68
Haider Baksh 37
Hairat 41
Haji Abdul 12
Haji Manroor Ali Khan 43
Haji Sandat 43
Hambli (Imam) 89
Hasan 20
Hassan Ali 23
Himmat 9a
Husain 29
Husaini Begam 62

INDEX TO NAMES IN INSCRIPTIONS.

(REFERENCE IS TO THE NUMBER OF THE INSCRIPTION.)

A

Ak[illegible] Begam ... 61
Abdullah Khan ... 16
Ab[illegible] ... 12 16
Abu Hanifa 80
Abdur Rahman Sajjad 87
Abu Isak[illegible] ... 12 [illegible] 89
Afzal Hussain 45
Ahmad ... 70
Ahmad Ma[illegible] ... 59
Ahmad, Hafiz ... 57
Ay[illegible] 21
Ali (Caliph) ... ... 12, 23, 75, [illegible] 80
Ali Asim 95
Ali Nur Ilm Khan Bahadur Nasir ... Amir[illegible] Malik ... 44
Ali Qasim Khan ... 85
Allauddin[illegible] Abu Muzaffar Hussain Shah ... 1
Anwar Khawas ... 21
Arab Ahmad ... 35
Arsan, Shah ... ... 47 [illegible]
Asad Khan 82
Ata ... 3
Aurangzeb Emperor 24
Azimabad ... ...

B

Bibi (Hazrat) 34, 98
Barh 66
Basant (Shah) 29
Begar 27
Beg 100
Beg Muhammad 11
Bibi Fatima 113
Bihar Khan 59, 63
Bibi Nasran 75
Bulaki 74
Bussug Umed Khan 55

Inscription.

مسجدے مرتفع بد نمود چون ملک علی پاب سرشت
ملک بکہب بـ ل لعمیرش کعبہ نو نہد سخت بوشت

فی سنہ ۱۲۷۵

Translation.

Wh[illegible] Tal[illegible]uk Ali [illegible]
Built this high mosque,
Th[illegible]
Wr[illegible]

In 1275 A. H.

No. 112

Headstone of Latifan's tomb.

[illegible] left [illegible] 1276.

Inscription.

چو رفتہ سیدہ بی بی لطیفہ سوے باغ ارم با صد تاسف
بچشم عبرتی سال وفاتش سوے مسجد بس شد لعنت ہاتف

۱۲۷۶

Translation

When Syeda Bibi Latifan went
T[illegible] with great regret
I[illegible]
"She went towards [illegible]" said the latent informer.

1276.

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم

بنال فرقتی خسته دل بماتم او
که مرد زوجه غریبت مصطفی خانم
چو او بوده زنی پاکدامنی بجهان
فداے عصمت زان بیکدر دل و جانم
ربیع اول و تاریخ بوده سیزدهم
که ربیعت خاب مصدمت ده فرق سایلم
غریبی نقاشش ماتم که هر نفس ملک
چو شعله بر بکشیدست آه و فغانم
به فکر سال رحلتش حگر طلبان نوشم
که سروے خلد زیبی شد گفت رضوانم

۱۲۷۲ ه

Translation.

In the name of God the Merciful and Compassionate.

My heart is broken with lamentation for the separation of the good lady Mahammadan Khanum who [illegible]

As she was a pure lady on this world, my heart is a sacrifice for her chastity.

It was the Divine decree of the first Rab. that this calamity fell on my head.

In mourning for her all the people of the country are drawing sighs like flames.

My heart was [illegible] on the date when Rizwan[1] said "She was [illegible]"

1272 A.H.

No. 111.

Bagarguago lane mosque.

The mosque on the [illegible] lane, a couple of furlongs east of [illegible] was built by one Tabarak Ali in 1275 A. H.

[1] The angel at the gate of [illegible]

Translation.

Mian Khan in the beginning of whose youth
Death was written on the carpet of his life,
Started on Monday the fourth of month of fast[1]
For a week in the garden of paradise
On the headstone of his tomb about the date of his death, wisdom
Wrote "the death of the youth".

1271 Hijri of the Prophet may be blessing of God be on him and peace.

No. 109.

Shaikh Heingan's mosque.

Shaikh Heingan's mosque is situated in Nagla about 7 miles east of Gola. It was built by him in 1271 A.H.

Inscription.

صادق و صفا چو شیم هینگن کرد از سر نو بنائے خانه
شهر ست پئے یاد گار عالم تاریخ بگو خدائے خانه
فی ۱۲۷۱ هجری

Translation.

As Shaikh Heingan with truth and conviction
Newly constructed the house
Which is famous for being a monument of its time,
say its chronogram "House of God".
In 1271 A. H.

No. 110.

Mohammadi Khanum's tomb.

The Sirai cemetery situated near the Gulzarbagh railway station has several tombs the inscription of two of which have already been described. In it there is the tomb of a lady named Mir Ahmadi Khanum who died in 12[illegible] A.H.

[1] I.e. the month of Ramzan.

[2] Those of Mir Ahmad (No. 105) Mehta Ali Khan (No. 106).

No. 107.

Nai Sarak mosque.

The Nai Sarak mosque [illegible] at Hauz Qazi where the Nai Sarak [illegible] joins it. It [illegible] of mixed cast [illegible] and was built by Khan-i-Jahan in 1270 A.H.

Inscription.

مسجد عالی بتوفیق خدای تعالی در عهد دولت شاهزاده
هاتف سیب ..... تمام گفت بود گفتم امید [illegible]

۱۲۷۰

Translation.

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

1270.

No. 108.

Mian Khan's tomb.

Mian Khan was the [illegible] Shah Bahadur in [illegible] of which [illegible] Shah Bahadur [illegible] in Mandapura, [illegible] of the city. Mian Khan died in 1271 A.H.

Inscription.

میان خان که در عنفوان شباب
بساط حیاتش قضا در نوشت
درشصد چار رمضان صیام
روان شد بدم سحر دام بهشت
بلوح مزارش خرد سال فوت
فضا نوحوں پے فی نوشت
۱۲۷۱ هجری آنوں صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

سه شنبه بد و چارم شوال که چون گل
داعی .....زین لاله ستان رفت
بگذاشت سن رحلت از عبرتی زار
زالا مسمی با کرمی سرے جنان رفت

فرر سه شنبه چارم ماه شوال سنه ۱۲۹۶ الفران مهدی علی‌خان
ازاین جهان فانی رحلت فرمود ۰

Translation.

O the best of forgivers

In the name of God the Merciful and Clement

Why should I not weep? Mehdi Ali Khan passed away from this world.

Why should I not lament? The generous Hatim of his time is dead.

He [illegible] to paradise, it was for this that

His [illegible] was married [illegible] the cloud,

He [illegible] very generous to all the people,

The [illegible] of the angels were swollen like oyster,

As all the people were lamenting for him

How [illegible] the sky [illegible] black in mourning for him?

It seems that [illegible] flame that rose from his [illegible] went up to the heaven.

In [illegible] old, young and old were much oppressed.

They [illegible] heart that time on seeing

[illegible] candle on his tomb

It [illegible] [illegible]

[illegible] he went away from this garden.

[illegible]

[illegible]

O [illegible] of Nawab Mehdi Ali Khan

[illegible]

Translation.

In the name of God the Merciful and Clement.
When the worthy and magnificent Abdullah
Slept below the earth by God's command,
From the heaven Gabriel said in Ibrahim's ears
About the date of his death "His patrons are the five holy persons[1]". 1265.

No. 108.

Mehdi Ali Khan's tomb.

Mehdi Ali Khan was the brother of Mir Abdullah the inscriptions on whose tomb are recorded above. He has buried near the tomb of his brother in the cemetery near Gulzarbagh railway station. He was the father of Nawab Wilayet Ali Khan who became very prominent in the Mutiny of 1857 A.D. Mehdi Ali Khan died in 1266 A.H.

Inscription.

یا خیر الغافرین

گرم نه چرا مهدی علی خان ز جهان رفت
عالم نه چرا حاتم فیاض زمان رفت
در سر هوس خلد برین داشت کز اینجا
برادرش لبیک چنین گرم عنان رفت
میکرد پیر خلق خدا بسکه صورت
هر مرد بشر در غم او نعره زنان رفت
شد گوش ملک چو صدف آبله روے
تا نوحه از اهل جهان را بزبان رفت
در ماتم او گشت ملک از چه سیه پوش
بر عرش ریازش مگر درد بعن رفت
تا نوحه او سنگ شده ریب مزارش
صد آوه سلم بر سر پیرو جوان رفت
هر سرحله جاے که سر تربتش آید
چون شمع سرشک ز رخم اشک فشان رفت

[1] یعنی or the five holy persons are Prophet Muhammad, Ali, Fatma, Hasan and Hosain.

رئیس رمال میر عبدالله چون
دلش گفت مفتاق سیر جنان
بیاراست بر تن قباے ممت
بعزم سفر بست محکم میان
نرر دید مرگش بساط حیات
برون رفت ازین بزم دامن فشان
بمن گفت محزون زسال رحیل
هزار در صد شصت پنجم بدان

Translation.

The person buried here was a benefactor with pious intentions. He amassed a vast fortune for eighty-seven years and he spent much in charity and benefactions over the mourning for the fifth Al[illegible] and exceeded the best men who were example for it. At [illegible] he passed to the holy mercy empty handed leaving all the wealth and dignity and he did not carry with him anything except the wealth of religion. Ponder over this, oh people of vision!

When the heart of Mir Abdullah, the prince of his time became fond for the paradise,

He girded himself with the robe of death and he bound his waist fast for the journey,

Death loosed the curtain of his life and he passed away from this strawy assembly.

About the date of his death Mahzun told me "Know it to be [illegible] one hundred and sixty-four".

Inscription on the other side of the stone.

بسم الله الرحمن الرحیم
چو عبدالله والا قدر ذي جاه
بحکم ایزدی رفت زین خفت
بکوش عمرتی از چرخ جلیل
حن رحلت شفعش پنجتن گفت
۱۲۶۵

1 By fifth [illegible] is meant Imam Hassan, the grandson of the Prophet.

No. 104.

City Court mosque.

The mosque known as City Court mosque which is on the main road near the Patna City Court was built in the Paember Bax in 1205-A. H.

Inscription

یافت چون مسجد خجسته بذ[1] احتمام از ید پیمبر بخش
خامه تاریخش از سر برکات زد رقم مسجد پیمبر بخش[2]

Translation.

When the construction of this auspicious mosque,
By [illegible] from the hands of Paember Bakhsh,
The pen through blessings,
Wrote "Mosque of Paember Bakhsh".

No. 105.

Mir Abdullah's tomb

Mir Abdullah whose name was Mir Ghulam was the father of Nawab Latif Ashkar, C.I.E., of Patna family. He left a very large fortune when he died in 1205 A. H. On the side of the walls one of his tombs have got inscriptions.

Inscription on one side.

صاحب این قبر مرحوم نور چک بذه تاعمر هشتاد و هفت
سال زر فراوان اندوخت و بعد حساب صدرات
بسیار خرچ ساخت و از عمل بازمان گولی سخت رفت آخرکار
وبا ج ... م معظم گذشت[3] ... کهنه ... ارشب پیشانه همه
جاه و دولت را گذاشته آهی دست بحاله اقدس ازانمال نمود
و جز دولت دین حضرت با خود نبرد فاعتبروا یا اولی الابصار

[1] [illegible] From the date in 1265

[2] For [illegible] of this family see Mr James' Patna Gazetteer page 1[illegible]

[3] [illegible] are missing

Inscription.

بهنگام احسن بفضل الله چو رحمه علی اخیر تا سعدا
بنا کرد مسجد رعالیجناب نگین در عهد دعدد رحمه خدا
سنه ۱۲۶۳

Translation.

In an auspicious moment by the grace of God,
When W[illegible] the power [illegible],
Constructed this mosque, the latter [illegible] 1,
' The devotee may [illegible] of God '
1263.

No 103

Shish Mahal private mosque.

The private mosque of Shish Mahal was constructed by one Hakim Zafar Ali Khan of Agra in [illegible] A. H. It is in Shish Mahal [illegible] and is [illegible].

Inscription.

کرد پور نمار خدا حمید نه پے غیر صدحیف کثیر
مسجد بنی درلعه علی از برای رضای رب قدیر
در صد و یکهزار شصت چار بود سنه هجری رسول کبیر
حکیم ذرلعهار علی خان رضی احسنی اثنای عشری ا ریادی
بصرف یکهزار رد صد و پنجاه روپیه مسجد در سنه ۱۲۶۱ هجری
بعرصه یک سال تیار ساخت

Translation.

For the gratification of God,
Z[illegible] Ali Khan constructed the private mosque,
To say his own prayers,
A[illegible] of the followers of other beliefs,
It was one thousand two hundred and sixty four,
Of the Hijri of the great Prophet,
Hakim Zafar Ali Khan Razvi Husaini Asnai Ashri Akbarabadi built this mosque in 1261-A. H. in one year at a cost of rupees one thousand two hundred and fifteen

No. 101.

Dafali's mosque

The mosque was built by Mahan the wife of a *dafali* or drum maker, which is known as the *dafali's* mosque on the main road on the northern side of the Sangrage about 2½ miles east of Gola. It was built in 1263-A. H.

Inscription.

بچه رجهد چو تعمیر کرد مسجد خام
نکو سرشته مرهن زن رپانه ساز
بگفت سال بدایش رپے دل فدت
بنا بمسجد حق با ادب نماز گذار
سنه ۱۲۶۳
تعمیه چار عدد

Translation.

When the good natured Mahan the wife of a drum-maker,
Constructed the mud built mosque with great endeavour,
For at each of its hearth (during the construction (thus),
"Come in the mosque of God and pray respectfully,"
1263,
Addition 4.

No. 102

Wahid Ali's mosque.

The mosque known as Wahid Ali's mosque is on the main road to [illegible] to the west of Gola. The inscription shows that it was built by [illegible] Wahid Ali in 1261 A. H. But the mosque seems to have been only rebuilt in that year and [illegible] the old one are very old. Perhaps [illegible] which was known as Shaista Khan's mosque [illegible] Nawab Shaista Khan at the time of [illegible]

[illegible]

[illegible] Mahan [illegible] Shaista Khan's mosque [illegible] Nawab Shaista Khan" speaks of it as such, but [illegible]

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم

دریغا آن امام و قدوه دین چراغ افروز راه بزم ارشاد
فقیه و عالم و علامه عصر اساس ورعه را داد استحکام
نجف را تا علی چون که نام نامی پاکش جاودان باد
سرش عیب سال رحلتش خواند ستون کعبه دین حیف افتاد

۱۲۶۱

کتبه السید مرتضی النونهروی محمد صادق ذاکر کتبه نمود
سبط سید مرحوم

Translation.

In the name of God the Merciful and Clement

Alas! that priest and leader of religion,
The kindler of the lamp of society of religious orders,
The theologian, the sage and the most learned of his time,
Who was the foundation of piety (lied).
When Najaf is (joined) with Ali [1]
Whose name reminds to the holy name, [2]
An angel of paradise said his date of death,
"Alas the pillar of Kaaba of religion (thus) fell down"

1261.

Written by Syed Murtuza Nishabravi, son of Syed deceased. Mohammad Sadiq Zakir inscribed it.

No. 100.

Heengan's Mosque.

Heengan's mosque is in Kharangar tract about 8½ miles east of Gola. It was built in 1261 A.H. by Heengan who was a dancing girl.

Inscription.

این خانه خدا ــــ بدعی قایم

۱۲۶۱

Translation.

This "house of God" exist through the help of Beji [3]

1261.

---

1. One of the words of the last line of the epitaph could not be read.
2. The line is not clear in the stone.
3. The reference about holy name is to Ali, the son-in-law of the prophet. Beji was Heengan's daughter.

Inscription.

آں مسجدیکه بهر سجود نمازیان
زل عمی عظیم بنایش نهاده بود
از هم شکست مثل دل حضرت بلال
چون برق سجده زیر بحاب افتاده بود
بار دگر چو میر سعادت علی بدهر
بهر فرستیش کف همت گشاده بود
از امر از غلام حسین خرش اعتقاد
تعمیر آن بطرز مجسله نهاده بود
جز خانه خدا سنه تعمیر زیر چرخ
در گوش عمرتی ندر هاتف ندده بود
سنه ۱۲۶۱

Translation.

The mosque which for the prayers of the devotees,
Ali Azim had at first constructed,
Broke down like the heart of Hazrat Bilal
When at first it was in ecstasy
A second time Mir Saadat Ali
Has [illegible]
By the order of [illegible]
Built it in an auspicious way.
[illegible]
No [illegible]
1261.

No. 69.

Najaf Ali's Tomb.

Najaf Ali died in 1215 A.H. and his tomb is near Moghalpura in the city

---

[illegible] to read to [illegible] to the fact that he was very [illegible] after the death of the prophet.

built in 1258 A. H. The inscription has come out of its place and is kept in a house near by.

Inscription.

مسجدے خادم علي کرده بنا

کان پسنده چشم هر کس آمده

از خرد جستم چو تاریخش بگفت

ثانی بیت المقدس آمده

سنه ۱۲۵۸ هجري

Translation.

Khadim Ali constructed this mosque,
Which liked by every body,
When I enquired of my reason from wisdom, it said
"It is a second temple of Jerusalem."

1258 A. H.

No. 97.

Ibadullah Shah's Mausoleum.

Ibadullah Shah's mausoleum is within the compound of Shah Arzani's *dargah* about 2 miles east of Gela. He died in 1260 A. H.

Inscription.

جنشین شاه ارزان چون جنید ۵ یافته ۵ دولت قرب الله

گفت سال رحلتش را عدلی ۵ زین جهان رفته عباد الله شاه

سنه ۱۲۶۰ ۵

Translation.

When the Junaid like successor of Shah Arzan,
Found the wealth of proximity to God,
Ibrati said the chronogram of his death,
"Ibadullah Shah passed away from this world".

1260 A.H.

No. 98.

Alamgunge Mosque.

The Alamgunge mosque stands on the main road in Alamgunge about 4 miles east of Gela. It belongs to the Shia Community and was built in 1261 A. H.

He is Forgiver.
In the name of God the Merciful and Clement. Oh God forgive the sins of both, by the grace of the Prophet may the blessing of God be on him and peace.

Translation.

God is Great.

Two brothers with pious intentions
Constructed the house of prayer,
The fond heart for its chronogram
Was engaged for an hour,
For the sake of unity it deleted the
c n, t i " and ".
(And said "Construction of Jamman
" and Himmat ",
1258 A H Constructed by Jumman
and Himmat Farbers

In the name of God the Merciful and Clement. I do aver that there is no God but God and I declare that Muhammad is his servant and Prophet.

No. 95.

Idgah of Dargah.

Within the compound of the mausoleum of Shah Arzani is the *idgah* constructed by Pir Shah Shah who was seventh in succession to the saint Shah Arzani. It was built in 1258 A H.

Inscription.

کعبه نظیر عید گہ عرش وسعتے
تعمیر چوں خلیفه شیم .... لمود [1]
پرسید عمرتی سنه ازاو رغیب گفت
سنه یکهزار ودو صد پنجاه و هشت بود

Translation.

The Kaaba like [illegible] as extensive as heaven,
When the caliph like [illegible]
It (at) asked its date and he was told unseenly,
"It was one thousand two hundred and fifty-eight."

No. 96.

Khadim Ali's Mosque.

Khadim Ali's mosque is in Gulzarpur about 2 miles east of Gola. The mosque which is now in a ruinous condition was

[1] The second verse of the inscription could not be read properly. It seems that some word is missing.

Translation.

In the name of God the Merciful and Clement

Faz Ali, the Saeed of high parentage

Having constructed the great mosque provided with a house of piety.

Although its beginning was with the help of the faithfuls,

But by Faz Ali's contribution was completed

When Zafar counted from his heart about the date of its construction,

Which came from the intent speaker that it was a "second Holy House",

[illegible] of the prophet, and the blessing of God be on him and peace.

No. 94.

The Lawn mosque.

The mosque known as "Lawn mosque" is to the south of the Bohora Mohammedan quarter. It was built in 1285 A.H. by two barbers Ahmmat and Jamman who were brothers.

Inscription.

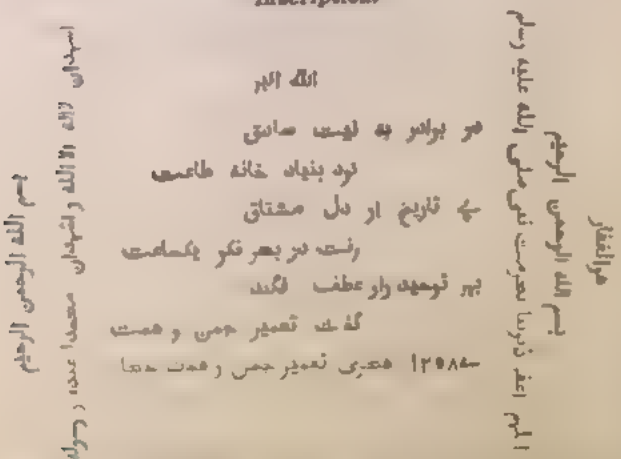

[illegible] are the descendants of the prophet.

که مجذوب حق شاه تکیه گذشت
گلستان جنت شدش خوابگه
کرامات او شهره عالم است
بروں عالمے را پیام کرد
چو شب تیره پوشش تن از جاکمال
ولیکن دلش بود روشن چو ماه
ملک بے سل رحلت بعرش
نوشتند مجذوب عشق الله[1]

Translation

All things are transitory and the face of your God the Gracious and Merciful will remain for ever
Why should not the world flute like lament with sorrow
Why should not sighs arise from the hearts of people,
For the saint Shah Tikia passed away, (and)
The garden of paradise became his resting place.
His miracles are so well known throughout the world that
I can bring the whole world to bear witness to this.
His body was black like night from the dust
But his heart was as bright as moon.
The angels in the heaven for the date of his death
Wrote "the saint of the love of God".

No. 93.

Fazl Ali's mosque.

Fazl Ali's mosque which is in the City was built in 1257 A. H. by him.

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم
کرد چو فضل علي سيد عالي نسب
خانه تقبل درست مسجد عالي بهم
از صدد مومنين گرچه شد آمار از
ليک ز فضل علي گشت بدانش اتم
فکر بتاريخ او کرد چو ذاکر دل
گشت ز هاتف ندا ثانيه بيت الحرم
سنه ۱۲۵۷ هجری النبی صلی الله علیه وسلم

---

[1]. مجذوب عشق الله gives 1257 as the date.

No. 91.

Bakergunge mosque.

The mosque which is on the Lower Road about a furlong east of the Bankpore Maidan was built by a lady named Khairunnissa in 1257 A. H.

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم

لمسجد أسس على تقوى من اول يوم احق ان تقوم فيه [1]
بهر رضاے خالقه خير النسا
مسجد علی بنا چوں حرم محترم
خامه راهد چو کرد سال بنایش طلب
هاتفش آواز داد خانه بیت الحرم
سنه ۱۲۵۷

Translation.

In the name of God the Merciful and Clement.

Verily the mosque has been founded on purity, from the first day. You have the full right to pray in it

For God's pleasure Khairunnissa built

The great mosque like the holy Kaaba.

When Zahid's pen wanted the date of construction

The latent informer cried "A second Holy House" [2].

1257.

No. 92.

Tikia Shah's tomb.

Tikia Shah's tomb is in Diwan Mahalla, a quarter of the city about 5 miles east of Gola. Tikia Shah who was saint died in 1257 A. H.

Inscription.

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذوالجلال والاكرام [3]
جہاں همچوں چوں لباس رعم
نه خیزد ز دلها چرا درد آه

---

[1] Holy Quran portion of verse 14, Part 11, Chapter IX, entitled the "Repentance"

[2] Holy House the temple at Mecca.

[3] Holy Quran, Part 27, Chapter LV, entitled the "Merciful", verse 26.

Translation.

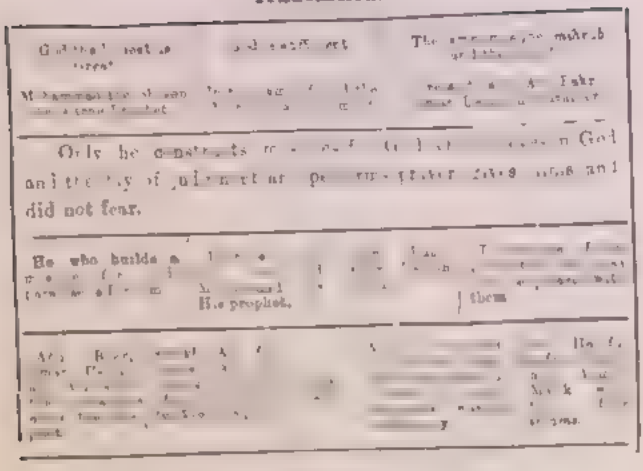

Only he constructs [illegible] God and the day of judgment [illegible] and did not fear.

He who builds [illegible] His prophet. [illegible] them

[illegible]

No 90

Shah Gholam Husain's mosque

Shah Ghulam Husain [illegible] Nagar about 7 miles east of Gola. It was built by [illegible] A. H.

Inscription

مسجد بنا چو شاه علم حسین کرد

چون گلشن ارم شده مطروح ملائکه

تاریخ او چو فکر نمودم ندا رسید

بر نقش حرف او بگو خانه خدا

سنه ۱۲۵۵ هجری

Translation

When Shah [illegible]

It was as [illegible]

When I wanted a chronogram, a voice said,

Delete the letters [illegible]

1255 A. H.

[illegible] and if the equivalent of ya (=7) is deleted it becomes 248.

No. 89.

Gulzarbagh mosque.

The Gulzarbagh [illegible] is situated on the main road on the north [illegible] from Gola. It was built by one Sheikh Ali in 1255 A.H.

Inscription.[1]

خداے پاک تر اللہ اکبر	اللہ	چہار مسجد و محراب و منبر
محمد مصطفی برحق پیمبر	بسم اللہ الرحمن الرحیم	ابوبکر و عمر عثمان حیدر

انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ و لم یخش[2]

من بنی للہ مسجداً ابو بکر عمر
خلیفہ رسول
للہ الحمد[3] لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ عثمان علی
اللہ رضوان اللہ علیہم

ابو بکر و عمر و عثمان و علی	شیم علی زهر حدا	هجری
بعد پیمبر خلیفه چار شد	کرد مسجد بنا نهر حدا	سنه ۱۲۵۵
سال تاریم او همی جستم	تو حنیفه شافعی هم حنبلی	
نیب بالخیر شد رعجب ندا	احمد مالک امام چار شد	

[1] The [illegible] in the corners should be read together. The four lines in the upper portion in both the corners form a quatrain, namely the first two lines in the lower portion form another quatrain.

[2] This quotation in Arabic in the middle is from the Holy Quran, Part X, Chap. IX, entitled "Repentance."

[3] This is abridged from the saying of the prophet "من بنى لله مسجدا بنى الله له بيتا في الجنة"

No. 68.

Kana Khoh mosque.

In Kana Khoh [1], a quarter of the city about 6½ miles east of Gola is mosque known as Kana Khoh mosque which was built in 1253 A.H. by Shaikh Ali Baksh Qadiri or Ahmad Chisti or both, as both the names are mentioned in the inscription. Although the inscription is in Persian it contains two Urdu words [2] of pure Hindi origin

Inscription [3]

بسم الله الرحمن الرحيم

لا اله الا الله محمد رسول الله

شيخ علي بخش قادري يا بخش رب العالمين

صبح رو احمد چشتي هو يا مالک دين و دين

دوازده صد سال هجرت سال در پنجاه و تين

مسجدے آراسته و کرد بر روے زمين

Translation.

In the name of God, the Merciful and Clement.

There is no God but God and Mohammad is his prophet.

O, Creator of the universe! pardon Shaikh Ali Baksh Qadiri.

O Master of world and faith triumph Ahmad Chisti.

It was twelve hundred fifty-three of the Hijra

When he made a new mosque and adorned it on the face of the earth

---

1 Kana khoh is a corruption of Kanak Shkoh or "the Splendid Palace" which was the name of the palace built by Prince Azimushan while he was governor of Behar. The palace does not exist now but the quarter of the city where it stood is called as such after it.

2 و and تين are Hindi words

3 This inscription is also given in an article in Patna College Magazine (March 1913, page 97) but is mentioned as an inscription from dargah of Shaikh Bhakri in mohalla Bhakri.

Translation.

Abu Bakar	In the name of God the Merciful and Clement.	Omar.
Say the date of the construction of the beautiful old mosque rebuilt. The latent informer cried from merciful heart "O righteous, come and say your prayer."		
Usman.	1251 prophet's Hijri.	Ali.

No. 87.

Shah Karim Bux's Mausoleum.

Shah Karim Bux who was sixth in succession to Shah Arzani died in 1252 A.H. His mausoleum is in the compound of Shah Arzani's mausoleum.

Inscription.

آن کریمے که بود بحر کرم
کرد رحلت زکهنه دیر فنا
بود مقبول خالق اکبر
ماتمش کرد عالمے بالا
قدسیان عین همی کردند
سال تاریخ فوت او انشا
گفت رضوان بخلد تاریخش
اے جناب کریم بخش بیا
سنه ۱۲۵۲ هجری

Translation.

That benevolent who was an ocean of charity
Passed away from the transitory world
He was a chosen one of the Great Creator, (so)
The world above mourned for him.
The pious of paradise were trying
To write the chronogram of his death
(When) the angel of paradise said its date
"Come on, Your Honour, Karim Bux."

1252 A.H.

Public Library, Patna. The inscription belongs to some bath in Patna city[1], and it appears from the inscription that it was built in 1240 A.H.

Inscription

محمد یحییٰ خان ابن علی قاسم خان بہادر مغفور
بتاریخ بیست و سنہ ۱۲۴۰ ہجری حمام سنگی تعمیر نمود

Translation

Muhammad Yehya Khan, son of Ali Qasim Khan Bahadur deceased, constructed the stone bath in the month of Rabi I, one thousand two hundred and forty-nine H.[2]

No. 86.

Chowk mosque[3]

The Chowk mosque is on the same road at Chowk about 1 mile east of Gaya. The inscription figure has been as the date of construction but the chronogram gives 1121 A.H.

Inscription.

یا الوتر	بسم اللہ الرحمن الرحیم	یا عمر
مسجدے خوب کہنہ نو تیار سال تہذیب کن پئے اظہار رفت رحم بانگ زد ہاتف اے مصلی بیا نماز گذار[4]		
یا علی	سنہ ۱۱۲۱ ہجری النبوی	یا عثمان

[1] There is a quarter of the city of Patna known as Hamam-ka-Ghat, near the residence of Ambar-ul Khan. It seems probable that the stone belongs to the bath from which the quarter of the city has its name.

[2] The inscription of this mosque has also been given among those of mosques of Patna in Progress Report for March 1913, page 11, but has wrongly been mentioned as an inscription from Fakhruddin's mosque. Fakhruddin's mosque the inscription of which has been noticed before (No. 46 supra) is situated about a furlong west of this mosque.

[3] اے مصلی بیا نماز گذار gives only 1213 but we have to add 8 (= م) according to the hint.

No. 84.

Golakpur mosque.

The mosque called Golakpur mosque is in Golakpur, a part of the city at the south-west of Gaya. It was repaired in 1248 A.H. by Zulfaqar Ali and has also recently been repaired. From the inscription at, are that Emperor Farrukh Sayair and his prayer in this mosque

Inscription.

کرد احیا چو ذوالفقار علی
مرتضای علی امام هدیٰ
مسجد شادمان را که امیر
کرد فرخ سیر نماز ادا
بانگ زد سال حی بلال دلم
ساز آباد خانه تقویٰ
سنه ۱۲۴۸ هجری

Translation.

When Zulfaqar Ali
The friend of Ali, the guide and true leader,
Rebuilt Shadman's mosque in which
Farrukh Sayair performed his prayer.
To [illegible] the date of restoration
"May the house of piety flourish well".
1248 Hijri.

No. 85.

Inscription of a Bath.

An inscription of a stone bath built by Muhammad Yahya Khan [illegible] Ghazan Khan Bahadur is on the eastern [illegible] of the Prophet who [illegible] to say the call of prayer in the morning.

[illegible] mother Fakhr-un-nisa Begum [illegible] Mutabar [illegible] Yahya was the brother of Ali Ibrahim Khan (Patna Gazetteer, page 40).

[illegible]

In the name of God the Merciful and Clement. There is no God but God and Muhammad is his Prophet. I declare verily that there is no God but God, the One having no equal and I declare that verily Muhammad is his servant and prophet. Constructed by Asalat Khan, Subedar, in one thousand two hundred and forty-four of holy Hijri.

No. 85.

[illegible]

There is a small mosque in Balkhi Mahalla about 5½ miles east of Gola known as Balkhi Saheb's mosque after Hafizuddin Balkhi Saheb who repaired it. It was originally built by Akramul Haque in 1247 A.H.

[illegible]

لا اله الا الله محمد رسول الله

اكرم الحق جو كوست بر سر راه

صبح اسلام مسجد دلكشا

گفت تاريخ زسال آريخش

فاذكروا فيه واسجدوا لله

من بنى مسجداً لله بنى الله له بيتاً في الجنة [1]

سنه ۱۲۴۷ هجري

Translation.

There is no God but God and Muhammad is his Prophet
When Akramul Haque struck on the road
The peg of Islam—the beautiful mosque,
Was said its date by chronogram (thus)
"Pray to God and recite His name in it."
God will build a house in heaven for him who will build a mosque for God.

1247 A.H.

1. This is from the sayings of the prophets.

No. 81.

Nagla mosque.

The mosque called the Nagla mosque was built by a lady named Aalunnissa Begam in 1244 A.H. It is situated in mahalla Nagla about 7 miles east of Gola.

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم

كرد چون مسجد علي نسا بيگم بنا

از پـــي شاه و گدا باب عبادت در كشود

گفت اين تاريخ از فضل امير دو جهان

شد بنا بهر نمازي دو جهان دارالسجود

سنه ۱۲۴۴ نبوي

Translation.

In the name of God the Merciful and Clement
When this great mosque was built by Aalunnissa Begam
The gate of worship was opened to the king and beggar alike,
By the help of the Master of the two worlds
"The house of worship was built for those who pray"
1244 the year of the Prophet.

No. 82.

Asalat Khan's mosque.

The small mosque of Asalat Khan is in *mahalla* Fakirbara about a mile to south-east of Gola. Asalat Khan as it appears from the inscription was a subadar, probably in the British Indian army.

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم

لا اله الا الله محمد رسول الله - اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله تعمير ساخته اصالت خان صوبه دار بكهزار در صد چهل و چهار هجري قدسي

چون ساخت مسجدے که .....

بشکسته فرق کفر نگر خانه خدا [1]

سنه ۱۲۳۱ یکهزار و سی صد و چهل یک هجری

Translation.

In the name of God the Merciful and Clement
Turn your faces towards the extensive Holy Mosque
Kazim Ali who is a Shia (built this mosque).
The angel gave a cry from the chest to my ear
When he construct[ed] this mosque ... ...
Breaking the head of unbeliefs say 'House of God'
1231 A H one thousand two hundred forty-one Hijri.

No. 80.

Bam Saheb's mosque.

The big mosque in Jaggi Cheruvu Moghalpura about 5½ miles east of Golconda known as Bam Saheb's mosque was built by one Zuberan said to be the mistress of one Bam Saheb who according to local tradition was in the service of Government about one hundred years ago.

Inscription

مسجدے نو ساخت چو آراسته شد
در بلندي برد از گردش سبق
هاتفے تاریخ تعمیرش بگفت
معبد با رفعت از انوار حق
سنه ۱۲۴۳ هجري

Translation.

When this new mosque was constructed
It even went higher than the sky
A latent informer said to him regarding of construction,
"An elevated place of worship from the light of God".
1243 A.H.

[1] Has also 1261 but according to the hint of (=30) is to be deducted.

Translation

When Gholam Muhammad, the great physician
Ordered the construction of this mosque
Its chronogram was cried out
"The mosque was well made on the road"
1240

No. 78

Shaikh Bihari's mosque.

The mosque of Shaikh Bihari is in Mughalpura, a quarter of the city. It was built by Shafiuddin Husain alias Shaikh Bihari in 1240 A. H.

Inscription.

أن شفع الدين حسين با صفا — بانی در فضل رفیع حلم وجود
حسب امر قدرت و توفیق او — چون بنای مسجد عالی نمود
گفت شه سال تعمیرش همین — حبذا دار حسنی بالسجود
۱۲۴۰ یکهزار دو صد و چهل هجری

Translation

That pure Shafiuddin Husain
The greatest of sublime humility and beneficence
According to his power and grace
When he construct[ed] this great mosque,
Shakir said its date of [illegible]
"What a fine house to pray to God"
1240 One thousand two hundred and forty Hijri.

No. 79.

Kazim Ali's mosque

The large mosque of Kazim Ali is on the main road in Hajiganje about ¼ miles of Gola. It was built in 1241 A. H.

Inscription.[1]

بسم الله الرحمن الرحيم
فرلوا وجوهكم شطره المسجد الحرام انه لحق من ربك[2]
فاطمه علي ده قدم بنده از حسب امر نبوت
بانگ بگوش من زسپهش سروش زه

---

1 Only a portion of the inscription could be read.
2 In Holy Quran, Part II, Section II, it is stated that we [illegible] verse VII, [illegible] verse [illegible].

No. 76.

Shah Hamza Ali's tomb.

The tomb of Shah Hamza Ali is in Shah Baqar-ki-takia, a quarter of the city about 4 miles east of Gola. Shah Hamza Ali died in 1236 A.H.

Inscription.

الف الله

عاشق حق معبود و آزاد — شاه حمزه علی پاک وجود
چون ز مولی صدائے عشق شنید — سر زه وصل کام دیدن نمود
بود در جستجوے تاریخش — سر فرو برده احمد بے بود
از لب یاس گفت هاتف غیب — برده بستر بدرگه معبود

۱۲۳۶

Translation.

Begin with Allah.

The lover of God, the celebate and free
Shah Hamza Ali of pure existence,
When he heard the voice of love from God,
He became desirous to meet Him
The lowly Ahmad ben hung his head
Was in search of the date,
(When) the latent informer said with the lips of despair
" He carried his bedding to the house of God."

1236.

No. 77.

Choti Masjid, Gurhatta.

The mosque known as Choti Masjid or the small mosque is in Gurhatta, a quarter of the city about 5½ miles east of Gola. It is on the main road and was built by Hakim Ghulam Mohammad in 1240 A.H.

Inscription.

غلام محمد حکیم بزرگ — چو عزمش تعمیر این سجده گاه
شد از سر بانگ تاریخ او — بحرفی ندا کرد مسجد نواه

۱۲۴۰

بسم الله الرحمن الرحيم الله اكبر الله اكبر لا إله إلا الله و الله
اكبر و لله الحمد لا له إلا الله محمد رسول الله
تعمير بتاريخ پانزدهم شهر جمادي اول سنه ۱۲۳۳ هجري
روز سه شنبه بوقت صبح مسمات بي بي نوران رحلت فرمودند
ابو بكر عمر عثمان علي ابو بكر عمر عثمان علي

Translation.

In the name of God the Merciful and Clement. God is Great, God is Great, there is no God but God and God is Great and all praises are due to God. There is no God but God and Mohammad is his prophet.

Constructed fifteenth Jamadi I 1233 A.H. Tuesday, in the morning Musammat Bibi Nooran died.

Abu Bakr, Umar. Abu Bakr Umar.
Usman, Ali. Usman, Ali.

No. 75.

Moradpur mosque.

The mosque known as Moradpur mosque is on the main road in Moradpur about a mile and a quarter east of Gola. It was built by Bibi Mannoo Khanum who was the mistress of Mr. Boilard, the then owner of Chajju Bagh, now the residence of the Chief Justice. The mosque was built in 1234 A.H.

لا إله إلا الله محمد رسول الله
مسجدے عالي مناكرده تمام بي بي منوں خانمي فرزانه
گفت دل تاريخ از هجر رسول پاك بنيادي عبادت خانه

سنه ۱۲۳۴

Translation.

There is no God but God and Mohammad is His prophet.
This great mosque was constructed.
By the wise Bibi Mannoo Khanum.
The heart said its date by the prophets Hijri
"A house of worship" of clean foundation.

1234 A.H

No 73.

Muradunnissa's mosque.

Muradunnissa's mosque is in Lohari Mohalla quarter of the city about [illegible] Sherbaz Khan's Haveli.

Inscription.

سنه ۱۲۳۳	بسم الله الرحمن الرحیم جل شانه
چوں مراد النسا بحسن اگاه — بخش لذت بده مسجدے دلخوا	
بعهد سال زروے عدد — دان ازیں بقعه دائما لله	

Translation

In the name of God
He [illegible] His state is glorious
When godly Muradunnissa
Beautifully constructed the pleasant mosque,
Right to date as I wanted it [illegible],
"Pray to God in it for ever"
1233.

No. 74.

Pagal Khana mosque.

The Pagal Khana [illegible] it is opposite the compound in [illegible] asylum. It [illegible] a mile east of Gola and was built by Bib [illegible] [illegible] the [illegible] of [illegible] [illegible] out [illegible]

No. 72

Shah Rustum Ali's Tomb

I. [illegible] N[illegible] [illegible] the [illegible] Shah Rustam Ali [illegible] B

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم

لا اله الا الله محمد رسول الله

[illegible] سنه ۱۲۳۰ هجری
[illegible] زیارت [illegible] قدس سره [illegible]
[illegible] مزار نگرند و دعاے مغفرت یاد آرند

۱۲۳۰

شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم ان الدين عند الله الاسلام شهد الله انه لا اله الا هو وشهد ان محمدا عبده ورسوله

Translation.

[illegible]

(But) look at him with forgiveness.

If I died unmanly in action,

[illegible]

1230.

I declare that [illegible] I declare that verily [illegible]

No. 71

Qilla mosque

The Qilla mosque is in a place called Qilla or the Fort about [illegible] miles east of Goa. It was built in [illegible] A.H. by some one who is said to be a religious person but whose name is not mentioned in the inscription.

Inscription.[1]

نلک بیت‌الله

سنه ۱۲۲۹

مسجدے ساخت مرد دیندارے ز مقیمان آستانه حق

سال تعمیر از دل جستم دل بمن گفت هست خانه حق

سنه ۱۲۲۹

Translation

"This is the house of God."

1229.

A religious person who [illegible] the threshold of God[2] constructed this mosque.

I searched the date of construction from heart which said "This is the house of God."

1229.

---

[1] The quarter of the [illegible] by Sheikh Ali who was [illegible] Mughal times. The [illegible] by the head [illegible] Kroben Jalan.

[2] [illegible] 1229 as the date [illegible] the former in Arabic and the latter in Persian.

[3] By "residence at the threshold of God" is meant Gunbad.

It was Thursday, the second of Shaban,
That she went from this transient world to the pleasant paradise.
Rizwan[a] said this for the date of her death,
"Bibi Man made her place a garden of Eden".

Coombs and Co.,
Calcutta.

No. 69.

Shah Hassan Ali's tomb.

Shah Hassan Ali who was a saint is buried in Khawja Kalan, a quarter of city about 3½ miles east of gola. He died in 1224 A.H.

Inscription.

نود آرام در ریاض بهشت بخاه حسن علی که بود ولی
سال تاریخ رحلتش هاتف گفت محذوم شاه حسن علی

۱۲۲۴

Translation.

Shah Hassan Ali who was a saint took this rest in the garden of paradise,
The latent informer said the chronogram of the date of his death "Shah Hassan Ali, the saint"

1224.

No. 70.

Dhoulpura Mosque.

The mosque known as Dhoulpura mosque is situated in Dhoulpura, a quarter of the city. It was built in 1227 A.H.

Inscription.

إن المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداً
إجتمع المومنون وحدد والباقی

سنه ۱۲۲۷ ه
۱۲۲۷

Translation.

Verily mosques are for God. Don't call any body equal to God. The believers were collected and they narrated about the unity of the Everlasting one.

1227 A. H.
1227

---

[a] Rizwan, the angel of paradise.

No. 68

Bibi Man's tomb.

Bibi Man who was the mistress of Christopher Keating, senior Judge of the Provincial Court of Appeal, died in 1223 A. H. as the chronogram of the stone at her grave shows. The inscription on the mosque built by her has been described before (no. 5 *ante*). Her tomb is in the mosque compound and the stone is affixed in the wall to the west of the tomb.

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم

عنی چوں مان بی‌بی خلق را کرد ز سعیهاے خود
سی بعد العدل دیدہ حاصل از خداے خود
پے آنہ ب ال عذ مصحب بود از جان
همیں آں در مدرس نکشہ از براے خود
رئیس اعمل بیتو نشتہ ز صابر زاں دریافت
غ ق بعد غفران خدا سر ق دیاے خود
بروز پنجشنبہ کان ز شعبان بود دہ در
وفات از دھر دنی در بہشت دلکشائے خود
پے تاریخ سال رحلتش زینگونہ رضوان گفت
ز رحمت بمود بی بی مان جائے خود

COOMBS & Co.
Calcutta.

Translation.

In the name of God the Merciful and Clement,
Who Man Bibi made the people by her [illegible],
She got its full recompense from God;
[illegible]
And opened the gate of paradise for her.
[illegible] for her
Who [illegible] submerged in the sea of mercy.

[illegible]
Hasan and Husain are grandsons [illegible]

Translation

He is Forgiving and Everlasting.

Ghulam Muhi-ud-din who by chance came to Azimabad wrote this.

His native place was the city of Meerut but Birth is known as the place of his birth.

He begot a beautiful son after the decease of an elder

His name was Jamal-ud-din whose was followed by the word "Haidar".

Death became desirous of his face and it did not give a chance of life.

The stinging cold wind of death arose and the tree of his life fell head long from the fact

A chronogram from [illegible] Ah Poor

[illegible]

"May every one [illegible] and remember"

1219.

SECTION IV.

Inscriptions from 1807 to 1857.

No 67

Mirza Aziz's tomb

In the graveyard [illegible] of Shah Shah's mosque in Phulwari a [illegible] of the [illegible] tomb of one Mirza Aziz who died in 1223 A.H. The inscription consists of beautiful lines in Persian.

Inscription

چو شد مرزا عزیز از امر تقدیر

مقاماتش عدم را جامه پیما

برآمد از زبان خامه تاریخ

عزیز رفت از مصر بقا

۱۲۲۳ ه

Translation

When Mirza Aziz with fates' command,

Went to the realm of eternight.

The chronogram came out of the tongue of pen,

"My friend went away from the regions of the world."

1223 A.H

Inscription.

هو الله الغنی الودود

۱۲۱۹

بمسجد بکن ذکر حق یا ادیب

۱۲۱۹

Translation.

"He is God, the Benevolent and the Loving"
1219.

"In mosque recite the name of God respectfully"
1219.

No. 66

A child's tomb near Pir Damaria

Near Pir Damaria mosque, which is very beautifully situated on a high plinth, by the side of the river are several tombs, one of which is of a child whose name was Jamal-ud-din Haidar. It has an inscription from which it appears that he died in 1219 A.H.

Inscription

هو غفور و الدالی

شده راقم غلام محی الدین
ز قضا وارد عظیم آباد
شهر میرث بود قدیم وطن
هست مشهور تازه میلاد
بعد عمری دارے نزلت
پسر حرب روے صورت زاد
لبط حیدر نرود نام اورا
ده تمنا جمال دین نهاد
موت مشتاق صورتش گردید
برمن فرصت حیات نداد
هر سر نقد تیر اجل برخواست
بعل عمرش بسر رپا افتاد
عام تاریخ گفت آه غریب ۱۲۱۹
در رجب سابع ز مشعع باد
۱۲۱۹

Inscription.

اضعف لعباد داعی منظور علی دار خواجه سرای سید هدایت علی خان بهادر اسد جنگ صاحبانی در سنه یکهزار دو صد و هفتده هجری تعمیر این مسجد نمود از جمیع المومنین امیدوار دعای مغفرت است سنه ۱۲۱۷ ه

Translation

The weakest of the slaves Haji Manzur Ali Khan eunuch of Syed Hedayet Ali Khan Bahadur Asad Jung Tahawwal constructed this mosque in the year one thousand two hundred and seventeen Hijri. He expects in every believer a prayer for the pardon of his sins, 1217 A.H.

No. 64

Madaroo's mosque.

Madaroo's mosque is in Dalkha Ilahi quarter of the city and is of small size. It was constructed by her in 1217 A.H.

Inscription

تاریخ تعمیر مسجد مدارو مهدای هفتم شوال سنه ۱۲۱۷ه

Translation

The date of the construction of Madaroo's Mosque seventh Shawwal 1217 A.H.

No 65

Kashmiri Bagh mosque

This mosque is situated in the city Lashkar Sharifa [illegible] of Arts and [illegible] 1219 A.H. as the date.

[illegible] was appointed as deputy governor of Patna (Volume I, [illegible] Madaroo, Calcutta Review, Volume LXXIV, 1932)

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم [illegible] وحده لا شريك له
و اشهد ان محمداً عبده و رسوله صلى الله عليه وعلى محمد خاتم النبيين
سنه ۱۲۱۳ هجری

Translation.

In the name of God [illegible] I declare that [illegible] is unequal, [illegible] servant and [illegible] Hafiz Pasan M[illegible] Khan may God pardon him. 1213 Hijri

No. 62.

Husaini Begam's mosque.

[illegible] mosque [illegible] feet [illegible] miles east of Gola. It was built in 1214 A.H.

Inscription.

بحسن طینت و صدق و صفا چو کرد بنا
حسینی بیگم دی رتبه یک عمارتکه
ندا رسید ز هاتف بگوش هر مومن
زهی نماز گزین ایجاکه هست بیت الله

Translation.

W[illegible]
H[illegible] of high [illegible] on the [illegible] place of [illegible],
[illegible] of very [illegible] and [illegible] constant [illegible],
Pray [illegible] of God.

No. 63.

Hajiganj mosque.

[illegible] in mahalla Haj'ganj, Patna City, [illegible] Hajiganj mosque was built by Haji Manzoor A[illegible]

[illegible] زهی نماز گزین ایجاکه هست بیت الله
[illegible] ۱۲۱۴

لا اله الا الله محمد رسول الله تعمیر ساخته
شد این من بن سنه ۱۲۱۲ هزار و دوصد و دوازده هجری

Translation.

In the name of God the Most Merciful and Clement! God is Great, God is Great, there is no God but God, and God is Great, God is Great, and all praise is due to God. There is no God but God and Mohammad is the prophet. Constructed by Bibi Mahan in 12 A.H. One thousand two hundred and twelve Hijri.

No. 60.

A tomb in Sultan Dumba's mosque.

In Moghalpura, a quarter of the city about 5 miles from Gola, is a very large and handsome mosque called Sultan Dumba's mosque. There is a tomb of a person whose name is not known but it appears from the inscription that he died in 1212 A.H.

Inscription

هوالکریم
بجنت جو بشتافت آن نیک تن
بسال وفاتش شدم رایے زن
زحوران شنیدم بتعطیم از
بیا و بیا باغبان عدن
سنه ۱۲۱۲.

Translation.

He is benevolent.

When that good natured one went away to the paradise
I enquired of the date of his death.
I heard it from the houris who received him (and said)
"Come one, come on the gardener of Eden"

1212 A.H.

No. 61.

Roshan Mohammad Khan's tomb.

In the cemetery of Kashmiri Bagh near Moghalpura is the tomb of Roshan Mohammad Khan who died in 1213 A.H.

Nos. 57 and 58.

Mir Madarullah's mosque.

Mir Madarullah's mosque is in Dhoulpora, a quarter of the City. It has two inscriptions and was built by Mir Madarullah in 1211 A.H.

Inscription on silver.

افضل الذكر لا اله الا الله محمد رسول الله

Translation.

The best of the sayings is "There is no God but God and Mohammad is his prophet"

Inscription on inner gate.

چوں مدار المهام خانه دین — میر عالی نسب مدار الله
مسجد نو بعتقاد آراست — سال تاریخ شد مرور الله
از سر رهد گفت هاتف غیب — شده مرسوم بعده بلخوله[1]
در عهد (1211) شاه عالم بادشاه

Translation.

When the minister of the house of religion,
Mir Madrullah of high lineage,
Constructed the new mosque out of faith,
The chronogram of its construction was necessary
The latent informer with pure heart said
"It became known as a present Kaaba"
In the reign of (1211) Emperor Shah Alam.

No. 59.

Keating's mosque.

The mosque known as Keating's mosque was built by Bibi Man, the mistress of Christopher Keating who was judge of Provincial Court of Appeal at Patna. It is on the main road near the Patna Civil Court with the compound of the house built by Christopher Keating. The mosque has recently undergone much change. The mosque was built in 1212

Inscription

بسم الله الرحمن الرحيم الله اكبر الله اكبر لا اله
الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد

[1] شده مرسوم کعبه دلخواه gives 1204 but according to the hint 7 is to be added to it.

No. 55.

Bulaki's mosque.

In Jaggis Chauraha, a quarter of the city about 5½ miles east of the Gola, is Bulaki's mosque which was built in 1208 A.H.

Inscription

بلاقی داشت در دل این خیال که سازد مسجدے الله را لله
همادم گفت هاتف این بشنید عبادت خانه الله الله [1]
۱۲۰۸ هجرالنبوی صلی الله علیه وسلم

Translation.

Bulaki had the idea in his heart,
That he might construct a mosque for God,
The latent informer said to him instantly,
"A house for the prayer to God.
1208 Hijri of the prophet may the blessing of God be on him and peace.

No. 56.

Shah Gholam Husain's mausoleum.

Shah Gholam Husain who was fifth in succession to Shah Arzan died in 1211 A.H. and was buried within the compound of mausoleum of that saint.

Inscription.

شاه حق آشنا غلام حسین حیف زین خاکدان مکدر رفت
خواست عشقی چو سال رحلتش از گفت هاتف بسوے جنت رفت
۱۲۱۱

Translation.

Shah Gholam Husain the lover of God,
Alas! went away from this world of litigation;
When Ishai wanted the date of his death,
The latent informer said "He went towards paradise"
1211.

---

1 بنایت خانه الله الله gives only 1205.

Translation.

In the name of God the Merciful and Clement.		
"May this place of worship be peopled for ever"		
The date when construction ended.	1208 Hijri.	In bayanat.

Inscription on outer gate.

لا اله الا الله محمد رسول الله

در زمان سعید این مسجد که بنا شد ز فضل باری

هاتف غیب سال تاریخش گفت بیت المقدس ثانی

فی سنه ۱۲۰۸ھ

Translation.

There is no God but God and Mohammad is the prophet.
At the auspicious time when this mosque
Was built by God's grace,
The unseen informer said the date of construction,
"A second temple of Jerusalem".
In 1208. A. H.

The founder was buried after his death in the compound of the mosque but no date is given in the inscription, nor any of the line is a chronogram.

Inscription.

پس از من بر سر خاکم چو آئی دعائے از برائے من بمالی

زبان اهل دل تاثیر دارد بود شاید ز عصیانم رهائی

Translation.

When you come to my tomb after I have passed away,
Say prayer for me,
The tongue of the pious has effect,
It may that I be absolved of my sins.

No. 47.

Uparka Bazar Mosque.

In Uparka Bazar, a quarter of the city near Gulzarbagh about 4½ miles east of Gola, is the Uparka Bazar mosque which was built in 1203 A.H.

Inscription.

لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ

سنہ ۱۲۰۳

Translation.

There is no God but God and Mohammad is His prophet 1203 A.H.

Nos. 50–54.

Gholam Yehya's mosque.

The Mosque of Gholam Yehya[1] which is in Moglalpura, a quarter of the city, was built in 1207 A.H. It has several inscriptions.

Inscription above mihrab

مسجد گاہ غلام یحیٰی سنہ ۱۲۰۷ ھ

Translation.

Gholam Yehya's place of prayer, 1207 A.H.

Inscription on inner gate

مائل نوازیم علام یحیٰی بانی مسجد

Translation.

Apt on b st ow Gholam Yehya the fo nder of the Mosque.

Another inscription on inner gate.

بسم اللہ الرحمن الرحیم		
این عمارت گاہ ابداً آباد باد		
سال اتمام	۱۲۰۸ الهجری	در بیات

[1] The [illegible] may be the [illegible] Yehya" (Volume I, Page 6601.

Translation.

There is no God but God and Mohammad is His prophet.
When this mosque through the help of God,
Fortunately on an auspicious date
Was built through the agency of Shah Arzani,
It was written "A second Kaaba was constructed"
1202.

Constructor Makhmalunnissa Begam,
1202

No. 48.

Nurpur Imambarah.

To the west of Mir Jamla's mosques in Nurpur, a quarter of the city about 7½ miles east of Gola, on the main road is a private cemetery on the gate of which is an inscription from which it appears that there was formerly an *imambarah* built in 1203 A H. The imambarah building had also an inscription which is now buried in the debris.

Inscription on the gate

میر فرزند علی مکان امام
ساخت مقبول خاص و عام شده
سال تاریخ او رهائف عیب
رمزه خانه امام شده

Translation.

Mir Farzand Ali constructed the house of *imam*
Which became popular with high and low
The date of its construction by the latent informer,
Became "a house for the focus of the *imam*"
1203.

* Imam is a title particularly used in religious matters. The reference here is to Imams Hasan and Hosain the grandsons of the prophet who martyred in a communal riot by murdering and maiming fakirs made of their tombs annually in the month of Muharram.

تمام از دولت فیروز جنگ است — که اورا ست این دولت خدا داد
رسیده از حضور اقدس او — برائے سال تعمیرش چو ارشاد
نموده سجده شکرانه ساکن — بگفتا این عبادت خانه آباد

۱۲۰۲

Translation.

May the construction of the beautiful mosque be auspicious to Begam Saheba.

It was finished through the labour and exertion of Haji Saadat. May he have full recompense.

This is all by the wealth of Ferozjung for he has got it as a God-send.

When an order was received from his honour for the chronogram of its construction,

Sakin prostrated in thanks giving, and said "May this house of prayer flourish"

1202.

No. 47.

Lodikatra mosque.

The mosque in Lodikatra, a quarter of the city about 5½ miles east of Gola, was built by a lady called Makhmal noissa Begam in 1202 A.H.—1788 A.D. Its inscription has fallen from the mosque and is kept with a local zamindar

Inscription.

لااله الاالله محمد رسول‌الله

چون این مسجد بتائید الهی — بتاریخ همایون کلک تقدیر
طفیل شاه اولیا بنا یافت — رقم زد کعبه ثانی بنا یافت

۱۲۰۲

مسجد آرا محمل‌النساء بیگم

۱۲۰۲

Translation.

That [1]

the last of the prophets

Daughter of Syed Sh[illegible] Mahfuz alas[1]
Wife of Afzal H[illegible]ain of the [illegible]y religion
W[illegible]en she had passed the age [illegible]ate[illegible]ly
She went fr[illegible]m t[illegible]e wo[illegible]ld t[illegible]e[illegible]n heaven
Th[illegible] p[illegible]ents a[illegible]d t[illegible]e husband [illegible]f that Mary [illegible]e[illegible]ly
All the three were full of grief.
Pity [illegible]t was only a year after[illegible]e marriage
T[illegible]en she t[illegible]k her ab[illegible]de[illegible]th [illegible]ap of the grave
The day, date, [illegible]nth and t[illegible]e year [illegible]f her death
When I enqu[illegible]red with [illegible]t[illegible]e[illegible]s[illegible]r[illegible]w,
On the he[illegible]r[illegible]n of h[illegible]r[illegible]t was [illegible]r[illegible]ter, fourteenth,
Friday and the [illegible]nth of Jamad[illegible] II
1201 A.H.

No. 46.

Fakhruddowla's mosque.

The mosq[illegible]e [illegible]f [illegible]na F[illegible] [illegible] [illegible] on the main road [illegible]t [illegible]t 6 [illegible]s [illegible]t [illegible]f [illegible] Patna City. It was perhaps b[illegible]ilt by [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] Sarfa[illegible]z in the inscription [illegible] [illegible] [illegible]. Fakhrud-Jowla was [illegible] [illegible] from 1720 to 17[illegible]. The [illegible] was [illegible] [illegible] = 17[illegible] [illegible] [illegible][2]

Inscription [1]

[illegible] [illegible] [illegible] [

No. 44

Dooly Ghat Mosque[1]

The mosque called Dooly Ghat mosque is in Dooly Ghat, a quarter of the city. It was built in 11[illegible] A.H. by Aminuddowla Azeem Mulk Asaf Jeralim Khan Bahadur Nasir Jung who was the fourteenth [illegible] of Mir Qasim and whose name appears in Syarul Mutaqarin at several places.

Inscription.

هو الاحد

در سنه یکهزار در صد هجری عین الدوله عزالملک علی ابرهیم خان بهادر نصرجنگ تعمیر نمود۔

Translation

He is one.

In the year one thousand two hundred H., Aminuddowla Azeem Mulk Asaf Jeralim Khan Bahadur Nasir Jung constructed this mosque.

No. 45

A Lady's Tomb

In the Muslim cemetery near Mughalpura a quarter of the city at [illegible] facing old Shahi Idgah Road in 12[illegible] A.H.

Inscription

ان خاتم المرسلین	ان
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] سنه ۱۲[illegible]

[illegible]

page 12, English translation, 1789 edition.

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذوالجلال والاكرام [1]

حكيم سيد احمد حسين ماه عيد يكشنبه سنه ١١٩٨ ه

Translation

In the name of God the Merciful and Clement.

All things are mortal and the face of God, the Powerful and Benevolent shall remain for ever. Hakim Syed Ahmad Husain Month of Id, Sunday, 1198 A.H.

No 43.

Mir Ibrahim's Tomb.

In the Sh'sh Mahal mosque Nos. 35—37) there is the tomb of Mir Ibrahim its founder who died in 1199 A.H

Inscription

در شب هفتم ماه شعبان
مرشد کامل از این عهد که رفت
گفت تاریخ دل از روی حمل
برد قطب در عهد که رفت [2]

نقطه ها حمل از علم بیع

١١٩٩ . در جمل یعنی ابجد

سال انتقال پیر و مرشدی حضرت میر ابراهیم سنه ١١٩٩ در ابیات

Translation

On the night of the seventh of Shaban
When the perfect guide passed away from this world,
The [illegible] and the date according to [illegible]

Abjad value of the letters of Jamal i.e. 1199

"He was a great saint of the time he died"

1199 in *jamal*, i.e., *abjad*.

The year of the Arabic [illegible] and revered preceptor Hazrat Mir Ibrahim [illegible] A.H [illegible]

[1] [illegible] 27, chapter LV entitled "the Merciful," verse 25.

[illegible] we add the [illegible] by [illegible]

Abu Bakr, Umar, Usman and Haider.[1]

During the reign of Emperor Alam Shah
When the strayed persons of the world were shown the correct path,
It was one thousand one hundred ninety-one of the Hijri era
That the wisdom of the world founded this house of religion.

No 41.

Danka-ki-Imli Mosque.

The mosque known as Danka ki Imli mosque is in Danka-ki-Imli, a quarter of the city about 5 miles east of Gola and was built in 1196 A.H

Inscription[2]

از کرم کریم گوید حیرت

۱۱۹۶ ه

برمصلی زیر جمعه چون گفت ه کرد محراب رب الخلایق
چنین صنع عجب تاریخ گفت این مسجد همچو بیت العتیق
۱۱۹۶ ه سنه

Translation.

"Hairat says this by the grace of the Benevolent"
1196 A. H.

In the month of R[illegible] Friday became a rose
The arch of the house of [illegible] was [illegible],
The latest year said [illegible]
"May this mosque be like the Old House"

1196 A.H.

No 42.

Hakim Syed Ahmad Hosain's Tomb

[illegible] at 6 miles east of Gola. He died in 1198 A.H.

[1] All the fourth Caliph has also called Haider.

[2] [illegible] chronograms and give 1195 as the date.

[3] Old House meaning Kaaba, the temple at Mecca.

Inscription.

۱۱۹۰	[illegible] مسجد محمد [illegible]	[illegible]
[illegible] ۱۱۹۰	[illegible]	[illegible]

Translation

In Barasat	"This mosque is the Holy [illegible]	[illegible]
In [illegible] Barasat	[illegible] Abraham's Kaaba."	[illegible]

No 10

Gurhatta Ba[illegible]d Mosque)

[illegible] on [illegible]

Inscription :

بسم الله الرحمن الرحيم

لا اله الا الله محمد رسول الله

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

زمان سلطنت بادشاه عالم شاه

[illegible]

Translation

[illegible]

[illegible]

1913, page 93).

Translation[1]

By Hazrat Haidar	In the name of God the Most [illegible] Creator	May the great- [illegible] prosperity

Our exalted Syed Ibrahim
[illegible] which is pleasant to us
I set this beautiful line
"For in the house of Abraham is the place of God"[2]

[illegible]	"This is the place of Abraham"	[illegible] A.H.

Inscription[3]

قاله علاء هذين	بسم الله الرحمن الرحيم	قاله محمدعلي
دراجون	مسجد ابراهيم عمارت كريم أرد دان سنه ١١٩٠ ه	

Translation

Composed by [illegible]	In the name of God the Most [illegible] Clement	Inscribed by Mohammad Ali.
In Algiers	"May the mosque of Ibrahim flourish by the bounty of God."	[illegible]

[1] The corners of the inscription are to be read [illegible]

[2] [illegible] [illegible] [illegible

.....

تاریخ عرش جالی رضوان بگوش جانم
گفتا که و الفاطمه فی جنت ما را

1189

Translation.

God is Great.

There is no God but God and Muhammad is His prophet.

.....

The angel in the ear of my heart said the date of her reaching the paradise (thus)

" Verily Fatma is in paradise of rest. "

1189.

Nos. 37–39.

Shish Mahal mosque.

In Shish Mahal, a quarter of the city about 5½ miles east of Gola there is a mosque called Shish Mahal mosque which was built by Sayd Ibrahim in 1190 A.H. There are three inscriptions two of which have come out from the building and are kept there.

Inscription.[1]

از حیدر بخش	بسم الله الرحمن الرحیم	مد ظله العالی
سید ابراهیم عالی جاه ماه	کرد بیت الله بنا دلخواه ما	
مصرع دلخواه را کردم درست ! بیت ابرهیم بیت الله ما		
دمه	ذالک مقام ابراهیم	سنه ۱۱۹۰ ه

[1] دلک مقام ابراهیم and بیت ابراهیم بیت الله ما both are chronograms and give 1190 A.H. as the date. The word in the lower right hand corner of the scription could not be read.

—O God! be merciful to the founder
For this has been a cause of his happy return
(to the next world)—
The latent informer exclaimed the cry of its date,
"May it be the best of the mosques till the world lasts."
1187.

No 35.

Mir Ashraf's Tomb.

The tomb of Mir Ashraf lies in the same compound in which his mosque is. The inscription of date of his death is on the gate of the enclosure where also is the inscription of that of Mir Afzal. Mir Ashraf died in 1189 A H.

Inscription.

یا رحیم یا غفار یا کریم
چو اصل نسب سید نامور بدارالبقا شد ز ملک عدم
چو گل دیرمن چاک زدان بگفت بیا میر اشرف میان ارم
۱۱۸۹

Translation.

O Merciful! O, Forgiver! O Benevolent!
When that famous Syed[1] of high extraction
Went to the permanent abode from the transient place,
The angel of paradise flower like torn of his garment said,
"Mir Ashraf come in the paradise."
1189.

No 36.

A lady's tomb in Mir Ashraf's compound

To the south-west of the enclosure in which are the tombs of Mir Afzal and Mir Ashraf (nos 29 and 33) there is a tomb of a lady on a high platform along with others which has an inscription from which it appears that she died in 1189.

Inscription[2]

الله اکبر
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
.....

[1] The descendants of the prophet are called Syeds

[2] After الله اكبر لا اله الا الله محمد رسول الله there are some lines in Arabic which could not be read.

jokes which were sometimes aimed at Mohammad Shah, which necessitated his exile from Delhi to Patna where he died in 1136 A.H.

Inscription.

کوکه خان آن بهار باغ سخن
سرو خلد برین زدنیا رفت
کرد مغلوب چو فکر تاریخش
گفت هاتف سرور دلها رفت

۱۱۸۹ ه

Translation.

Koka Khan that beauty of the garden of ...
What a ... of ...
When Mafqur the ... of ...
The chronogram ... "The ... has passed away"
1136 A.H.

No. 34.

Mir Asbrat's mosque.

The ... of Mir Asbrat ... 1187 A.H. ... of ... Shah ... has ... and has ... and ... with ... and ... the ... with ... and ... the ...

Inscription

چون بفرمان خدا شاه انام ... دین
مسجد ... بنا سرب معدن فیض خوش شد دیوان
پا ... حمت کرد تعمیر شد نظیر معان
تاریخ بهر گفت هاتف غیب زا چون گنب ساد ... باد

۱۱۸۷

Translation.

When it was the ... reign of ... of the faith
Shah Alam, the ... and the just,
This ... was built by Kaaba
A fountain of benevolence ... so beautifully constructed,

Inscription.

هو الله الذي جل جمله وعم نواله وعظم شأنه واعلى برهانه
اللهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات يا
مجيب الدعوات

در جنت کشاده رضوان گفت میر اصل چه مقام

۱۱۷۴

Translation.

G[illegible] Great, Ma[illegible] His [illegible] Commands His grace, Supreme is His proof.

[illegible] the faithful men and women and Muslim men and women [illegible] acceptor of prayers!

[illegible] the gate of [illegible]

"C[illegible] Asfar, I am waiting for you."

1174.

No 32

Shah Karimullah's Mausoleum.

[illegible] Karimullah [illegible] was [illegible] forth in succession of Shah Ata[illegible] [illegible] was [illegible] on the [illegible] his tomb.

Inscription

ماند ملک بقا شد بدرگه حق
گفت تاریخ وفاتش نفس [illegible]

سنه ۱۱۸۵

Translation

[illegible]
[illegible]
Fate said his date of death,
"Kari[illegible] the prophet."

1185.

No. 33.

Koka Khan's Tomb

To the [illegible] Number [illegible] in Dhaulpora about [illegible] east of Go[illegible] [illegible] of Asraf Ali Khan *alias* Koka Khan who was the foster brother of Emperor Mohammad Shah. Koka Khan was famous for his witty sayings and pointed

Because his name was Reza [1] and he was his chosen servant.
When the eighth of the twelve (imams) became his leader and guide,
The angel of paradise cried "You have become holy. Enter in it".[2]

No. 31.

Mir Afzal's Tomb.

The burying ground of Mir Afzal which is now known as the burying ground of Mir Ashraf [3] is at Chowk Shikarpore, Patna City, about 6¼ miles east of Gola. Mir Afzal who was probably father [4] of Mir Ashraf, died in 1174 A.H. His tomb along with that of his son is within an enclosure over the entrance of which is the inscription. Mir Afzal who was a Kashmirian merchant was buried at the feet of the saint Shah Rustam Ali who also lies buried in the said enclosure. "It was for the following reason. The Merchant, who intended to embrace the same kind of life, and was attached to him personally, got him buried in that spot which he had bought for his own burial, and on his deathbed he ordered that himself should be buried at his feet."

---

[1] Ali Reza was the eighth imam.

[2] The chronogram [illegible] gives 1174, as the date of his death.

[3] Mohammad Hasan's Tarikh-i-Shahr, page 10.

[4] In spite of best efforts I could not learn from anybody the relationship of Mir Afzal with Mir Ashraf but there are certain facts which indicate that Mir Afzal was the father of Mir Ashraf. Both of them have the title Mir and both of them are buried within the same enclosure. The burying ground of the father which was once known after him, is after the burial of his son known after him (the son). The inscription of the date of death of Mir Ashraf (no. 35) has the words [illegible] which means "of high reputation", as well as "of the extraction of Afzal". Mr James Taylor [illegible] river front at Patna in 1810 thinks that in Buchanan's map, the word Afzal has been used by mistake for Ashraf or [illegible] Ashraf (J.B.O.R.S., Volume XI part I page 84). It is possible that in Buchanan's map the name of the father has been given while surveyor's that of the son. Mir Afzal who was a big trader of his time was not even known than he who was a grandson of the company. But this Mir Afzal is a distinct person from Mir Afzal whose tomb is in Gonalpur and after whom the name of a quarter of Patna, viz., Afzalpur, is derived.

[5] Syarul Mutakhrin, Volume I, pages 697-798 (English translation, 1789 edition)

Junge [1]. He was the minister of Shah Alam and under the modest title of the steward of the household was his most trusted counsellor. After the battle of Baxar he assisted in the negotiations with the English which led to the grant of Diwani in August 1765.[2] He died in 1173 A. H as the chronogram indicates at Benares but was buried here [3] His family [4] was once one of the greatest land owners in the district but although little is now left it still enjoys high social standing in Patna.[5]

Inscription.

چونکه نواب منیرالدوله گردون وقار
داعی حق را اجابت گفت و پنهان کرد رو
خلق عالم هر طرف در ماتم آن ذیجناب
دائما در سوگواری و فغان چستجو
بر در جلت معینش شد امام هشتمین
چونکه نامش بد رضا و هم غلام خاص او
ثامن اثنایی عشر چوشد معین و رهبرش
داد رضوان بهشت آرلو طبتم فادخلوا

Translation.

As Nawab Moniruddowla of lofty position
Responded to the call of God and hid his face,
The people of the world lamented for him everywhere,
Always mourning and full of grief.
The eighth imam became his guide at the door of the paradise.

---

[1] Syeud Mutakhrin, volume 2, page 110.

[2] H Beveridge' "The City of Patna" (Calcutta Review, Volume LXXVI. 1883.)

[3] After his death the title of Nawab Moniruddowla was given to his son and from a return, dated the 20th April 1782, it appears that his son was given Ba wanh, Hempur, Shahjahanpore, out of estates confiscated from Raja Kyaalkrum—J Reginald Hand, Early English Administration of Behar, 1761—1785, page 22.

[4] It is now called the Bhikanpahari family

[5] Patna Gazetteer (J.F.W. James), page 135.

Translation.

He died on Wednesday the nineteenth Rajab.

The latent informer said 'Basant the saint of God and of high parentage"

1158.

No. 29.

Rahimunnissa's Tomb.

There is a tomb of a Muslim lady in the compound of Patna City charitable dispensary. The lady, whose name was Rahimunnissa and who was the daughter of Muhammad Yusuf Meshedi died in 1160 A.H.

Inscription.

بسم الله الرحمن الرحيم

تاريخ رفت مرحومه مغفوره رحيم خسا بنت آن محمد يوسف مشهدي باردهم شهر محرم الحرام سنه ١١٦٠ الهم اغفرها وتصاررحمها صياتها و احشرها مع النبي و علي و فاطمه و الحسن و الحسين و جميع الائمه المعصومين صلوات الله و سلامه عليهم اجمعين

Translation

In the name of God the Merciful and Clement

Date of the death of Musammat Rahimunnissa deceased—the daughter of master Muhammad Yusuf of Meshed—11th of the month of holy Muharram the [illegible] O God forgive her, and pardon her and [illegible] her in the day of resurrection with the prophet, Ali, Fatima, Hasan and Husain and all the [illegible] May the benedictions of God and peace be on all of them!

SECTION III.

Inscriptions from 1757 to 1807 A. D.

No. 30

Monirudowla's tomb.

Nawab Monirudowla's tomb is in the house of Nawab Vilayet Ali Khan in [illegible] Patna City. Monirudowla's real name as the inscription indicates was Gholam Reza and his full title was "Monirudowla Reza Qooli Khan Nadyr

Translation.

The servant of praiseworthy Nawab Fakhru'dowla.
Who has got Hasan in conjunction with Ali in his name[1]
Constructed this court of justice, a temple for administration of justice;
Its date of construction is one thousand one hundred and forty-two.

No 27

Malsalami Mosque

The mosque near the Malsalami police station on the main road about seven miles east of Gaya was built in 1150 A.H. by one Abdur Rahman Sayad.

Inscription.

از فضل‌الله عبدالرحمان سجاد
با صدق و صفا نمود مسجدے بنیاد
باقر بدعا بگفت تاریخ
این هفتهٔ بین میمنه بن

Translation

By God's grace Abdur [illegible],
Founded this [illegible],
Be[illegible]
"May the [illegible]

1150

No 28

Shah Basant's mausoleum

[illegible]
1158 A.H.

Inscription.

[illegible]
کعب هفت عزب [illegible]

1158

[1] [illegible] of the prophet and Ali [illegible], was the prophet's son-in-law.

Translation.

He, who was illustrious in the life of resignation
Passed away to the garden of paradise,
Shah Shahbaz the perfect holy man
Who was daring in the path of acquiescence to God.
The bird of the lote tree[1] said this chronogram
"He was a falcon[2] soaring in heaven"
1126.

No. 26.

Hasan Ali's court of justice

The court of justice built by Jafar who was in the service of Daud Khan Qureshi has been already noticed (no 19). It was either repaired or rebuilt by Hasan Ali who was in service of Nawab Faqruddaula, governor from 1725 to 1729 A.D. No trace of the building now remains and its inscription which is dated 1142 A.H. is at present affixed in one of the tombs in the Khoja Kalan police-station where the court of justice stood. Two tombs are said to be of the kazis or judges of the court. This [illegible] referred to by Buchanan Hamilton in his report[3] was a deserving how soon even traces of large buildings in India are obliterated.

Inscription.

بلده نواب فخرالدوله ممدوح زمن
آنکه در نقش حسن را نا علي باشد قرآن
ساخت دار العدل حاليکر مناسب داد
در هزار و يکصد و چهل و دو بد [illegible]

[1] [illegible] which means 'lote tree' is meant [illegible] the lote tree in the heaven.

[2] The name of the saint Shahbaz means a falcon and which was also the name of the saint.

[3] [illegible] Vol. I parts III and IV page 357. Mr. K. [illegible] to the [illegible] Fatehpur", [illegible] was near the [illegible] The [illegible] and [illegible] and a [illegible]

[illegible] of the [illegible]

SECTION II.

Inscriptions from 1707 to 1757 A. D.

No 24.

The mausoleum of Shah Kaley

The mausoleum of Shah Kaley is near Pachim Darwaza or the western gate of the city about 5 miles east of Gola. Shah Kaley died in 1124 A.H.

Inscription [1]

شاه کلے حبیب یزدانی یافت نعمت ز مرتضی ثانی
گفت رزاق سال تارخش کز مطلب الیت ربانی
۱۱۲۴

Translation.

Shah Kaley the friend of God,
Got the wealth (of saintliness from Murtuza, the second [2].
Razzak said the date of his death (thus),
' Where is the divine loving ascetic '
1124

No 25

The mausoleum of Shah Shahbaz

Within the compound of the mausoleum of Shah Arzani is the mausoleum of Shah Shahbaz who was second in succession to him. He died in 1126 A.H.

Inscription.

درد رحلت نسوے داغ جہان
آنکہ در فقر بود ممتازے
شاہ شہباز عارف کامل
کہ دلہ رضاست جا نبازے
طایرے سدرہ گفت ایں تاریخ
برد شہباز عرش پروازے
۱۱۲۶

---

[1] ... in Fateh ... Magazine for March ... occurs in ... Kaley was ... date as ...

[2] ... 1120 ... the date of his ...

the main road which is generally known as Pather-ki-masjid or the stone mosque was built in 11[illegible] A.H. = 1[illegible] A.D. by Buzurg Umed Khan who was Governor from 1650 to 1693 A.D. It is partly built of stone and stands on a high plinth and it seems that it was surrounded by garden. The people of the locality say that formerly the road passed near the mosque but has been diverted after the mutiny.

Inscription.

تاج و العشمت بزرگ امید خان
آن که برحش جهان کرمش عمیم
چون ز هاتف هرا سب تاریخش بجست
زد گفتا باد بیت المستقیم
1100

Translation.

Buzurg Umed Khan [illegible]
Whose [illegible] world
When [illegible] from the latent informer,
He [illegible]
1100.

No. 23

Sultanganj, Mourie

The mosque at Sultanganj on the [illegible] road about 2 miles and [illegible], the wife of Shaikh Ibra[illegible] A[illegible] and [illegible] but the [illegible] 1701 A.D. as the date.

Inscription

[illegible]

Translation

[illegible]
God is, [illegible]
[illegible]
The [illegible]

[illegible] which means "[illegible]" given [illegible]

Translation

The f[illegible] for the delight of God.

[illegible]

Under the superintendence of Anis Ahmad.

In the middle of the inscription—

[illegible] kingdom.

No 21.

Ambar's Mosque.[1]

[illegible]

1100 A.H.=1688-89 A.D.

Inscription.

در زمان پادشاه دین پناه
شاه عالمگیر غازی ذو الکرم
خواجه عنبر ناظر شایسته خان
مسجد تو ساخت چون بیت الحرم
مظهر اسحق سال تاریخ بفایش
معدن فیض الهی زد رقم
۱۱۰۰

Translation

[illegible]

Wrote "A mine for the bounty of God"

1100.

No 22

Bazara Umed Khan's Mosque.

[illegible]

College Magazine for March 1913 at page 94.

[1] Mr. R. L. Sinha (Patna) puts, page 43) gives 1109 A.H.

[2] i.e., Kaaba, the temple at Mecca.

No. 19.

Court of Justice (Jafar's

[illegible] court [illegible] Khwaja Kalan [illegible] stat[illegible] [illegible] It was [illegible] Jafar Khan was [illegible] the service of [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] of the [illegible] [illegible] [illegible] Khan Khanan was governor from [illegible] [illegible] [illegible] It was also 1074 A.H. [illegible] [illegible] [illegible] It was [illegible] built on the [illegible] of Nasir Khan [illegible] [illegible] All the [illegible] [illegible] [illegible]

Inscription.

ببر عدل و داد مظلومان ز دست ظالمان
ساخت دارالعدل جعفر بنده داود خان

سنه ۱۰۷۴

Translation.

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] the hands of the oppressor,
Jafar [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

The founder of the great mosque at the door keeper of Nawab Alivardi Khan [illegible] by Muhammad Momin, son of Mir Syed Abdur Rasul [illegible] 1170 H.

Inscription on masonry.

قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد [1]

Translation.

Say, God is one [illegible] the eternal God [illegible] nor is he born [illegible] there is not any one like him.[2]

No. 18.

Dhai Kangura Mosque.

The Dhai Kangura mosque [illegible] and a half is square [illegible] rest of the two and a half [illegible] Patna City [illegible] in 1072 A.H. by one Mirza Noori.

Inscription.

ساخت مسجد مرزا نوري آنچنان
وصف از شد در جهان افسانه
قدسيان شادند از تاريخ آں
بهر ايزد چون بنا شد خانه
سنه هزار هفتاد و دو

Translation.

Mirza Noori built such a mosque
That [illegible] brought at the world,
The pious are happy from that date
When the house was built for God [4]
[illegible]

[1] Abdur Rasul inscribed no. 17 in Haji Chand's mosque.
[2] [illegible]
[3] This is, Sale's translation.
[4] [illegible]

Inscription.

عشق مولا سعدل شه شاه دس پناه *
چون اول در فنا شد جانب دارالسلام
سال تاریخ وت آن سرداے دفر *
گفت دل حایانته در مسند وصل اعلم
درسنه ۱۰۶۴ ه

Translation

When Sh[illegible] Sajanal, th[illegible]ver [illegible] God and the royal bulwark of religion
Passed away from the [illegible] [illegible] [illegible] of peace
The heart saw the [illegible] of [illegible] [illegible] of the saints,
"He found place [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] of Imam"
In 1064 A.H.

Nos 16 & 17

Dargah mosque

[illegible]

Inscription on stone

وان المساجد لله
فلا تدعو مع الله احد
[illegible]
[illegible] محمد [illegible] سنه ۱۰۷۰ هجری

Translation

Verily mosques are for God,
Do [illegible]

Translation.

[illegible] one thousand and fifty-nine

He [illegible] was [illegible]

He was courage from top to toe

Mohammad... ... .transitory

He [illegible] of [illegible]

I enquired of wise men at the time of the [illegible]

Would that [illegible] was from [illegible]

Composed by [illegible] [illegible]

No. 14.

Doondi Bazar Mosque.

This [illegible] Bazar [illegible] after the [illegible] of Par[illegible] that a fur[illegible] Mauz[illegible] It is [illegible] It was built in 1061 A.H.=1651 A.D.

Inscription.

[illegible] خوشنود [illegible] خرسندی حق مسجد [illegible]

[illegible] سوی [illegible] بنا [illegible] صحنش [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible]

قبله ارباب طاعت کعبه اصحاب حال

سنه ۱۰۶۱ھ

Translation.

S[illegible] mosque [illegible] for the [illegible] of God

That [illegible] for their [illegible] by (the lock of) their hair.

[illegible] [illegible] for the date of construction,

"Asbahan-i-t[illegible] was [illegible], a temple for the [illegible] of ecstasy."

1061 A. H.

No. 15.

Shah Sajawal's mausoleum.

Shah Sajawal was the [illegible] of the [illegible] Shah Arzani the [illegible] [illegible] already [illegible] Shah Sajawal [illegible] 1[illegible] A.D. and his mausoleum [illegible] top [illegible] Shah Arzani.

Translation.

Abu Bakr, Umar. | Mohammed is His prophet	God, Mohammad, Abu Bakr, Umar, Usman, Ali.

Abdur Rasul Hasani.[1] One thousand fifty-six 1056

No. 13.

A tombstone in a shaikh Rajab's Mosque.

many of the words are missing

Inscription.

engraved inscription no. 16 which

Translation.

The mosque [illegible] constructed
This beautiful [illegible]
The architect wisdom said its date,
"A beautiful and splendid [illegible]"

No. 12.

Haji Chand's mosque.

The mosque of Haji Chand is in Chandigarh about four miles west of Pinjor. It is built of fine white stone and has three domes. There is also a small tank in front of the mosque. The inscription on the mosque states that it was built by Haji Chand in the reign of Shah Jahan. The mosque is now in ruins.

Inscription.

[illegible]

ابوبکر عمر عثمان علی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Inscription.

Translation.

sins ! The decorator of this building

No. 11

Inscription.

(?) Hishmarat

Translation

Thanks [illegible] that [illegible] praiseful building
Was constructed in the [illegible] Sultan [illegible] III
[illegible] Sultan Muhammad, among [illegible]
dignity,
[illegible] over [illegible] and [illegible] became [illegible]
[illegible], [illegible], with a [illegible],
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
structure
[illegible] [illegible] than the [illegible]
garden of paradise,
Its [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

Kai Khosro[1] of his time and Jamshed[2] of his Kingdom (who)
O[illegible] and the [illegible] world conquering Alexander
[illegible] bearing water his supervision and
which is
[illegible] a rock in the pursuit of the precepts of
Mohammad
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] wisdom,
[illegible], It is a place to walk to paradise'
1036 A.H.

No. 9.

Idgah of Saif Khan.

[illegible] of Kashmir was [illegible] from 1621-1631
[illegible]
[illegible] the Mughal and [illegible] Hindu
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
recorded.[1]

Inscription.

شکر ایزد کاین بنائے دلکشا بے نظیر
شد بعهد ثانی صاحب قران شاهجهان
شاه هم هشمت شهان لیس مثله فی الزمان
هم حمیش مستجر شد رمین و اسمان
سیف خان از دل الا شتاب
شد بتوفیق الهی بانی این عرش مطر
رفت ارخان فراز هوے دم جند
رهنمت از دلبت در حضرت داوران
چون عطوفی خواست تاریخ بنایش گفت دل
داده دادا بنائے عیدگاه سیف خان

[illegible]

[1] Vide no. 10, *infra*.

Translation.

I went to the threshold for the date,
I said "It is the holy door of pure truth"
1052.

No. 8.

Stone Mosque.[1]

The Pathar-ki-masjid or the stone mosque which is on the main road three miles east of Gir was built by Prince Parvez. The date on the inscription is 1035 A.H. = 1626 A.D. But as Prince Parvez died on 6th Safar 1036 A.H. at Burhanpore it seems that although he began the construction it was completed after his death. Prince Parvez was the son of Emperor Jahangir and was Governor of Gujarat from 1612 to 1624. The materials for the mosque were brought from Mogalwada in Girnar, or district.

Inscription.

لا اله الا الله محمد رسول الله

در عهد نور چشم جهانگیر بادشاه
پرویز شاه عادل و باذل بعقل راے
کیخسرو زمانه و جمشید سلطنت
د[illegible] سلطنت چو سکندر جهان گشاے
اورد این بناے خاص بدین هویدگی ده وسے
در پیروی شرع محمد چو گوه پاے
معمار ساخت قلعه معموری و نگده
« سنگ و چوب نگده شد این چنین بناے
کردم سوال سال تمامش ز پیر عقل
گفتا بگو خرامی خیر المقام جاے
سنه ۱۰۳۶

Translation.

There is no God but God and Muhammad is His prophet.
In the reign of Emperor Jahangir, the light of the eye,
[illegible] was and [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Translation.

O, true believers, when you are called to prayer on the day of assembly, hasten to the commemoration of God, and leave merchandizing. This will be better for you if you knew it. And when prayer is ended, disperse yourselves through the land as ye list and seek gain from the bounty of God.[1]

1025 A.H.

Below it is the following inscription :—

فنادته الملائكة وهو قائم يصلي في المحراب [2]

Translation.

The angel called them when they were praying in the mihrab

Nos. 6 and 7.

Mausoleum of Shah Arzani.

The mausoleum of Shah Arzani was erected in great reverence by both Hindus and Muhammadans, is situated in mohalla Dargah south from the fortress, at two miles east of Gulbarga. Shah Arzani died in [illegible] A.H.

Inscription.

رحلت قطب زمان به آسمانی ✽ بباغ بهشت درون

سال موتش رحیص مبهم غیب ✽ گفت دل شاد جنت برین

سنه ۱۰۲۸

Translation

The universal saint passed away peacefully

To the effulgent garden of paradise.

With the favour of mysterious inspiration about the date of his death

The heart said "Beautiful paradise of Arzani"

1028

At the outer gate of the mausoleum is the following inscription :—

بهر توفیق درکوش زهتم ✽ پنگ درگاه خاص حق گفتم

سنه ۱۰۲۲

---

[1] G. Sale's translation

[2] This is from the Holy Quran, Part III, Chapter III, entitled Family of Imran, 1 art of verse 9.

Nos. 3, 4, 5.

Mirza Masum's mosque.

The mosque of Mirza Masum is situated on the main road at [illegible] Darwazat Patna City about five miles east of Gola.[1] It is a large mosque built on a high plinth with shops to the north of it. The gate of the mosque has six carved blocks of stones which seem to belong to Ghar. The chronogram on the stone inscription gives 1025 A.H. (1616 A.D.) as the date of the construction but near the hall there are two inscriptions in Arabic one of which is followed by the date 1035 A.H. It is possible that the work inside the hall was finished two years later.

The inscription on stone.[2]

بدور شاه جهانگیر میرزا معصوم

تمحمت مسجد جمع لیض [illegible] رفیق

چو سال او جد خواستیم [illegible] ندف بیب

[illegible] که لفت "علیه" سد تعلیق

Translation.

[illegible] of Jangir Jahangir, Mirza Masum

[illegible] Jama mosque with [illegible] favourable circumstances.

W[illegible] I wanted the date of its construction from the invisible speaker,

[illegible]

The [illegible] following.[3]

يا [illegible] أمنو انّ بوفى للصابرة [illegible]

الجل لم [illegible] حتى كاد [illegible]

الصابرة شكرا في الامر [illegible]

[illegible]

[illegible] on the roads of the city

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Shah. May God preserve his dominion and rule. Founded by Khan Muazzam Nazir Khan, may his eminence be everlasting, in the year nine hundred and sixteen.

No. 2.

Muhammad Murad Shahanshah Sufi's tomb.

The mosque of Sher Shah which is situated in mohalla Dhanipora, Patna City, is a massive structure of pleasing shape and construction in Patna. There is a large dome in the middle which is surrounded by four others but smaller in size which are constructed in such a way that not more than three can be seen at a time from any direction the building is viewed. Inside at the base of the small domes there are flowers carved in masonry but at the four corners of the interior there seems to be inscriptions which are quite illegible from the floor. An attempt to read them from a ladder was not found possible as the persons there thought it to be dangerous as the building has become weak having suffered a earthquake and there was fear of its giving way. In the courtyard of the mosque near the southern gate is the tomb of Muhammad Murad Shahanshah Sufi who is regarded as a saint and has a hold in veneration. From the inscription on the octagonal tomb it appears that he died in the year 949 during the time of Sher Shah but the exact date of the tomb has not been ascertained that the mosque was built in his honour.

Inscription

محمد

مراد

شہنشاہ

صوفی

۹۴۹

Translation.

Muhammad

Murad

Shahanshah

Sufi

949

SECTION I.

Inscriptions up to 1707 A. D.

No. 1.

Nazir Khan's inscription in Begu Hajjam's mosque.

The oldest Muslim inscription in Patna is that in Arabic in the mosque known as that of Begu Hajjam which was built by Khan Muazzam Nazir Khan in 965 A.H.—1557 A.D.[1] in the reign of Allaudin Husain Shah King of Bengal, who built mosques and other buildings of utility in every district. The floor of the mosque is paved with glazed tiles of Chinese and there is a beautiful stone doorway at the eastern face of the mosque. The building on the other side of the road opposite to the mosque known as Satgharwa or seven chambers is said to have been built in the same period. Mulammad Beg who is commonly known as Begu Hajjam repaired it in 1065 A.H.—1654 A.D. (no. II infra). The present condition of the mosque, as observed, indicates that Patna was a strategic centre at the time of Sher Shah, who thought it to be of strategic importance built the fort and many other improvements and it grew from an insignificant town into a large city.

Inscription.

قال النبي صلى الله عليه وسلم من بنى مسجداً لله بنى الله
له بيتاً مثله في الجنة بنى هذا المسجد المسمى في عهد السلطان
علاء الدنيا والدين ابو المظفر حسين شاه السلطان خلد الله ملكه . خلصة
بانيه خان معظم ناصر خان داماد عليه في سنة تسعمائة و ستة عشر

Translation.

The prophet said the house of God [illegible] and [illegible] will make a house for God [illegible] The [illegible] was built in the reign of Sultan Alauddin [illegible] Abul Muzaffar Husain

[1] Mr. J. P. [illegible] 1490 A.D. as the date of construction and 1654 A.D. of the repair by [illegible] Mr. K. L. Sinha gives 1489 and 1654 respectively. Mr. Sinha has taken 1065 A.H. instead of 1054 A.H. to be the date of repair.

[2] Ghulam Husain Salim's Riyazu Salatin, page 135.

Prince Parvez Shah Jahan Khan, Shaista Khan, Daud Khan Qureshi, Saf Khan, Bazrg Umed Khan and Fazil Khan are frequently mentioned on them. Amongst other prominent officials and gentlemen, Shaikh Farid, Khan Khanan Ali, Hasan Khan Syed Hamid Ansari, Ali Quli Khan, Prince Sultan Shah Alam Khan, and the Sayyids of Barha are also mentioned which throw a flood of light on the local history of the time.

Numeration of dates

The inscriptions generally show the dates in chronograms according to the Abjad method in which the letters have numerical values. Some of the chronograms give the date in words (Lafzi). The chronograms of Shaikh Farid's tomb are the only exception as they express the date of the tomb in figures. The words Bahat and Tarikh which figure in the chronograms of Shaikh Farid's tomb are also not used in the sense of date in the previous ones to it. The dates of the inscriptions are usually given at the end but in the case of Shaikh Farid's tomb and Qadam Rasul they are given in the beginning of the inscriptions. Only in one case (no. 101 *infra*) the date is not given in any way at all but explicitly (e.g., no. 101 *infra*).

No record is available of the size or the kind of stone that was originally used in the tombs where the inscriptions are found, but most of them are now partially ruined and have been restored lately. The total number of inscriptions found in each locality is as follows :—

Mosques	...	...	71
Idgahs	...	...	2
Tombs	...	...	35
Centre of Jurisdiction		...	2
Jail Gate		..	1
Baths		...	1
	Total	..	112

doubt improved the fortifications and assigned separate quarters to nobles, clerks of the government and others and aspired to make the city a second Delhi, but his ambition was cut short by the fratricidal war that broke out after the death of Aurangzeb in course of which he met his death (1712) by being swallowed up alive in a pool and Kaleem's puerile doings took places when the Sayyid brothers began to play the part of king-makers. The Marathas plundered the city more than once. There being no settled life it is not strange that so little material is forthcoming for the period. Only six inscriptions have been recovered, which are three engraved—four from tombs one from a temple and one belongs to a court of justice.

(iii) Third section.

After the grant of the Diwani in 1765 there was normal life in the city, so for the period 1757—1857 we have got many inscriptions from mosques and tombs. The beautiful mosque with large courtyard and fountains built by Mir Ashraf, the *gomasta* of the East India Company, and the mosque known as that of Fakar-ud-dowla belong to this period. Ashraf Ali Khan, who was foster brother of Muhammad Shah, died in 1186 A.H. and the inscription on his tomb has been described under this head.

(iv) Fourth section.

Sufficient material is also found for the fifty years ending with 1857 as there was perfect calm before the disturbance of the Mutiny. The rise of the democracy is no less visible as there are mosques built by barbers, drum-makers and the like. Co-operation is also visible as some of the mosques were built by subscription as their inscriptions indicate. Another characteristic is that many of the mosques under this section were built by women. The inscription on Gaspur mosque no. 8 which is from the Farrukh Siyar said he prayed there belongs to this period.

Important names

Of the sovereigns the names of Alla-ud-din Husain Shah (King of Bengal), Emperors Jahangir, Shah Jahan, Aurangzeb, Farrukh Siyar, Shah Alam appear in the inscriptions re-

Barmah The inscriptions belonging to later years, although numerous have not been noticed, as being modern and of little historical value.

Chief characteristics:

(i) First section.

The inscriptions of the first period are the most important not only because they are the oldest but also as they refer to the royalties, governors, their deputies and other servants Mostly the inscriptions themselves are beautiful and are found in buildings that are characterised by strength, beauty and grandeur. The oldest inscription found is on the mosque popularly known as Begu Haijam's mosque on the main road in the city dating 916 A.H =1510-1510 A.D The presence of this mosque goes to show that Patna was not neglected even before the days of Sher Shah. The next inscription in point of time is the octagonal headstone dated 949 A.H =1542 A.D on the tomb of Muhammad Murad Shahanshah Sahi who lies buried in the compound of the mosque of Sher Shah No other inscription has been found of pre-Akbar days Although the Emperor Akbar was himself for sometime in Patna, he was too much engrossed with the war against Daud Khan to construct any building here Khwaja Kalan's mosque, which bore an inscription as the construction indicates, is now without it. All other inscriptions of this section belong to the reign of Jahangir, Shah Jahan and Aurangzebe. The Roza mosque (inscription no 20 *infra*) constructed by Aurangzebe is perhaps the only building in the city which is built by a Moghal emperor

(ii) Second section

The next fifty years after the death of Aurangzebe are not marked with any great buildings and the reason is not far to seek There was a succession of weak rulers who were not great builders The governors and their deputies generally imitated their sovereigns. This accounts for the presence of so many buildings of the time of Shah Jahan who was himself fond of them and their absence during the reign of those weaklings Azim-us-shan, who was governor from 1704 to 1712, no

religious institutions would be acquired for that purpose. The doubts of such persons had to be cleared and correct motive explained to them before the work began at any place. The vastness of the area and the situation of the buildings in lanes increased the difficulty. The main thoroughfare of the old city, the only one which can tolerably be called a street, is much frequented and notice has been taken of the buildings on it but the narrow lanes and the winding alleys which join it were practically unexplored. The ignorance of people of the locality made it necessary to go through all of them to find out any inscription worth recording and although an attempt has been made to make the list complete, owing to the nature of lanes it cannot be claimed that it is exhaustive, as some of the buildings must have escaped notice, especially in the eastern part of the city where the work was pursued lastly.

Divisions of the subject—4 sections.

The subject deals with inscriptions from the [illegible] to 1857, the year of the Indian Mutiny, after which the inscriptions [illegible] in local setting comparatively modern. Without denying the continuity of the subject it is convenient to divide it into four sections. The first has been taken from commerce from the earliest time and to end with the death of Aurangzeb, the last of the Great Moghals in 1707 which is a prominent landmark in Indian history being the date when the Muslim power in India, then at its zenith began [illegible] with a rapid decline. The remaining [illegible] years are divided into three periods of fifty [illegible] years. In the next section on [illegible] with the death of [illegible] in 1707 and the [illegible] years [illegible] which [illegible] of the city [illegible] and the [illegible] to the [illegible] after another fifty [illegible] last [illegible] in the [illegible] Mutiny [illegible] (next [illegible] Crown [illegible] and the last of the Moghal kings was deposed and deported to

replace it by his own which instead of showing the repair glaringly indicates the construction of altogether a new structure. Many mosques which were formerly known by a certain name are now called by quite a different one,[1] and if perchance the former name is left undisturbed and a new one affixed, it refers to a totally different name of the founder of the same building![2]

Difficulties in decipherment.

The task of most of the inscriptions recorded was such that it was impossible to make out correct readings and some of them were quite illegible. Special methods had to be practised even to read them. Some of them were smashed at. But on close examination it was apparent that years of deposit of dust and dirt on them made them illegible and after careful washing and scraping they could be easily read. The time taken for it was considerable which can be well understood from the fact that it took no less than five hours to make the old inscription of Dilāl Kangarun mosque (no. 18 *infra*) perfectly clear. This difficulty was also experienced by Father Gille while recording the inscriptions in Patna Church although only five of the earliest were of the nineteenth century and the oldest of them belonged to the year 1712. It took him usually "a full day to rub off the chunam and earth in which the lettering of an old tablet was covered."[3] Difficulties in recording the inscriptions was also experienced by the hostile attitude shown by most of the trustees and managers of the mosques and *dargahs* who wrongly thought that it was an attempt to bring them under the arms of law to deprive them of the trust properties which they were misusing. The ignorant mass thought that it was a part of the scheme concerning the streets and their

[1] E.g., Shaikh Nūr Qutb-i-'Alam's mosque at Patna City is now known as Wahid Ali's mosque (vide inscription no. 102).

[2] Even Haji Ilyas's mosque has changed its name after the name of the founder's father and is now known as Fath Muhammad's mosque after the name of Fath Muhammad Beg (Inscription no. 11).

[3] For a little more information about Father Gille at Patna p

(iii) Scarcity of stones.

Another reason for the inscriptions being not so numerous is the scarcity of stone in the locality which makes it a valuable object. Instances are numerous where for this reason stone has been carried to places far off. The old Lakhnauti was robbed to build the medieval capital of Pandua, and later Gaur probably to build Rajmahal while in more recent times their brick and stone were transported as merchandise to Murshidabad, Hooghly, Rungpore and even (as regards the more valuable kind of stone) to Calcutta.[1] From Patna ancient carved stones of Gaur, [illegible] of mosques, private houses and even fragments of Aśoka's city [illegible] have been dug out to have been turned to various useful purposes.[2] When any inscribed stone is discovered in the course of excavation it is usually sent by persons in the employment of the Government to the Asiatic Society to add to their private collection. Father Hosten sent to the Patna Museum a fragment of a stone inscription by Father Anthony Mary only 15 years before with the remark "only seven words could not be completed." The inscription fortunately was found to be a valuable and serviceable stone and was utilized by the old Muslim builders for the construction of their mosques. There was a greater opportunity to rob them of their inscriptions. These large and ancient mosques, "centres of pilgrimage"[3] and governors' and other residences[4] have been deprived of their inscriptions which they once may have carried.

(iv) Changes during repairs.

The absence of old inscriptions is also due to the fact that when old buildings are repaired, the repairer often removes the original to

[1] [illegible] Imperial Gazetteer, 2nd edition, Vol X, page 114, article Gaur.

[2] [illegible] Mary Fatehgarh, page 57.

[3] A record of the [illegible] at Calcutta [illegible]. Patna, page 1.

[4] e.g., Khanqah-i-Mu'azzam, Mahal Shahi, Mir Muazzam's house, etc.

[5] e.g., Pir Mansur

[6] e.g., Mir's Mosque

[7] e.g., Jahangir Quli Khan.

[8] e.g., At the gate of the fort (J B O R S, Vol VIII, Pts I and IV, page 340).

greatest city of the time in the province. Sher Shah from whose reign the greatness of Patna ranks built a fort and planned the city and from that time " Patna became the largest city of the province "[1]. Akbar, who was for some time in Patna, left Munim Khan and after him Patna became the residence of the provincial governors of the Mughal emperors and was adorned with beautiful buildings. Thus it is not surprising that with the exception of two, no other inscription previous to the time of Akbar could be recorded.

(ii) Want of interest in old buildings.

But the lack of material is not only due to the fact that the subject has to be dealt with mainly from the sixteenth century. The want of archæological interest in the people knows the buildings to decay and no attempts have been taken in the past for their preservation. " The companies of men totally regardless of antiquity ", says Dr. Buchanan, " seem to obliterate every trace and it is only in remote and wild parts of the country that the buildings are allowed to remain uninstructed or amongst nations very far advanced that any attention is bestowed on the preservation of monuments of arts. Chehelsitoon,[2] (the palace of the viceroys of Behar which has already been noticed) many years ago royal theatre and which fifty years ago was in perfect preservation, is now to be traced in a few detached pieces. Among the marks of grandeur and the only remains of a court of justice that had been erected in the year of the Hejra 1142 is a stone to commemorate the order in which was dug up in the year 1221 (A.D. 1806), when a house was built on the spot where the tribunal formerly stood, within 70 years from its first erection had been almost totally obliterated."[3]

---

[1] [illegible] page 67.

[2] Chehelsitoon was the name of the Mughal palace on the bank of the river in Patna city. Its modern name is Sitalgarh.

[3] It is a well-known fact that Mughal palaces, with the exception of Agra, Delhi, and Fatehpur Sikri, were constructed of perishable materials, such as wood, bricks, and mortar. See also, infra, pp. 26, 28.

[4] Buchanan's Journey, J.P.A.S.B., Vol. V, parts 3 and 4, page 287; Martin's Eastern India, Vol. I, pages 42-43.

Introduction.

A record of the inscriptions of a city like Patna which has played such an important part in the history of the country cannot but be interesting and useful reading. The inscriptions of the Hindu times are very rare in the city and notice has been taken of them from time to time when the buildings in which they are found have been described or reference has been made to them.[1] A record of the inscriptions at the Catholic Church at Patna has been prepared by the Rev. A. Gille, S. J., with the help of rubbings taken by Mr. J. F. Blakiston, Assistant Superintendent of Archæological Survey, with notes by the late H. Hosten, S. J., and published by the Government of Bihar and Orissa. Father Hosten had also published some of the inscriptions from the church and from other Christian tombs in the city in Bengal Past and Present even before it.[2] Father Gille when engaged in recording the inscriptions of the Catholic Church at Patna found 20 inscriptions in graveyards other than those of the church which Father Hosten promised to publish in some historical review.[3] Thus it will be seen that the inscriptions on the Christian monuments of Patna have been fully described and published by this time. It is unfortunate that although the city played no mean part during the Muslim times no record of the inscriptions of the Muslim buildings and the monuments has been prepared as yet.

Paucity of materials and its reasons.

In spite of the fact that the city covers a large area the number of inscriptions recorded is not as great as might be expected. This is due to several reasons. Although there are proofs that Patna had already risen from the state of wilderness described by the Chinese traveller Yuang Chwang and was inhabited before Mogal rule it was not a large city. The chief centre of activity whether commercial political or religious in the locality during that period was Bihar town which was perhaps the

(i) Late rise of the city

[1] E. L. S. Waddell, Report on the Excavations at Pataliputra, page 15.
[2] J. A. S. B. part I 1904, pp. 253–264, Vol. LX part II 1 14, pp. 176–180.
[3] Record of Inscriptions at the Catholic Church at Patna, p. 11.

Books referred to in this work.

The Quran.

Encyclopædia Britannica.

Bengal: Past and Present.

Journal Bihar and Orissa Research Society

Patna College Magazine

Beveridge, H	Tabaqat-i-Nasiri (Calcutta Review, Vol. LXXVI, 1883)
Elliot, H. M.	History of India
Grote, Rev. A.	Memoir of Bengal and the Church at Patna
Ghosh, M. / Sinha, R. L.	Pataliputra.
Hamilton, Buchanan	Journal
	Account of Behar
	Memoir
Jarrett, J. F. W.	
Martin, R. M.	Eastern India.
O'Malley, L. S. S.	
Sen,	
Sinha,	
Smith, G. P.	Patna College Collection of Coins
	Muhammadan Numismatic Review Vol. LXXIV, 1882).
Waddell, L. A.	Excavations at Pataliputra.

Abbreviation.

J B O R S. Journal, Bihar and Orissa Research Society

Serial no.	Description.	Date according to Hijri era.
86	Chowk mosque	1251
87	Shah Karim Bux's mausoleum	1252
88	Kana Khah mosque	1252
89	Gulzarbagh mosque	1255
9	Shah Sahib Ism Husain's mosque	1256
91	Baqargunge mosque	1257
92	Tara Shah's tomb	1257
93	Fazl Ali's mosque	1257
94	Lawn mosque	1258
95	Idgah (Dargah)	1258
96	Khadim Ali's mosque	1258
97	Ibadullah Shah's mausoleum ...	1260
98	Alamgunge mosque	1261
99	Najaf Ali's tomb	1261
100	Heegan's mosque ...	1261
101	Dafali's mosque	1263
102	Wahid Ali's mosque	1264
1 3	Shah Mara private mosque	1264
104	City Court mosque	1265
105	Mir Abdullah's tomb	1265
106	Mahdi Ali Khan's tomb	1266
107	Nai Sarak mosque	1270
108	Mian Khan's tomb	1271
109	Shahb Heegan's mosque	1271
110	Muhammadi Khanum's tomb ...	1273
111	Baqergunge lane mosque ...	1275
112	Headstone of Bibi Latifan's tomb	1276

Serial	Description.	Date according to Hijri era.
59	Keating's mosque ...	1212
60	A tomb in Sultan Dumbe's mosque ...	1213
61	Roshan Muhammad Khan's tomb ...	1213
62	Husaini Begum's mosque ...	1214
63	Hajiganje mosque	1217
64	Madaroo's mosque	1217
65	Kashmiri Bagh mosque	1219
66	A child's tomb	1219
67	Mirza Anis's tomb ...	1223
68	Bibi Mau's tomb ...	1225
69	Shah Hasan Ali's tomb	1224
70	Dhonkpora mosque ...	1227
71	Qilla mosque ...	1229
72	Shah Rustam Ali's tomb ...	1230
73	Muradonnissa's mosque ...	1233
74	Pagal Khana mosque	1233
75	Moradpore mosque ...	1234
76	Shah Hamza Ali's tomb ...	1236
77	Gorhatia chuti masjid ...	1240
78	Shaikh Bibon's mosque ...	1240
79	Kasim Ali's mosque	1241
80	Kasm Saheb's mosque	1243
81	Nagla mosque	1244
82	Asalat Khan's mosque ...	1244
83	Bakhs Saheb's mosque ...	1247
84	Golakhpur mosque	1248
85	Bath	1249

S. No.	Inscription	Date according to Hijri era
25	Shah Shahan's mausoleum ...	1128
26	Court of Justice (Hasan Ali's)	1142
27	Musalmani mosque	1150
28	Shah Basant's mausoleum	1158
29	Rahimunnissa's tomb	1160
30	Munirruddowla's tomb ...	1173
31	Mir Afzal's tomb	1174
32	Shah Karimullah's mausoleum ...	1185
33	Koka Khan's tomb ...	1186
34	Mir Ashraf's mosque ...	1187
35	Mir Ashraf's tomb ...	1189
36	A lady's tomb in Mir Ashraf's compound	1189
37—39	Shish Mahal mosque ...	1190
40	Gorhatta Bari Masjid ...	1196
41	Dasha-ki-imli mosque ...	1196
42	Hakim Sayid Ahmad Husain's tomb ...	1198
43	Mir Ali Ibrahim's tomb	1199
44	Dooly Ghat mosque	1200
45	A lady's tomb	1201
46	Fakhruddowla's mosque	1202
47	Lodkatra mosque ...	1202
48	Nurpur imambara ...	1203
49	Uparka Bator mosque ...	1203
50—54	Gholam Yahya's mosque	1207 1208
55	Bulaki's mosque ...	1208
56	Shah Gholam Hasan's mausoleum ...	1211
57 & 58	Mir Madarulla h's mosque ...	1211

Old Muslim Inscriptions at Patna.

By Syed Mohammad, B A., B.L

List of inscriptions

Sr. No.	[illegible]	Date according to [illegible]
1	Begu Hajjam's mosque (Nazir Khan's inscription)	916
2	Mohammed Murad Shahnshan Sufi's tomb.	949
3—5	Mirza Masum's mosque	[illegible]
6 & 7	Mausoleum of Shah Arzani ..	[illegible]
8	Stone mosque	[illegible]
9	Idgah (Saif Khan)	[illegible]
10	Madrasa mosque	1039
11	Begu Hajjam's mosque (Muhammad Beg's inscription)	[illegible]
12	Haji Chand's mosque	[illegible]
13	Tombstone in Rajab's mosque ..	1059
14	Doondi Bazar mosque	1061
15	Shah Sajawal's tomb	1064
16 & 17	Dargah mosque	1070
18	Dhai Kangora mosque	1072
[illegible]	[illegible]	1074
[illegible]	[illegible]	1078
[illegible]	[illegible]	1.00
[illegible]	Buzurg Umed Khan's mosque ..	1100
[illegible]	Sultangunj mosque ...	1114
[illegible]	Shah Kaley's mausoleum ..	1124

Editor's Note

The present work "Old Muslim Inscriptions of Patna" by Late Syed Mohammd was published in 1960 in the Bihar and Orissa Research Society's Journal", Patna, in the form of an article. Publication of the work independently as a book form was pending with Khuda Bakhsh Library, while publishing Fasihuddin Balkhi Urdu work on the subject considered it desirable that Syed Muhammad's [illegible] Farmished afresh to enable a scholar and student to have [illegible] a comprehensive study.

A.R.B.

Sir Syed Encyclopaedia

Two letters of Sir Syed addressed to Mohsinul Mulk regarding John Davenport the author of 'An Apology for Mohammed and The Koran' 261

Mu'ayyidul Islam (An Urdu version of 'An Apology for Mohammed and The Koran' John Davenport) 263

Qazi Abdul Wadood

Notes & Jottings Qazi Abdul Wadood 271

Abul Kalam Azad

Problem of Apostasy & Muslim Unity Maulana Abul Kalam Azad 277

Indexes of Periodicals

Index of Fikr-o-Nazar Dr Zeenat Idrees Ansari 297

Letters to the Editor

Regarding Letter No. 2/24 Mr Anwar Kamal Khan 345

Regarding Letter No. 3/05 M Mustafa Khan Shervani 347

Contents

Old Muslim Inscriptions at Patna	Syed Mohammad	1

Urdu/Persian Section

Ghalib Encyclopaedia

Ghalibiyat: As Selected from the Urdu Monthly "Zamana" (1903-42) of Daya Naraian Nigam		1

Rare Manuscripts

Masnavi "Hal Namah" : "Gul-u-Chaugan"	Dr.Mateen Ahmad Saba	145
Diwan-e Mir Soz : Karachi Ms.	Mr.Zahid Munir Amir	185
Diwan-e Hashim	Dr.Kalim Sahasrami	197
Shaikh Mohd.Dawal & his 'Nari Namah'	Dr.Nurus Said Akhtar	205
Diwan-e Mushafi : Khuda Bakhsh Edition	Prof.Mukhtaruddin Ahmad	220
Manuscripts on Sufism	Mr.Arif Naushahi	

Medieval Indian History

The Imperial Bureau of Translation as founded by Akbar	Dr.A.A.Rizwi (Australia) Trans. Mr.S.Hasan Abbas (Tehran)	227

Mohammad Ali Jinnah

Jinnah Saheb	Dr.S.Abid Husain	249

1992

Price Rs.75/-

Printer	: Liberty Art Press, 1528, Pataudi House, New Delhi
Publisher	: Mustafa Kamal Hashmi for Khuda Bakhsh Library, Patna (Phone 650109, Tlx. 22-430 KBL IN)
Editor	: Dr. A. R. Bedar
Annual Subscription	: Rs.300/- (Inland) U$ 60 (Asian Countries) U$ 120 (Other Countries) Price (this issue) Rs. 75/-

Khuda Bakhsh Library

JOURNAL

78 - 80

Khuda Bakhsh Library
Acc. No 94858

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Khuda Bakhsh Library

JOURNAL

78 – 80

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
PATNA